عمران سیریز

ریڈ آئی

احمد شہیر



ریڈ آئی

(Red Eye)

احمد شہیر

kitaabghar.com ebooks publisher

چند باتیں!

محترم قارئین

السلام علیکم!

میرا دوسرا اور نیا ناول "ریڈ آئی" آپ کے سامنے ہے۔ اس سے پہلے میرا پہلا ناول "سپر لیبارٹری" آپ پڑھ چکے ہیں۔۔ مجھے امید ہے "سپر لیبارٹری" آپ کو پسند آیا ہوگا۔ موجودہ ناول "ریڈ آئی" ایکشن، سسپنس اور مزاح میں کم نہیں ہے۔ اس ناول میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹکراؤ کافرستان کی نئی ایجنسی ریڈ آئی سے ہوا ہے۔ ریڈ آئی ایجنسی کے چیف کرنل پاڈال نے پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر کمال کو اغوا کرنے کے لئے گریٹ پلان بنایا تھا۔ اس نے پاکیشیا کا وہ طیارہ ہی بلاسٹ کرا دیا جس میں ڈاکٹر کمال سوار تھے۔ کرنل پاڈال کا دعویٰ تھا کہ پاکیشیا کو کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ ان کا طیارہ کس طرح بلاسٹ ہوا ہے لیکن عمران کو معلوم ہو گیا تو کرنل پاڈال کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا اور اس نے عمران پر قاتلانہ حملہ کرا دیا۔ عمران زخمی ہونے کے باوجود ڈاکٹر کمال کی واپسی کے لئے ٹیم کے ساتھ کافرستان پہنچا تو ریڈ آئی کے ایجنٹ سنیل پانڈے اور لوکا پوری اپنے ساتھیوں سمیت حرکت میں آ گئے اور پھر نان سٹاپ ایکشن شروع ہو گیا۔ کرنل پاڈال کی خواہش تھی کہ وہ عمران کی لاش کو جوتے مارے۔ کیا اس کی یہ خواہش پوری ہو گی یا نہیں یہ تو آپ کو ناول ہی پڑھنے کے بعد معلوم ہو سکے گا۔ مجھے امید ہے کہ میرا یہ منفرد انداز کا لکھا ہوا ناول آپ کے معیار پر پورا اترے گا آپ سے گزارش ہے کہ ناول پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

احمد شہیر

ahmad.shaheer2002@gmail.com

☆..........☆..........☆

کافرستان کے دارالحکومت کی ایک کشادہ سڑک پر براؤن کلر کی ایک کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جس کے سر کے بال اس قدر چھوٹے تھے جیسے وہ ابھی بال کٹوا کر آرہا ہو۔ اس نے پینٹ اور کوٹ پہن رکھا تھا لیکن گلے میں ٹائی نہیں تھی بلکہ شرٹ کے اوپر کا ایک بٹن کھلا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر بلیک کلر کے شیشوں والی کاگل تھی۔ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان لڑکی موجود تھی جس نے جینز کی پینٹ اور سرخ رنگ کی شرٹ جس پر زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے پہن رکھی تھی۔ اس کی آنکھوں پر بھی سرخ رنگ کے شیشوں والی کاگل تھی۔ اس کے سیاہ لچھے دار بال اس کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔

نوجوان کا نام سنیل پانڈے جبکہ لڑکی کا نام انوشکا پوری تھا۔ سنیل پانڈے اور انوشکا پوری دونوں نہ صرف اچھے دوست تھے بلکہ ان کی منگنی بھی ہو چکی تھی۔ وہ بہت جلد شادی کرنے والے تھے۔ یہ دونوں کافرستان کی ریڈ آئی ایجنسی کے سپر ایجنٹ تھے۔ ان کا ریکارڈ شاندار تھا اور انہیں جو بھی مشن سونپا جاتا تھا وہ اسے پورا کرتے تھے۔ سنیل پانڈے اور انوشکا پوری دونوں نے ایکریمیا اور یورپی ممالک میں مارشل آرٹس، نشانہ بازی اور ایسے دوسرے کورسز جو کسی سیکرٹ ایجنٹ کے لئے ضروری ہوتے ہیں مکمل کئے تھے۔ گو ریڈ آئی ایجنسی نئی تھی لیکن اس ایجنسی نے کچھ ہی عرصے میں سپر ایجنسی کا ٹائٹل حاصل کر لیا تھا اور کافرستان کی دوسری سیکرٹ ایجنسیاں پیچھے رہ گئی تھیں۔ ریڈ آئی ایجنسی کا تعلق براہ راست کافرستانی صدر مملکت سے تھا اس لئے وہی اسے ہینڈل کرتے تھے۔ صدر مملکت نے ریڈ آئی ایجنسی کا چیف کرنل پاڈال کو بنایا تھا جو ریٹائرڈ آرمی آفیسر تھا۔ کرنل پاڈال کسی بھی مشن پر سنیل پانڈے اور انوشکا پوری کو اکٹھے ہی بھیجتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آج کرنل پاڈال نے انہیں اکٹھے ہی ہیڈ کوارٹر کے اپنے آفس میں طلب کر لیا تھا اور وہ دونوں کرنل پاڈال سے ملنے جارہے تھے۔ وہ جس کار میں سوار جارہے تھے اس کار پر ریڈ آئی ایجنسی کا مخصوص مونوگرام مٹی کی پلیٹ لگا ہوا تھا اور اس پر واضح الفاظ میں ریڈ آئی لکھا گیا تھا۔

”سنیل۔ باس نے آج صبح ہی صبح کیوں طلب کر لیا ہے“...... انوشکا پوری نے سنیل پانڈے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”شاید کوئی نیا مشن آگیا ہے اور باس ہمیں مشن پر بھیجنے سے پہلے بریف کرنا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے ہمیں بلایا ہے“...... سنیل پانڈے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو انوشکا پوری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ویسے اس بار میرا کسی مشن پر جانے کا موڈ نہیں ہے“...... انوشکا پوری نے کہا تو سنیل پانڈے نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”کیوں۔ تمہارے موڈ کو کیا ہو گیا ہے“...... سنیل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں چاہتی ہوں کہ ہم کچھ دنوں کے لئے چھٹیاں لے کر ایکریمیا اور یورپ جائیں اور خوب سیر و تفریح کریں“...... انوشکا پوری نے کہا تو سنیل پانڈے بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ باس ہمیں چھٹیاں دے گا“...... سنیل پانڈے نے کہا۔

”جب مشن نہیں ہو گا تو اس وقت تو ہمیں چھٹیاں مل سکتی ہیں۔ ویسے بھی مشن نہ ہونے کی وجہ سے میں سخت بوریت کا شکار ہو جاتی ہوں“...... انوشکا پوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”فکر مت کرو آج ہمیں پھر کسی مشن پر بھیجا جائے گا اس لئے تمہاری بوریت ختم ہونے والی ہے“...... سنیل پانڈے نے مسکراتے ہوئے کہا تو انوشکا پوری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ باہر کی طرف دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ سنیل پانڈے نے مخصوص انداز میں کار کا ہارن بجایا تو چند لمحوں کے بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک باوردی مسلح نوجوان باہر آ گیا۔ اس نے سنیل پانڈے اور انوشکا پوری کو دیکھ کر سیلوٹ مارا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔ چند لمحوں کے بعد بڑا پھاٹک خودکار انداز میں کھلتا چلا گیا۔ پھاٹک کھلتے ہی سنیل پانڈے نے کار آگے بڑھا دی اور ایک سائیڈ پر بنے ہوئے خاصے وسیع پورچ میں لے جا کر روک دی۔ وہاں پہلے سے چار جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ کار روک کر وہ دونوں کار سے نیچے اترے اور پھر ایک سائیڈ پر موجود عمارت کی راہداری کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمارت چار منزلہ تھی اور راہداری میں آمنے سامنے متعدد کمرے بنے ہوئے تھے۔ عمارت کے چاروں طرف بڑے بڑے مورچے بنے ہوئے تھے جہاں مسلح افراد چوبیس گھنٹے موجود رہتے تھے۔ راہداری میں بھی مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے سنیل پانڈے اور انوشکا پوری کو دیکھ کر سیلوٹ مارے لیکن وہ دونوں انہیں نظر انداز کرتے ہوئے رہداری کے کونے میں موجود لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں کے بعد وہ دونوں لفٹ میں سوار عمارت کی تیسری منزل کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ جیسے ہی لفٹ تیسری منزل پر رکی تو دروازہ کھول کر وہ باہر آ گئے اور تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رک گئے۔ اسی لمحے ان کے سروں پر سرخ روشنی کا ایک ہالہ آیا اور پھر وہ ہالہ غائب ہو گیا تو کمرے کا دروازہ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ وہ دونوں اندر کمرے میں داخل ہو گئے تو دروازہ اسی انداز میں بند ہو گیا۔

کمرہ خاصا بڑا تھا۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی مانند سفید تھے۔ اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور ان میں عیاری و مکاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس کے سامنے ایک سرخ کور والی فائل کھلی ہوئی موجود تھی۔ اس ادھیڑ عمر آدمی کی نظریں سنیل پانڈے اور انوشکا پوری پر مرکوز تھیں۔ دونوں نے ادھیڑ عمر آدمی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سلام کیا تو ادھیڑ عمر آدمی نے سر کی جنبش سے ان کے سلام کا جواب دیا۔ یہ ادھیڑ عمر کرنل پاڈال تھا ریڈ آئی کا چیف۔

”بیٹھو“...... کرنل پاڈال نے کہا تو وہ دونوں میز کے آگے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور کرنل پاڈال کی طرف دیکھنے لگے۔

”باس۔ کیا مشن ہے“...... سنیل پانڈے نے کہا۔

”پہلے یہ فائل پڑھ لو۔ پھر مشن کے متعلق ڈسکس کرتے ہیں“...... کرنل پاڈال نے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کرتے ہوئے کہا اور پھر فائل اس نے سنیل پانڈے کی طرف بڑھا دی۔ سنیل پانڈے نے فائل کھولی اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا جبکہ اس دوران

کمرے میں خاموشی طاری رہی۔ انوشکا پوری بھی سنیل کے ہاتھ میں موجود فائل پر نظریں گاڑے بیٹھی تھی لیکن وہ پڑھ نہیں رہی تھی۔ فائل میں کمپیوٹرائزڈ ٹائپ شدہ ایک پیپر کے علاوہ ایک پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال کا فوٹو گراف بھی لگا ہوا تھا۔ فائل پڑھنے کے بعد سنیل پانڈے نے وہ فائل انوشکا پوری کی طرف بڑھا دی اور انوشکا پوری بھی وہ فائل پڑھنے لگی۔ تھوڑی دیر تک فائل پڑھنے کے بعد طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔ کرنل پاڈال بدستور ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔

''میرا خیال ہے اب مشن کے متعلق ڈسکس ہو جائے'' ...... کرنل پاڈال نے کہا۔

''یس چیف'' ...... سنیل پانڈے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''جیسا کہ اس فائل میں درج ہے کہ تم نے پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال کو اغوا کر کے کافرستان لانا ہے تو اس سلسلے میں گریٹ پلان تشکیل دیا گیا ہے۔ ایکریمیا میں کل ایک سائنس کانفرنس منعقد ہو رہی ہے اور اس سائنس کانفرنس میں ڈاکٹر کمال بھی شریک ہو رہا ہے۔ تم نے ڈاکٹر کمال کی تصویر دیکھ لی ہے'' ...... کرنل پاڈال نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ڈاکٹر کمال کو کیوں اغوا کرایا جا رہا ہے'' ...... سنیل پانڈے نے پوچھا۔

''سنیل۔ گو ہمارے ہاں بھی بہت قابل، ذہین اور فعال سائنس دان موجود ہیں اور ہم نے بھی میزائل ٹیکنالوجی میں ترقی کی ہے لیکن ڈاکٹر کمال میزائل ٹیکنالوجی میں اس وقت دنیا کے ٹاپ تھری سائنس دانوں میں سے ایک سائنس دان ہے۔ ڈاکٹر کمال کی وجہ سے پاکیشیا اس وقت میزائل ٹیکنالوجی میں بے حد تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور اگر اس کے آگے بڑھنے کی یہی رفتار رہی تو خدشہ ہے کہ پاکیشیا، کافرستان کی میزائل ٹیکنالوجی میں آگے بڑھ جائے گا اور اس کا دفاع اور زیادہ مضبوط ہو جائے گا۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر کمال ان دنوں ایسی ریز ٹیکنالوجی کی تیاری کر رہا ہے جس سے ریز ٹیکنالوجی میں مزید آگے بڑھ جائے گی۔ ڈاکٹر کمال ایسی ریز ٹیکنالوجی کی تیاری کر رہا ہے جس سے وہ میزائلوں کو فضا میں ہی جام کر دیں گی۔ ڈاکٹر کمال نے اگر یہ ریز ٹیکنالوجی بنالی تو پاکیشیا کی دفاعی قوت میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا اور کافرستان کی میزائل ٹیکنالوجی پاکیشیا کی ریز ٹیکنالوجی کی وجہ سے جام ہو جائے گی۔ گو ڈاکٹر کمال نے ابھی تک ریز ٹیکنالوجی کا فارمولا ترتیب نہیں دیا لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کمال ریز ٹیکنالوجی کا فارمولا ترتیب دینے سے پہلے ہی ہم اسے اغوا کر کے کافرستان لے آئیں۔ ڈاکٹر کمال کے یہاں آنے سے ہم نہ صرف اس سے ریز ٹیکنالوجی کا فارمولا حاصل کر لیں گے بلکہ اس کی برین واشنگ کر کے اس کے دماغ میں پاکیشیا کے خلاف نفرت اور کافرستان سے محبت بھر دی جائے اور اس کی پلاسٹک سرجری کر دی جائے تو اس طرح نہ ہی کوئی ڈاکٹر کمال کو پہچان سکے گا اور نہ ہی کسی کو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر کمال ہمارے پاس ہے۔ اس طرح ڈاکٹر کمال سے ہمارے لئے ریز ٹیکنالوجی بنائے گا اور ہمارا دفاع پاکیشیا سے زیادہ مضبوط ہو جائے گا'' ...... کرنل پاڈال نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ڈاکٹر کمال کو پاکیشیا سے اغوا بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے طیارے کو بلاسٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے'' ...... سنیل پانڈے نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر کمال کو پاکیشیا سے بھی اغوا کیا جا سکتا ہے لیکن ہم ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ اگر ہم نے ڈاکٹر کمال کو پاکیشیا سے اغوا کیا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس بھوت کی مانند ہماری ایجنسی کے پیچھے پڑ جائے گی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کی سب سے خطرناک، فعال اور تیز رفتاری سے کام کرنے والی سیکرٹ سروس ہے۔ اس لئے ڈاکٹر کمال کو اغوا کرنے کے لئے گریٹ پلان تشکیل دیا گیا ہے۔ جس کے مطابق تم دونوں نے ایکریمیا سے واپسی پر ڈاکٹر کمال کو اغوا کر کے محفوظ مقام پر پہنچانا ہے اور اس کی جگہ ڈمی ڈاکٹر کمال کو طیارے میں سوار کرا دینا ہے۔ ڈمی ڈاکٹر کمال کا بھی بندوبست کر لیا گیا ہے۔ میں نے انڈرورلڈ کے ایک آدمی کو اغوا کرا کر اس کی ڈاکٹر کمال کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرا دی ہے اور وہ ڈاکٹر کمال کا ہم شکل بن گیا ہے۔ میں نے اس کی برین واشنگ کر دی ہے اور اسے گریٹ پلان کے مطابق اس ہوٹل میں پہنچا دیا جائے گا جس ہوٹل میں ڈاکٹر کمال کانفرنس کے اختتام کے بعد ٹھہرے گا۔ وہ طیارہ جیسے ہی پاکیشیا دارالحکومت کے پہاڑی علاقے میں پہنچے گا تو پائلٹ اس طیارے کو کسی پہاڑی سے ٹکرا دے گا اور اس طرح وہ طیارہ تباہ ہو جائے گا اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہی سمجھیں گے کہ ڈاکٹر کمال قدرتی طور پر جہاز کے حادثے میں ہی ہلاک ہو گیا ہے اس طرح ہم اپنے مقصد میں بھی کامیاب ہو جائیں گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی مطمئن ہو جائے گی"...... کرنل پاڈال نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ گریٹ پلان تو زبردست ہے لیکن پائلٹ کیسے طیارے کو پہاڑی سے ٹکرائے گا۔ وہ تو پاکیشیائی حکام کو آگاہ کر دے گا"...... سنیل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا بھی بندوبست کر لیا گیا ہے۔ میں نے پاکیشیائی طیارے کے پائلٹ کے دماغ میں ایک ایسی وائس برین چپ لگوا دی ہے جس سے اس کا دماغ میرے کنٹرول میں آ گیا ہے۔ اس پائلٹ کا نام کیپٹن ریاض ہے۔ میں جب اسے جو حکم دوں گا وہ فوری طور پر میرے حکم پر عمل کرے گا اس لئے جب طیارہ پاکیشیائی دارالحکومت کی پہاڑیوں کے قریب پہنچے گا اور لینڈنگ کرنے لگے گا تو میں کیپٹن ریاض کو جہاز کو کریش کرنے کا حکم دے دوں گا اور وہ طیارے کو کریش کر دے گا اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"...... کرنل پاڈال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سنیل پانڈے نے سمجھنے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس۔ پوسٹ مارٹم میں اگر وائس برین چپ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کے ہاتھ لگ گئی تو اس طرح گریٹ پلان کا بھانڈا پھوٹ سکتا ہے"...... خاموش بیٹھی ہوئی انوشکا پوری نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن ہمارے سائنس دان ڈاکٹر جگدیش نے اس کا توڑ نکال لیا ہے"...... کرنل پاڈال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا واقعی۔ کیا توڑ ہے"...... انوشکا پوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جگدیش نے وائس برین چپ پر ایسا کیمیکل لگا دیا ہے کہ باوجود کوشش کے پوسٹ مارٹم میں وائس برین چپ ٹریس نہیں ہو

سکے گی“..... کرنل پاڈال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سنیل اور انوشکا پوری نے طویل سانس لئے۔

”اب ہمیں ایکریمیا کب روانہ ہونا ہے“..... سنیل پانڈے نے پوچھا۔

”آج رات ہی تم دونوں نے ایکریمیا روانہ ہو جانا ہے اس لئے تم جا کر سفر پر روانہ ہونے کے لئے تیاری کرو۔ تھوڑی دیر تک تم دونوں کے کاغذات تیار ہو جائیں گے“..... کرنل پاڈال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے چیف۔ ہم روانگی کے لئے تیاری کرلیں“..... سنیل پانڈے نے کہا تو کرنل پاڈال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سنیل پانڈے اور انوشکا پوری دونوں اٹھ کر کھڑے ہوئے اور انہوں نے کرنل پاڈال کو ہاتھ جوڑ کر سلام کیا اور پھر وہ مڑے اور باری باری کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں اپنی کار میں سوار سنیل کے فلیٹ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

☆.....☆.....☆

عمران ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔ ٹی وی پر پاکیشیا کا ایک معروف چینل لگا ہوا تھا جس میں اینکر پاکیشیا کے سیاسی حالات کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔ عمران کے بائیں ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول جبکہ دائیں ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔ وہ ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ساتھ چائے بھی سپ کر رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹی وی پر چینل بدل گیا اور ایک اور نیوز چینل آن ہو گیا۔ عمران ایک نیوز چینل پر تھوڑی دیر تک نیوز سنتا اور پھر چینل بدل دیتا۔ کسی بھی نیوز چینل پر کوئی اہم خبر نہیں آ رہی تھی جو اس کی دلچسپی کا باعث ہوتی۔ ویسے بھی اسے ٹی وی دیکھنے کا زیادہ شوق نہیں تھا۔ وہ بھی کبھار ہی ٹی وی دیکھتا تھا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس بھی کوئی کیس نہیں تھا اس لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فراغت کے دن گزار رہے تھے۔ عمران بھی فارغ رہ رہ کر بوریت کا شکار ہو گیا تھا۔

عمران ناشتہ کر چکا تھا جبکہ سلیمان کچن میں ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔ عمران کی عادت تھی کہ وہ ناشتہ کرنے سے پہلے اخبارات کی تمام سرخیاں دیکھ لیتا تھا پھر وہ ناشتہ کرتا تھا لیکن آج چونکہ اخبارات ابھی تک نہیں آئے تھے اس لئے عمران نے پہلے ناشتہ کیا اور پھر اس نے ٹی وی آن کر لیا تھا۔ اس نے سوچا کہ جب تک اخبارات آئیں گے وہ نیوز چینل دیکھنے لگا تا کہ حالات حاضرہ سے آگاہ ہو جائے۔

چائے سپ کرنے کے بعد عمران نے کپ میز پر رکھا اور ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اسی لمحے سلیمان ٹی وی لاؤنج میں آ گیا۔

”صاحب۔ میں مارکیٹ جا رہا ہوں۔ اگر آپ کو اور چائے چاہئے تو میں دے دیتا ہوں“..... سلیمان نے کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ مجھے اور چائے کی طلب نہیں ہے البتہ تم ہاکر کو فون کر کے اخبارات کے بارے میں معلوم کرو۔ اس سے پوچھو کہ آج اخبارات دینے کا موڈ ہے بھی یا نہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ آپ کے کہنے سے پہلے ہی میں اسے فون کر چکا ہوں۔ اس نے بتایا ہے کہ اس کی سائیکل خراب ہو گئی ہے اور وہ سائیکل کی مرمت کروا رہا ہے جیسے ہی اس کی سائیکل ٹھیک ہو جائے گی تو وہ اخبارات پہنچا دے گا“..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ مگر یہ تو بتا دو کہ آج دوپہر کو کیا پکاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"صاحب۔ آج میں آلو بینگن پکا رہا ہوں"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"سلیمان۔ ایک ہفتہ پہلے ہی تو تم نے آلو بینگن پکائے تھے آج کیوں پکا رہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صاحب۔ آپ بھول رہے ہیں۔ میں نے ایک ماہ پہلے آلو بینگن پکائے تھے۔ ایک ماہ کے بعد آج پکا رہا ہوں"...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہر حال آج میرا دل آلو بینگن کھانے کو نہیں چاہ رہا اس لئے تم کوئی اور سبزی پکا لو بلکہ تم اس طرح کرو کہ تم آج کریلے گوشت بنا لو۔ کافی دن ہو گئے ہیں کریلے گوشت کھائے ہوئے۔ بہت ٹیسٹی ہوتے ہیں کریلے گوشت"...... عمران نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ آپ گھر کا خرچ چلانے کے لئے اتنے پیسے نہیں دیتے کہ میں آپ کی فرمائشیں پورا کرتا پھروں۔ کبھی آپ بازار جا کر سبزی اور گوشت کا بھاؤ تو معلوم کریں۔ خدا کی پناہ۔ سبزیوں کو تو جیسے آگ لگی ہوئی ہے۔ کریلے ایک سو چالیس روپے کلو ہیں، ٹماٹر ایک سو بیس روپے کلو، آلو ساٹھ روپے کلو، بھنڈی اسی روپے کلو، پیاز ساٹھ روپے کلو۔ اور تو اور اب برائلر گوشت بھی دو سو اسی روپے کلو ہو گیا ہے۔ اگر آپ اپنی پسند کے مطابق کھانا پکوانا چاہتے ہیں تو لائیں دیں پیسے مجھے۔ میں ابھی جا کر کریلے اور گوشت لے آتا ہوں اور آپ کی پسند کی ڈش بنا تا ہوں ورنہ آج آلو بینگن ہی پکیں گے اور وہی آپ کو کھانے ہوں گے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے منہ بنا لیا۔

"ذرا سوچو سلیمان۔ اگر میرے پاس پیسے ہوتے تو میں کئی سالوں سے تمہاری رکی ہوئی تنخواہ ادا نہ کر دیتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ میری تنخواہ تو کبھی بھی نہیں دیں گے یہ میں جانتا ہوں اس لئے آپ سے بحث فضول ہے۔ تنخواہ لینے کے لئے مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا ورنہ آپ سے مجھے کوئی امید نہیں ہے۔ بہر حال مجھے دیر ہو رہی ہے اس لئے میں جا رہا ہوں"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑا اور ٹی وی لاؤنج سے جانے لگا۔

"ارے یہ تو بتاتے جاؤ کہ تم کیا کرو گے۔ کیا نوکری چھوڑ دو گے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو سلیمان رک گیا۔

"نوکری تو میں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ میری ساری تنخواہ ادا نہیں کر دیتے اس لئے میں نے سوچا کہ مجھے اماں بی سے بات کرنی چاہئے وہی میرے مسئلے کا حل نکالیں گی"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کک۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا غضب مت کرنا سلیمان ورنہ اماں بی میرے سر پر جوتیاں مار مار کر میرا سر گنجا کر دیں گی۔ نا بابا نا۔ میں جوانی میں گنجا نہیں ہونا چاہتا"...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اچھی طرح سوچ لیں کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔ بچا ہوا ہے یا میری تنخواہ ادا کرنی ہے"..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر سٹنگ روم سے باہر چلا گیا جبکہ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ ایک مرتبہ پھر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے ایک مرتبہ پھر ریموٹ کنٹرول سے چینل بدلنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے ایک چینل فکس کیا اور پروگرام دیکھنے لگا۔ اس چینل پر گزشتہ رات کا چلا ہوا ایک پروگرام ریپیٹ ہو رہا تھا۔ عمران کو ابھی ٹی وی پر پروگرام دیکھتے ہوئے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ اچانک بریکنگ نیوز آ گئی۔ عمران بے اختیار چونک پڑا اور توجہ سے ٹی وی دیکھنے لگا۔ اینکر پرسن بتا رہی تھی کہ پاکیشیا کا طیارہ پاکیشیا کے دارالحکومت کے مضافاتی پہاڑی علاقے میں لینڈنگ کے دوران ایک پہاڑی سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا ہے۔ اس طیارے میں پاکیشیا کے مایہ ناز اور معروف ایٹمی سائنس دان ڈاکٹر کمال سمیت چالیس افراد سوار تھے۔ ابتدائی طور پر یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ جہاز کی کریشنگ میں کتنے افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس، پولیس اور دوسرے خفیہ اداروں کے اعلیٰ افسران جائے حادثے کی طرف چلے گئے ہیں۔ میڈیا کی ٹیمیں بھی جائے حادثہ کی طرف روانہ ہو گئی ہیں۔ یہ بریکنگ نیوز دیکھ کر عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران، ڈاکٹر کمال کو ذاتی طور پر جانتا تھا۔ وہ پاکیشیا کے معروف اور سینئر سائنس دان تھے اور سرداور کے ساتھ کام کرتے تھے۔ ان کا شمار دنیا کے ٹاپ ٹین سائنس دانوں میں ہوتا تھا۔ عمران کی کئی بار ڈاکٹر کمال سے ملاقات ہوئی تھی۔ ڈاکٹر کمال نفیس، شفیق اور بہت اچھے انسان تھے۔ وہ اکیلے رہتے تھے کیونکہ چھ سال پہلے ان کی بیوی ایک حادثے میں ہلاک ہو گئی تھی۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے بیوی کی حادثے میں موت کے بعد انہوں نے دوسری شادی نہیں کی تھی اور تجرد کی زندگی گزار رہے تھے۔

ڈاکٹر کمال میزائل اور ریز ٹیکنالوجی میں اتھارٹی رکھتے تھے۔ انہوں نے پاکیشیا کے لئے کئی پاور میزائل بنائے تھے جن سے پاکیشیا کا دفاع کئی گنا بڑھ چکا تھا۔ ڈاکٹر کمال ان دنوں ایک ریز ٹیکنالوجی کی تیاری پر کام کر رہے تھے جنہیں ریز ٹیکنالوجی کا نام دیا گیا تھا۔ اس ریز کے کامیاب تجربے کے بعد ریز ٹیکنالوجی ایک نئے دور میں داخل ہو جاتی اور کافرستانی اور اسرائیلی میزائلوں کی پاکیشیا کی ٹیکنالوجی کے سامنے حیثیت زیرو ہو جاتی تھی۔ ڈاکٹر کمال نے نیو ریز ٹیکنالوجی کا فارمولا تحریر نہیں کیا تھا۔ انہوں نے ابھی اس سلسلے میں سرداور سے بات کی تھی۔

"اوہ۔ ڈاکٹر کمال کی طیارے کے حادثے میں ہلاکت ملک کے لئے بہت بڑا نقصان ہے"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پاکیشیا کے اعلیٰ افسران اور میڈیا والے جائے وقوع پر پہنچ گئے تھے اور تفتیش شروع کر دی گئی تھی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ طیارہ فنی خرابی کی وجہ سے پہاڑی سے ٹکرا کر کریش ہوا تھا یا اس میں پائلٹ کی غفلت شامل تھی۔ یہ تو بلیک باکس ملنے پر ہی معلوم ہو سکتا تھا۔ ٹی وی چینل پر اب طیارے کے بلاسٹ ہونے کے لائیو مناظر دکھائے جا رہے تھے۔ جس جگہ طیارہ پہاڑی سے ٹکرا کر کریش ہوا تھا وہاں طیارے کا ملبہ بکھرا پڑا تھا اور اس ملبے سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور دکھ کے ملے جلے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ مزید تھوڑی دیر کے بعد چینل پر طیارے کے حادثے میں مرنے والوں کی تعداد

کے بارے میں بتایا جا رہا تھا کہ طیارے میں جتنے بھی افراد سوار تھے وہ سب طیارے کے عملے سمیت ہلاک ہو گئے تھے۔

"ویری سیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے"...... عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ریموٹ کنٹرول میز پر رکھا اور خود صوفے سے ٹیک لگا کر ٹی وی اسکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ ٹی وی چینل پر بار بار وہی مناظر دکھائے جا رہے تھے جو تھوڑی دیر پہلے عمران دیکھ چکا تھا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو"...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ آپ نے طیارے کے حادثے کی خبر سنی ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں اس وقت ٹی وی ہی دیکھ رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ اس حادثے کے بارے میں کیا کہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ میری بات کا مطلب یہ ہے کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ حادثہ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہ حادثہ ہی ہو سکتا ہے۔ پائلٹ کو کیا پڑی ہو گی کہ وہ خود کو دوسروں سمیت موت کے حوالے کر دے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ حادثہ نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر کمال کو ہلاک کرنے کے لئے طیارے کو سازش کے تحت پہاڑی پر گرایا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران ایک بار پھر بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ڈاکٹر کمال کو ہلاک کرنے کے لئے یہ سارا ڈرامہ کیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں عمران صاحب۔ میرا تو یہی خیال ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا خیال ہے اس لئے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا البتہ جب تک بلیک باکس نہیں مل جاتا اس وقت تک کچھ بھی کہنا بے کار ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی بات درست ہے۔ بہر حال آپ نے کافی دنوں سے دانش منزل کا چکر نہیں لگایا۔ کیا آپ کی دانش ابھی تک ختم نہیں ہوئی"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"نہیں۔ جب میری دانش ختم ہو جائے گی تو میں دانش لینے کے لئے دانش منزل آ جاؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ اللہ حافظ"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ ایک بار پھر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اینکر پرسن اس حادثے کے بارے میں بتا رہی تھی لیکن

ابھی تک کوئی کام کی بات نہیں معلوم ہوئی تھی جس سے پتہ چلتا کہ طیارے میں فنی خرابی پیدا ہوگئی تھی یا پائلٹ کی غفلت کی وجہ سے یہ حادثہ ہوا تھا اور نہ ہی ہلاک ہونے والے افراد کے بارے میں بتایا جا رہا تھا البتہ جائے وقوعہ پر ایمبولینسیں اور ریسکیو گاڑیاں پہنچ گئی تھیں اور امدادی کام بھی شروع ہو گیا تھا۔

☆......☆......☆

کرنل پاؤال اپنے آفس میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ کرنل پاؤال ٹہلنے کے ساتھ ساتھ اپنی بائیں ہاتھ کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف بھی دیکھ رہا تھا۔ اس کے آفس کی سامنے والی دیوار پر نصب بڑی اسکرین والا ٹی وی آن تھا اور اس میں ایک پاکیشیائی چینل آن تھا جس پر پاکیشیائی ہوائی جہاز کی کریشنگ کے مناظر دکھائے جا رہے تھے اور اس کے ساتھ ہی اسکرین پر بھی حادثے کے متعلق بتایا جا رہا تھا۔ جس کے مطابق جائے وقوعہ پر ملٹری انٹیلی جنس کی تفتیشی ٹیم بھی پہنچ گئی تھی جو شواہد اکٹھے کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔ اسے تفتیش کرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن ابھی تک انہیں بلیک باکس نہیں ملا تھا۔ سنیل پانڈے اور انوشکا چوپڑا نہ صرف پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال کو اغوا کر کے کافرستان لے آئے تھے بلکہ کرنل پاؤال کے حکم پر گریٹ پلان کے مطابق پاکیشیائی طیارہ کے پائلٹ نے طیارے کو بھی پاکیشیا کے دارالحکومت کے مضافاتی پہاڑی علاقے میں گرا دیا تھا۔ گو کرنل پاؤال اپنے پلان میں کامیاب رہا تھا لیکن طیارے کو کریش کرنے سے پہلے پائلٹ نے یہ الفاظ ادا کر دیئے تھے کہ وہ یہ طیارہ اپنی غفلت سے نہیں بلکہ کسی نے اس کا دماغ کنٹرول کر کے یہ حادثہ کروایا ہے۔ کرنل پاؤال حیران تھا کہ وائس برین چپ کی وجہ سے پائلٹ کیپٹن ریاض کا دماغ اس کے کنٹرول میں تھا اس کے باوجود کیپٹن ریاض نے یہ الفاظ کیسے بول دیئے تھے۔ کرنل پاؤال کو معلوم تھا کہ کیپٹن ریاض کے یہ الفاظ بلیک باکس میں فیڈ ہو گئے ہوں گے اور جب پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کی تفتیشی ٹیم بلیک باکس حاصل کرنے کے بعد یہ الفاظ سنے گی تو لامحالہ وہ تحقیقات شروع کر دے گی۔ گو کافرستان کے سائنس دان ڈاکٹر جگدیش نے اسے یقین دلایا تھا کہ اس نے کیپٹن ریاض کے دماغ میں موجود چپ پر ایسا کیمیکل لگا دیا ہے جس سے وائس برین چپ ٹریس نہیں ہو سکے گی لیکن اس کے باوجود کرنل پاؤال مطمئن نہیں تھا۔ وہ ایک انجانے سے خوف میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ وائس برین چپ میں اس کی آواز ریکارڈ ہو گی اور اگر وہ پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس کے ہاتھ لگ گئی تو پھر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ حادثہ کافرستان نے کرایا ہے۔ اس کے بعد پاکیشیا کی سیکرٹ سروس اس کی ایجنسی ریڈ آئی کے پیچھے کسی بھوت کی طرح پڑ جائے گی۔ اس نے تھوڑی دیر پہلے کافرستانی صدر سے بھی اس سلسلے میں ڈسکس کی تھی اور پھر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ کرنل پاؤال پاکیشیا میں موجود کسی جرائم پیشہ تنظیم سے رابطہ کر کے جائے وقوعہ سے بلیک باکس حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں گولڈن ہوٹل کا مالک اور جنرل منیجر بارٹے اس کا دوست تھا اور کرنل پاؤال نے بارٹے کو اس کام کے لئے ہائر کر لیا تھا۔ بارٹے، کرنل پاؤال کا نہ صرف دوست تھا بلکہ وہ دونوں کلاس فیلو بھی تھے۔ وہ دونوں گریٹ لینڈ کی ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھے تھے۔ بارٹے کوئی بزنس کرنے کی بجائے انڈر ورلڈ میں کام کرنے لگ گیا تھا اور وہ ایک جرائم پیشہ گروپ کے ساتھ کام کرنے لگ گیا

تھا۔ ایک دن وہ ایک قتل کے کیس میں پھنس گیا تھا جس کی وجہ سے وہ ایکریمیا سے فرار ہو کر پاکیشیا چلا گیا تھا اور وہاں اس نے اپنا ایک ہوٹل بنالیا تھا جو گولڈن ہوٹل کے نام سے مشہور تھا۔ پاکیشیا میں ہوٹل چلانے کے ساتھ ساتھ وہ انڈر ورلڈ میں بھی کام کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کرنل پاڈال نے بار ٹلے کو فون کال کی تھی اور اب وہ بار ٹلے کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے سنیل پانڈے کو فوری طور پر اپنے ہیڈ کوارٹر طلب کر لیا تھا تا کہ وہ اس سے بھی اس سلسلے میں بات چیت کر سکے۔ اچانک میز پر پڑے تین ٹیلی فونوں میں سے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پاڈال ٹہلتے ٹہلتے یکلخت رک گیا اور مڑ کر میز پر پڑے ٹیلی فون کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے میز کے قریب پہنچ کر سرخ رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو"..... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ سنیل پانڈے صاحب آگئے ہیں"..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اسے میرے آفس میں بھیج دو"..... کرنل پاڈال نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر وہ میز کے آگے سے گھوم کر اپنی ریوالونگ چیئر پر جا کر بیٹھ گیا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور سنیل پانڈے اندر داخل ہوا۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر کرنل پاڈال کو سلام کیا۔

"بیٹھو"..... کرنل پاڈال نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو سنیل پانڈے ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چیف۔ خیریت تو ہے۔ آپ نے مجھے فوری یہاں پہنچنے کا حکم دیا تھا"..... سنیل پانڈے نے کہا۔

"سنیل۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں نے پاکیشیائی طیارہ کے کیپٹن ریاض کو اغوا کرا کے اس کے دماغ میں وائس برین چپ لگادی تھی تا کہ وہ میری مرضی سے جہاز کو کریش کر سکے لیکن کیپٹن ریاض نے طیارہ پہاڑیوں میں گرانے سے پہلے یہ الفاظ ادا کر دیئے تھے کہ یہ طیارہ فنی خرابی کی وجہ سے کریش نہیں ہو رہا بلکہ کسی نے اس کا دماغ کنٹرول کر کے یہ حادثہ کروایا ہے۔ اس کے یہ الفاظ بلیک باکس میں فیڈ ہو گئے ہیں۔ اگر وہ بلیک باکس پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس کے ہاتھ لگ گیا تو بہت بڑی مشکل کھڑی ہو جائے گی"..... کرنل پاڈال نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ بلیک باکس میں کیپٹن ریاض کی آواز فیڈ ہوئی ہے آپ کی تو نہیں ہوئی اور کیپٹن ریاض نے آپ کا نام تو نہیں لیا کہ یہ حادثہ آپ نے کروایا ہے"..... سنیل پانڈے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیپٹن ریاض کے دماغ میں جو وائس برین چپ لگی ہوئی ہے اس میں میری آواز تو فیڈ ہو گی ہے۔ اگر کیپٹن ریاض یہ الفاظ نہ کہتا کہ یہ حادثہ اس سے کسی نے کروایا ہے تو پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس کا دھیان وائس برین چپ کی طرف نہیں جانا تھا لیکن اب مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس دونوں ہی کیپٹن ریاض کے دماغ سے وائس برین چپ برآمد کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی اور پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس اس وائس برین چپ کے ذریعے یہ معلوم کر لے گی کہ یہ آواز میری ہے"..... کرنل

پاڈال نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے خوف ہو کہ اگر اس کی آواز ٹریس ہو گئی تو پھر اس کی خیر نہیں ہو گی۔ سنیل پانڈے بھی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"چیف۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ڈاکٹر جگدیش نے وائس برین چپ پر ایسا کیمیکل لگا دیا ہے کہ باوجود کوشش کے پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس اس چپ کو ٹریس نہیں کر سکے گی پھر وہ کیسے ٹریس کرے گی"...... سنیل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ورما نے بالکل یہی کہا تھا لیکن تم عمران کو نہیں جانتے۔ وہ نہ صرف سائنس دان ہے بلکہ وہ انتہائی ذہین فطین انسان ہے۔ اس سلسلے میں اس کا دماغ بہت کام کرتا ہے اس لئے وہ یقیناً کیپٹن ریاض کے دماغ سے وائس برین چپ تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا"...... کرنل پاڈال نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سنیل پانڈے نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"لیکن عمران کیسے آپ کی آواز پہچانے گا۔ آپ کی تو اس سے کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی"...... سنیل پانڈے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ واقعی اس سے میری ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ میری آواز پہچان سکتا ہے لیکن میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ وہ شیطان ہے اور وہ میری آواز پہچاننے کی کوشش کرے گا اور اگر اسے میری آواز معلوم ہو گئی تو وہ کافرستان کا رخ کرے گا"...... کرنل پاڈال نے کہا۔

"چیف۔ میری ایک تجویز ہے۔ آپ پاکیشیا کے ہسپتال میں موجود کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی کو ہی غائب کروا دیں تو عمران کچھ بھی نہیں کر سکے گا"...... سنیل پانڈے نے کہا تو کرنل پاڈال نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہاری تجویز بے حد اچھی ہے۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ واقعی اگر کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی ہی غائب کرا دی جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس کو کبھی بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ یہ حادثہ کس نے کروایا ہے"...... کرنل پاڈال نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ٹیبل پر سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پاڈال نے بے اختیار چونک کر فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پاڈال نے سخت لہجے میں کہا۔

"چیف۔ پاکیشیا سے بارٹلے صاحب کی کال ہے"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... کرنل پاڈال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہیلو کرنل پاڈال۔ میں بارٹلے بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پاڈال بول رہا ہوں۔ کیا بلیک باکس مل گیا ہے"...... کرنل پاڈال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل۔ میرے آدمیوں نے جائے وقوعہ پر بلیک باکس تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن باوجود کوشش کے بلیک باکس انہیں نہیں مل سکا اور نہ ہی تفتیشی ٹیم بلیک باکس تلاش کر پائی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ چونکہ کرنل پاڈال نے فون کا لاؤڈر پریس

کر دیا تھا اس لئے سٹیل پانڈے بھی بارٹلے کی آواز سن رہا تھا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ تم بلیک باکس کی تلاش کا کام چھوڑ دو۔ تم ایک اور کام کرو"..... کرنل پاڈال نے کہا۔

"ہاں بولو"...... دوسری طرف سے بارٹلے کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بارٹلے۔ جس ہسپتال میں کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی رکھی گئی ہے تم وہ ڈیڈ باڈی ہی غائب کرا دو۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو"...... کرنل پاڈال نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو بہت آسان کام ہے"...... بارٹلے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم یہ کام فوراً کر دو۔ میں تمہیں اس کا بھرپور معاوضہ دوں گا"...... کرنل پاڈال نے کہا۔

"کرنل۔ تم میرے اصولوں کو جانتے ہو۔ میں دوستوں سے کام کے معاوضے نہیں لیا کرتا اس لئے آئندہ کبھی بھی معاوضے کی بات نہ کرنا۔ اوکے۔ میں تمہیں ایک گھنٹے بعد کال کروں گا"...... بارٹلے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو کرنل پاڈال نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوکے باس۔ مجھے بھی جانے کی اجازت ہے"...... سٹیل پانڈے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو"...... کرنل پاڈال نے کہا تو سٹیل پانڈے اٹھا اور پھر وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کرنل پاڈال ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اینکر پرسن پاکیشیا میں طیارہ کے حادثے کے متعلق بتا رہی تھی۔ کرنل پاڈال نے میز کی سائیڈ پر پڑا ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور ٹی وی کی آواز تیز کر دی۔ اینکر پرسن بتا رہی تھی کہ طیارہ کے حادثے کے بارے میں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ طیارہ فنی خرابی کی وجہ سے حادثے کا شکار ہوا تھا یا پائلٹ کی غفلت تھی اور طیارہ میں جتنے بھی مسافر سوار تھے وہ سب ہلاک ہو گئے تھے۔ اینکر پرسن یہ بھی بتا رہی تھی کہ ہلاک ہونے والوں میں پاکیشیا کے مایہ ناز سائنس دان ڈاکٹر کمال بھی شامل تھے جو ایکریمیا میں ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کرنے کے بعد واپس پاکیشیا آ رہے تھے۔ یہ سن کر کرنل پاڈال کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کی آواز آہستہ کی اور ریوالونگ چیئر کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

☆......☆......☆

صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا اخبار کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور افسوس کے ملے جلے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھیں بھی سرخ ہو رہی تھیں کیونکہ اس حادثے کی وجہ سے وہ رات بھر سو نہیں سکا تھا۔ اس حادثے کی وجہ سے صبح کے اخبار بھی دیر سے شائع ہوئے تھے اور اب وہ گزشتہ روز ہونے والے طیارے کے حادثے کے متعلق تفصیل پڑھ رہا تھا۔ ایک اخبار نے لکھا تھا کہ ابھی تک اس بات کی تصدیق نہیں ہو سکی کہ یہ حادثہ طیارہ کی فنی خرابی کی وجہ سے ہوا تھا یا اس میں پائلٹ کی غفلت شامل تھی۔ اس کے علاوہ بلیک باکس کے بارے میں بھی نیوز شائع ہوئی تھی کہ بلیک باکس کی تلاش جاری

ہے اور بلیک باکس کے ملنے پر ہی معلوم ہو سکے گا کہ یہ حادثہ کیوں پیش آیا ہے۔ اس جہاز میں ڈیڑھ سو مسافر سوار تھے وہ سب طیارہ کے عملے سمیت ہلاک ہو گئے تھے۔ تفصیل پڑھنے کے بعد عمران نے اخبار تہہ کر کے میز پر رکھ دیا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر میز پر پڑے ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ عمران کی رات کو سر سلطان سے طیارہ کے حادثے کے بارے میں گفتگو ہوئی تھی اور عمران نے ان سے کہا تھا کہ بلیک باکس ملنے کے بعد اسے ضرور بتائیں کہ یہ حادثہ کیسے پیش آیا ہے۔

"جی فرمایئے۔ کیسے یاد کیا ہے آپ نے مجھے"...... عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ میں جانتا ہوں کہ طیارہ کے اس حادثے پر پوری قوم سوگ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہ حادثہ پاکیشیا کی تاریخ میں بہت بڑا سانحہ ہے بہرحال میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ بلیک باکس مل گیا ہے اور ہمیں تفصیل معلوم ہو گئی ہے کہ یہ حادثہ کیوں اور کیسے ہوا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا تفصیلات ہیں"...... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ حادثہ پائلٹ کی غلطی سے نہیں ہوا۔ جو بلیک باکس ملا ہے اس میں فیڈ ہوئی ریکارڈنگ سن لی گئی ہے۔ اس کے مطابق یہ طیارہ پائلٹ کیپٹن ریاض سے گرایا گیا ہے۔ بلیک باکس میں پائلٹ کی آواز ریکارڈ ہے اس نے کہا ہے کہ وہ یہ طیارہ اپنی غفلت سے نہیں بلکہ کسی نے اس کا دماغ کنٹرول کر کے یہ حادثہ کروایا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ایک مرتبہ پھر چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیپٹن ریاض نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کا دماغ کس نے کنٹرول کیا ہوا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کیپٹن ریاض کے دماغ میں برین کنٹرول چپ لگا کر اسے کنٹرول کیا گیا تھا۔

"نہیں۔ بلیک باکس میں صرف یہی الفاظ ریکارڈ ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے کسی دشمن نے یہ کارروائی کروائی ہے۔ پائلٹ کے دماغ کو کنٹرول کر کے اس سے طیارہ کریش کروایا ہے۔ لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ کسی نے ایسا کیوں کروایا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا

"میرا خیال ہے کہ یہ سارا چکر ڈاکٹر کمال کو ہلاک کرنے کے لئے کیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر کمال کو ہلاک کرنے کے لئے لیکن کیوں۔ اگر کسی نے ڈاکٹر کمال کو ہلاک ہی کرنا تھا تو وہ کسی اور طریقے سے بھی اسے ہلاک کرا سکتا تھا۔ طیارہ کیوں کریش کروایا ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو تفتیش پر ہی معلوم ہو گا۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی مل گئی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کوئی خاص بات ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی کس ہسپتال میں موجود ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ملٹری ہسپتال میں۔ لیکن تم نے بتایا نہیں کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... سر سلطان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ملٹری ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر فرحان کو میرے بارے میں بطور نمائندہ ایکسٹو احکامات جاری کر دیں۔ میں کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی کا کیوں معائنہ کرنا چاہتا ہوں یہ میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں ابھی آرڈر جاری کر دیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عمران لباس تبدیل کر کے اپنے فلیٹ سے باہر نکلا اور اس نے فلیٹ کو تالا لگانے کے بعد چابی مخصوص جگہ پر رکھ دی اور پھر وہ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی سپورٹس کار ملٹری ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کے بعد وہ ملٹری ہسپتال میں پہنچ گیا۔ ملٹری ہسپتال میں لوگوں کا رش لگا ہوا تھا کیونکہ تمام ڈیڈ باڈیاں وہاں لائی گئی تھیں۔ ہسپتال کے مین گیٹ پر موجود سیکورٹی انچارج کو عمران کے بارے میں آرڈر کر دیا گیا تھا اس لئے عمران نے جب اپنا سپیشل کارڈ دکھایا تو سیکورٹی انچارج نے نہ صرف اسے سلام کیا بلکہ اسے خود ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر فرحان کے کمرے تک چھوڑ آیا۔ عمران نے دروازے پر دستک دی اور پھر چند لمحوں کے بعد وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ ڈاکٹر فرحان اپنے آفس میں ہی موجود تھے۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی تھے۔ ان کا سر بالوں سے عاری تھا اور انہوں نے آنکھوں پر نظر کی عینک لگائی ہوئی تھی۔ انہوں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

"السلام علیکم۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر فرحان بے اختیار اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"وعلیکم السلام۔ آئیے۔ میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا"...... ڈاکٹر فرحان نے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے ان سے مصافحہ کیا۔

"بیٹھیں"...... رسمی کلمات کی ادائیگی کے بعد ڈاکٹر فرحان نے کہا تو عمران ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ڈاکٹر فرحان اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

"مجھے آپ کی آمد کے بارے میں آرڈرز مل چکے ہیں"...... ڈاکٹر فرحان نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ کیا کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی کا پوسٹ مارٹم ہو چکا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ رپورٹ پڑھ لیں"...... ڈاکٹر فرحان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے اپنے سامنے میز پر رکھی ہوئی ایک سرخ کور والی فائل اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈاکٹر فرحان سے فائل لی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ فائل میں دو صفحات موجود تھے جو عمران نے چند منٹوں میں ہی پڑھ لئے پھر اس نے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

''میں کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی دیکھنا چاہتا ہوں'' ...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ میں آپ کو کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی دکھا دیتا ہوں'' ...... ڈاکٹر فرحان نے کہا اور پھر وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر فرحان، عمران کو لے سرد خانے میں آ گئے جہاں درجنوں ڈیڈ باڈیاں موجود تھیں جن پر گرین کلر کے کپڑے ڈالے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر فرحان سب سے آخر والی ڈیڈ باڈی کی طرف بڑھ گئے۔ عمران بھی ان کے ساتھ تھا۔

''یہ کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی ہے'' ...... ڈاکٹر فرحان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ڈیڈ باڈی کے اوپر ڈالا ہوا سبز رنگ کا کپڑا ہٹایا اور کیپٹن ریاض کے سر کو جائزانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ چند لمحے کیپٹن ریاض کے سر کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک براؤن کلر کی گاگل نکالی اور اسے آنکھوں پر لگالی اور کیپٹن ریاض کے سر کا ایک بار پھر جائزہ لینے لگا۔ اچانک وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے سر کے بالوں میں درمیان میں ایک پن سے بھی چھوٹا دھبہ دکھائی دیا۔ اس دھبے کا کلر بلیک تھا اور اسے دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ وہ وائس برین چپ ہے جس کی مدد سے کیپٹن ریاض کا دماغ کنٹرول کیا گیا ہے۔ گو وہ دھبہ پن سے بھی چھوٹا تھا اور عمران نے جو گاگل پہنی ہوئی تھی اس میں خاص قسم کی ریز موجود تھیں جن کی وجہ سے عمران کو کیپٹن ریاض کے سر میں چھپی ہوئی وائس برین چپ دکھائی دی تھی حالانکہ جب عمران نے بغیر گاگل پہنے کیپٹن ریاض کے سر کا جائزہ لیا تھا تو اسے وہ وائس برین چپ دکھائی نہیں دی تھی۔ عمران کو معلوم تھا کہ اس چپ پر خاص قسم کا کیمیکل لگایا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ وائس برین چپ کسی کو بھی دکھائی نہیں دی تھی۔ عمران نے کیپٹن ریاض کے سر میں موجود چپ اتار کر اپنے ہاتھ میں رکھ لی اور پھر اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال کر وہ وائس برین چپ اس میں رکھی اور وہ ڈبیہ واپس جیب میں رکھ لی۔ پھر اس نے گاگل بھی اتار کر جیب میں واپس رکھ لی۔

''کوئی خاص بات معلوم ہوئی'' ...... ڈاکٹر فرحان نے کہا۔ وہ حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

''جی ہاں۔ کیپٹن ریاض کے سر کے درمیان میں وائس برین چپ لگی ہوئی تھی جس پر خاص قسم کا کیمیکل لگا ہوا تھا اس لئے وہ دکھائی نہیں دے رہی تھی'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ وائس برین چپ'' ...... ڈاکٹر فرحان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ کا بے حد شکریہ ڈاکٹر فرحان۔ اب مجھے اجازت دیں تاکہ میں سر سلطان صاحب کو رپورٹ دے سکوں'' ...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ڈاکٹر فرحان سے مصافحہ کیا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سرد خانے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ڈاکٹر فرحان بھی آہستہ آہستہ قدموں سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد عمران کی کار میں سوار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور آدھے گھنٹے کے بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''طاہر۔ چائے بنا کر لیبارٹری میں پہنچا دو'' ...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

''عمران صاحب۔ خیریت تو ہے نا۔ آپ لیبارٹری کیوں جا رہے ہیں'' ...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"حادثے کا شکار ہونے والے طیارہ کا بلیک باکس مل گیا ہے۔ باقی تفصیل آ کر بتاؤں گا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ لیبارٹری میں چلا گیا جبکہ بلیک زیرو کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بلیک زیرو نے چائے بنا کر عمران کو لیبارٹری میں پہنچا دی اور اپنا کپ لے کر وہ خود آپریشن روم میں آ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران ایک گھنٹے سے پہلے لیبارٹری سے باہر نہیں آئے گا۔ پھر واقعی ایک گھنٹے کے بعد عمران آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو ایک مرتبہ پھر اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی فلیش تھی۔

"بیٹھو"..... عمران نے کہا اور اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ اس نے وہ فلیش میز پر رکھ دی۔

"عمران صاحب۔ خیریت۔ آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر۔ تمہاری بات درست ثابت ہوئی ہے کہ طیارہ کو کریش کرایا گیا ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ آپ پوری تفصیل بتائیں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"بلیک باکس میں جو ٹیپ برآمد ہوئی ہے اس میں طیارہ کے کیپٹن ریاض کی آواز ریکارڈ ہے۔ جہاز کے کریش ہونے سے پہلے کیپٹن ریاض نے کہا تھا کہ یہ طیارہ فنی خرابی کی وجہ سے کریش نہیں ہو رہا بلکہ کسی نے اس کا دماغ کنٹرول کر کے یہ حادثہ کروایا جا رہا ہے۔ یہ سن کر میں چونک پڑا اور میرا دماغ فوراً اس برین کنٹرول چپ کی طرف گیا۔ میں نے ملٹری ہسپتال میں جا کر کیپٹن ریاض کے برین کو چیک کیا تو مجھے اس کے دماغ میں چپ مل گئی۔ اس چپ پر ایسا کیمیکل لگا ہوا تھا جس کی وجہ وائس برین چپ عام نظروں سے دکھائی نہیں دیتی تھی اور وہ چپ کیپٹن کا گل سے ہی دیکھی جا سکتی تھی اس لئے میں نے کیپٹن کا گل کی وجہ سے اس چپ کو ٹریس کر لیا۔ میں نے لیبارٹری میں وائس برین چپ کو چیک کیا تو اس میں ایک آواز ریکارڈ ہے جو کیپٹن ریاض کو حکم دے رہا ہے کہ وہ طیارہ کو گرا دے اور اس کے بعد کیپٹن ریاض کے الفاظ ہیں"..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اب آپ کیا کریں گے۔ آپ کے خیال میں یہ حادثہ کس نے کروایا ہوگا"..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مجھے کافرستان پر شک پڑتا ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"جس نے بھی کیپٹن ریاض کے دماغ میں وائس برین چپ لگا کر اسے جہاز کریش کرنے کا حکم دیا ہے اس کی آواز سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ آواز کافرستان کی کسی ایجنسی کے آدمی کی ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ حادثہ کسی اور نے کرایا ہو"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر۔ تم جانتے ہو کہ اسرائیل اور کافرستان ہی ہمارے بدترین دشمن ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اسرائیل اور کافرستان نے مل کر ہمارے خلاف کوئی سازش کی ہو اور یہ کارروائی کافرستان نے کرائی ہو۔ انہوں نے ہمارا سائنس دان ہلاک کرانا تھا اور جہاں تک میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس سائنس دان کو ہلاک کرانے کے لئے یہ طیارہ کا حادثہ کرایا ہے تاکہ یہ حادثہ قدرتی ہی معلوم ہو۔ بہر حال اب ہم نے اس سازش کا سراغ لگانا ہے کہ یہ کس ملک کی کارروائی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... ناٹران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا میں کل طیارہ کی کریشنگ کا جو حادثہ ہوا ہے میں اس سلسلے میں تمہیں تمہارے ای میل ایڈریس پر ایک وائس ریکارڈنگ سینڈ کر رہا ہوں۔ اس آواز کو غور سے سنو اور معلوم کرو کہ وہ آواز کس کی ہے"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے ناٹران کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"مجھے فوری رپورٹ چاہئے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رابطہ منقطع کر کے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر عمران نے میز پر پڑی فلیش اٹھائی اور وہ کمپیوٹر کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ کمپیوٹر آن تھا اس لئے عمران نے سسٹم میں فلیش لگائی تو چند لمحوں کے بعد اس کا کنکٹ ہو گیا اور اس کے سامنے ایک باکس کھل گیا جس میں ایک فائل چیکنگ وائس کے نام سے دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے چیکنگ وائس کو کاپی کر کے ڈیسک ٹاپ پر رکھا اور پھر اس نے فلیش سسٹم بند کر کے اپنا میل باکس آن کیا اور ناٹران کو چیکنگ وائس والی فائل میل کر دی۔ پھر اس نے فلیش اتار کر اپنی جیب میں رکھ لی۔

"میں فلیٹ جا رہا ہوں۔ جیسے ہی ناٹران کی طرف سے رپورٹ آئے تو مجھے بتا دینا"...... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی کار اپنے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

☆......☆......☆

کرنل پاڈال اس وقت اپنے آفس میں اپنی چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دیوار پر ٹی وی اسکرین روشن تھی اور وہ غور سے ٹی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اینکر پرسن پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہونے والے طیارہ کے کریش ہونے کے بارے میں مزید بتا رہی تھی۔

کرنل پاڈال نے پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر کمال کو کافرستان کی بڑی لیبارٹری ون میں پہنچا دیا تھا جہاں ڈاکٹر کمال کی برین واشنگ کی جا رہی تھی۔ لیبارٹری ون کافرستان کے علاقے بھوشن پور میں سمندر کے اندر بنائی گئی تھی۔ لیبارٹری ون ایسے میٹریل اور کیمیکل

سے تیار کی گئی تھی کہ اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کافرستان نے یہ لیبارٹری اسرائیل کی مدد اور تعاون سے تعمیر کی تھی اور ایسی ریز کا استعمال کیا گیا تھا کہ پانی لیبارٹری کے اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے کافرستان نے اس لیبارٹری کو لیبارٹری ون کا نام دیا تھا۔ لیبارٹری ون میں جانے اور وہاں سے آنے کے لئے تیز رفتار سمندری آبدوز استعمال کی جاتی تھی۔ سمندری آبدوز اور لیبارٹری ون کی حفاظت کیلئے بھوشن پور میں ایک پوائنٹ بنایا گیا تھا جسے سپیشل پوائنٹ کہا جاتا تھا۔ پاکیشیائی ڈاکٹر کمال کو بھی لیبارٹری ون میں پہنچا دیا گیا تھا۔

کرنل پاڈال کو امید تھی کہ برین واشنگ کے بعد ڈاکٹر کمال ان کے لئے کام کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ لیبارٹری ون کا انچارج ڈاکٹر جگدیش تھا۔ ڈاکٹر جگدیش بوڑھا تھا لیکن اس کا شمار کافرستان کے سینئر سائنس دانوں میں ہوتا تھا۔ کافرستان میں جتنی بھی لیبارٹریاں تھیں وہ سب براہ راست کافرستان کے صدر کے تحت تھیں اس لئے کرنل پاڈال نے صدر کے حکم پر ڈاکٹر کمال کو لیبارٹری ون میں پہنچا دیا تھا۔ اچانک ٹی وی پر بریکنگ نیوز لکھا ہوا آ گیا تو کرنل پاڈال بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا اور اس نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کی آواز بھی اونچی کر لی۔

”کریش ہونے والے طیارہ کا بلیک باکس مل گیا ہے اور اس میں پائلٹ کیپٹن ریاض کی آواز ریکارڈ ہے۔ کیپٹن ریاض نے آخری لمحات میں طیارہ کے کریش ہونے سے پہلے کہا تھا کہ یہ طیارہ فنی خرابی کی وجہ سے کریش نہیں ہو رہا بلکہ کسی نے اس کا دماغ کنٹرول کر کے یہ حادثہ کروایا ہے۔ اب اس بات کی انویسٹی گیشن کی جا رہی ہے کہ یہ حادثہ کس نے کروایا ہے۔ ڈیڈ باڈیوں کا بھی پوسٹ مارٹم ہو رہا ہے۔ مزید تفصیلات حاصل کی جا رہی ہیں۔ جیسے ہی کچھ معلوم ہوتا ہے آپ کو اپ ڈیٹ کرتے ہیں“ ...... اینکر پرسن مسلسل بول رہی تھی اور کرنل پاڈال کے چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ اینکر پرسن مسلسل حادثے کے متعلق بتا رہی تھی لیکن کرنل پاڈال کو اپنے کام کی کوئی بات معلوم نہ ہو رہی تھی اس لئے اس نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کی آواز کم کر دی اور ریموٹ میز پر رکھنے کے بعد اس نے دوبارہ ایزی چیئر سے ٹیک لگا کر ایک طویل سانس لیا۔

”ہونہہ۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری آواز کون پہچان سکتا ہے“ ...... کرنل پاڈال نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور شراب کی بوتل نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور گھونٹ گھونٹ شراب پینے لگا۔ اسے شراب پیتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے بے اختیار چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر دوسرا ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“ ...... کرنل پاڈال نے کہا۔

”چیف۔ پاکیشیا سے بارٹلے صاحب کی کال ہے“ ...... دوسری طرف سے اس کی فون آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو بارٹلے کا نام سن کر کرنل پاڈال ایک بار پھر چونک پڑا۔

”کراؤ بات“ ...... کرنل پاڈال نے کہا تو رسیور میں خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو کرنل پاڈال۔ بارٹلے بول رہا ہوں“ ...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے بارٹلے کی آواز سنائی دی۔

''کرنل پاڈال بول رہا ہوں۔ کیا میرا کام ہو گیا ہے''...... کرنل پاڈال نے شراب کی بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''سوری کرنل۔ تمہارا کام تو نہیں ہو سکا البتہ مجھے بہت اہم بات معلوم ہوئی ہے''...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اہم بات ہے''...... کرنل پاڈال نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کرنل۔ طیارہ کے حادثے کی ڈیڈ باڈیوں کو ملٹری ہسپتال میں رکھا گیا ہے۔ میں نے کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی کو اغوا کرنے کے لئے اپنے دو آدمی ڈاکٹرز کے میک اپ میں ہسپتال میں بھیجے تھے۔ جیسے ہی میرے آدمی ہسپتال پہنچے تو انہوں نے ہسپتال کے مین گیٹ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے نوجوان علی عمران کو دیکھا تھا۔ میرے ایک آدمی نے مجھے فون کر کے بتایا تو میں نے اسے ہدایت کی کہ وہ ہسپتال کے ایم ایس سے معلوم کرے کہ عمران وہاں کیا کرنے آیا تھا۔ میرے آدمیوں نے ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر فرحان پر تشدد کر کے اس سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ عمران پائلٹ کیپٹن ریاض کے دماغ کا معائنہ کرنے آیا تھا اور اس کے دماغ سے وائس برین چپ نکال کر لے گیا ہے''...... بارٹلے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال بے اختیار اچھل پڑا اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ وہی وائس برین چپ تھی جو اس نے کیپٹن ریاض کے دماغ میں فٹ کرائی تھی اور اسی وائس چپ کے ذریعے اس نے کیپٹن ریاض کو جہاز کریش کرنے کا حکم دیا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو بہت برا ہو گیا ہے۔ اس طرح تو عمران کو میرے بارے میں علم ہو جائے گا''...... کرنل پاڈال نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کی جھلک واضح محسوس ہو رہی تھی۔

''میرے لئے مزید کام ہے تو بتاؤ میں وہ بھی کر دوں گا''...... دوسری طرف سے بارٹلے کی آواز سنائی دی۔

''بارٹلے۔ کیا تم عمران کو ہلاک کرا سکتے ہو''...... کرنل پاڈال نے کہا۔

''ہاں کیوں نہیں۔ یہ بھی کوئی مشکل کام نہیں ہے''...... بارٹلے کی آواز سنائی دی۔

''سوچ لو۔ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے دنیا کے نامور ایجنٹوں نے ہر طرح کی کوششیں کی ہیں لیکن آج تک اسے کوئی بھی ہلاک نہیں کر سکا بلکہ وہ سب اس کے ہاتھوں موت کی وادی میں چلے گئے ہیں''...... کرنل پاڈال نے کہا۔

''کرنل۔ تم جانتے ہو کہ میں نے پاکیشیا میں پیشہ ور قاتلوں کا گروپ بنایا ہوا ہے اور میرے اس گروپ میں ایسے ایسے کلرز موجود ہیں جنہوں نے مشکل ٹاسک بھی آسانی سے پورے کئے ہیں۔ تم بے فکر رہو۔ میں عمران کو جانتا ہوں اور ابھی اسے ہلاک کرنے کے لئے کلرز کی ٹیم کو بھیج دیتا ہوں''...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم عمران کو ہلاک کرا دو تو میں تمہیں اس کا بھرپور معاوضہ دوں گا۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نمبر لکھوا دو اور اپنا معاوضہ بھی بتا دو تاکہ میں تمہارا معاوضہ تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دوں''...... کرنل پاڈال نے کہا۔

''کرنل۔ تم مجھے بار بار شرمندہ کیوں کرتے ہو۔ میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ میں دوستوں سے معاوضہ نہیں لیا کرتا اس لئے

آئندہ معاوضے کے بارے میں بات مت کرنا۔ رہی بات عمران کو ہلاک کرنے کی تو میں تمہیں تھوڑی دیر کے بعد اس کی موت کی اطلاع دیتا ہوں۔ میری کال کا ویٹ کرو"...... بارٹلے کی آواز سنائی دی۔

"سوری بارٹلے۔ میں بھول گیا تھا"...... کرنل پاؤال نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ تمہاری بھولنے کی عادت کبھی نہیں جائے گی۔ تم اب بوڑھے ہو گئے اس لئے میرا خیال ہے کہ تم اب ریٹائرمنٹ لے لو اور آرام کرو۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے بارٹلے کی آواز سنائی دی اور رابطہ منقطع ہو گیا تو کرنل پاؤال نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھری ہوئی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ عمران وائس برین چپ میں اس کی جو آواز ریکارڈ ہے وہ اس آواز کو ریکارڈ کر کے اس کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ وہ آواز کس کی ہے جس نے کیپٹن ریاض کو دیارو کریش کرنے کا حکم دیا ہے لیکن کرنل پاؤال کو یقین تھا کہ بارٹلے، عمران کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اگر عمران ہلاک ہو گیا تو پھر پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹوں کو سکون مل جائے گا۔ یہی کچھ سوچتے ہی اس کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پاؤال خیالوں کی دنیا سے باہر نکل آیا اور ٹیلی فون کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"یس"...... اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔ لیبارٹری ون کے انچارج ڈاکٹر جگدیش آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... کرنل پاؤال نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہیلو کرنل پاؤال صاحب۔ میں ڈاکٹر جگدیش بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بوڑھی آواز سنائی دی۔

"یس ڈاکٹر جگدیش۔ کوئی خاص بات"...... کرنل پاؤال نے کہا۔

"کرنل صاحب۔ میں نے ڈاکٹر کمال کی برین واشنگ کر دی ہے لیکن برین واشنگ کے باوجود ڈاکٹر کمال ہمارے ساتھ کام کرنے پر آمادہ نہیں ہو رہا۔ اب اس کا کیا جائے"...... ڈاکٹر جگدیش نے کہا تو کرنل پاؤال بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈاکٹر کمال کو ہر صورت آمادہ کرنا ہو گا کیونکہ ہمیں ریز ٹیکنالوجی کا فارمولا چاہئے۔ آپ بتائیں کہ ڈاکٹر کمال کو کیسے آمادہ کیا جا سکتا ہے"...... کرنل پاؤال نے کہا۔

"کرنل صاحب۔ پھر ایک ہی طریقہ ہے"...... ڈاکٹر جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاؤال بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سا طریقہ ہے"...... کرنل پاؤال نے کہا۔

"اگر ہم ڈاکٹر کمال کے دماغ کی سکیننگ کر کے فارمولا اس کے دماغ سے نکال لیں تو ہمیں فارمولا مل سکتا ہے لیکن اس طرح

ڈاکٹر کمال کے بچنے کے دس فیصد چانس ہو سکتے ہیں کیونکہ ریز کی وجہ سے ڈاکٹر کمال کا دماغ ڈیڈ ہو سکتا ہے اور اس صورت میں اس کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے"...... ڈاکٹر جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس فارمولے پر ڈاکٹر کمال کے بغیر آپ یا آپ کے سائنس دان ساتھی کام کر لیں گے"...... کرنل پاڈال نے کہا۔

"کرنل صاحب۔ کیا آپ اپنے ملک کے سائنس دانوں کو نااہل سمجھتے ہیں"...... ڈاکٹر جگدیش نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری ڈاکٹر صاحب۔ ویری سوری۔ میرے کہنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے اور نہ ہی میں نے آپ سب کو نااہل کہا ہے۔ آپ سب کافرستان کا قومی اثاثہ ہیں۔ آپ جیسے سائنس دان صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ آپ ڈاکٹر کمال کے دماغ کی سکیننگ کر کے فارمولا نکال لیں۔ ہمیں تو ہر صورت میں فارمولا چاہئے۔ ڈاکٹر کمال زندہ بچے یا مر جائے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے"...... کرنل پاڈال نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں آپ کو ایک گھنٹے تک رپورٹ دیتا ہوں"...... ڈاکٹر جگدیش کی آواز سنائی دی۔

"میں آپ سے ایک بار پھر معذرت چاہتا ہوں"...... کرنل پاڈال نے ایک بار پھر معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ امید ہے آپ آئندہ ایسے الفاظ استعمال نہیں کریں گے جس سے ملک کے اہم افراد کی دل آزاری ہو"...... ڈاکٹر جگدیش نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا تو کرنل پاڈال نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ بوڑھا بھی سٹھیا گیا ہے"...... کرنل پاڈال نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔



دوپہر ہو رہی تھی۔ عمران کو شدید بھوک لگی ہوئی تھی لیکن سلیمان ابھی تک مارکیٹ سے سودا سلف لے کر واپس نہیں آیا تھا اس لئے عمران اپنے فلیٹ میں اکیلا موجود تھا۔ وہ اس وقت سٹنگ روم میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیالی تھی اور چائے سپ کرنے میں مصروف تھا۔ اس نے اپنے لئے چائے خود ہی بنائی تھی۔ جب بھی سلیمان اپنے گاؤں چلا جاتا تھا تو عمران اپنے لئے ناشتہ خود ہی بناتا تھا البتہ وہ لنچ اور ڈنر ہوٹلوں میں ہی کرتا تھا۔ سلیمان نے کبھی مارکیٹ جاتے ہوئے اتنی دیر نہیں لگائی تھی جتنی آج لگائی تھی لیکن عمران کو معلوم تھا کہ سلیمان یقیناً کسی نیک مقصد کے لئے کہیں چلا گیا ہو گا اس لئے اسے دیر ہو گئی ہو گی۔ عمران کو بلیک زیرو کی کال کا بھی انتظار تھا جسے ناٹران نے رپورٹ دینی تھی۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے بے اختیار چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے پیالی میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"حقیر پر تقصیر بندہ ناداں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں بلکہ اپنے فلیٹ میں اکیلا

موجود ہوں۔ شکر ہے کسی نے یاد تو کیا ورنہ آج کے دور میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرتا"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"زہے نصیب جولیا۔ کیا میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ کیا واقعی تم نے مجھے فون کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کر رہے ہو اور یہ تم فلیٹ میں اکیلے کیوں موجود ہو۔ سلیمان کہاں گیا ہوا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"تمہارے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں چائے پینے کے ساتھ ساتھ تمہیں ہی یاد کر رہا تھا کہ تمہارا فون آ گیا اور رہی سلیمان کی بات تو وہ مارکیٹ گیا ہوا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی سچ کہہ رہے ہو"...... جولیا نے کہا تو عمران کا بایاں ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا اور وہ اپنا سر کھجانے لگا۔

"کیا تمہیں میری سچائی میں شک ہے۔ شاید تمہیں میری سچائی کا اس وقت یقین آئے گا جب صفدر خطبہ نکاح یاد کرے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو۔ سنو۔ میرے فلیٹ پر تمام ممبران موجود ہیں۔ ہم سب نے وائٹ روز ہوٹل میں لنچ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اگر تمہارا لنچ کرنے کا موڈ ہے تو تم میرے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ ہم لنچ کے لئے نکل رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ۔ ویسے بھی مجھے بے حد بھوک لگ رہی ہے لیکن"...... عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"لیکن کیا۔ بات مکمل کیا کرو نانسنس"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میرے پاس تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔ تم تو جانتی ہو کہ میں کافی عرصے سے کسی مشن پر نہیں گیا اور پچھلا مشن مکمل کرنے کے بعد تمہارے چیف ایکسٹو نے جو چیک دیا تھا وہ پیسے بھی ختم ہو چکے ہیں۔ تم سب ٹھہرے سرکاری ملازم اس لئے تمہیں تو کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ تمہیں تو تنخواہیں ہر ماہ باقاعدگی سے مل جاتی ہیں جبکہ مجھے تیس ہزار کے چیک پر ہی گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ تم جانتی ہو کہ آج کے دور میں پچیس ہزار کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگر میرے لنچ کا خرچہ تم اٹھاؤ تو میں ابھی تمہارے فلیٹ پر پہنچ سکتا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی۔

"توبہ۔ کتنے مکار اور عیار انسان ہو۔ بہرحال آ جاؤ۔ میں تمہارا خرچہ اٹھاؤں گی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی تمہارے فلیٹ پر پہنچ رہا ہوں۔ تم لوگ میرا انتظار کرو"...... عمران نے کہا۔

"او کے۔ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ جلدی پہنچو"...... جولیا نے کہا۔

"تم اپنی آنکھیں بند کر کے کھولو تو مجھے اپنے سامنے موجود پاؤ گی"...... عمران نے کہا لیکن جولیا نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس

کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ جولیا نے اس کی بات سن لی ہو گی لیکن اس نے ممبران کی وجہ سے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ عمران نے چائے کی پیالی اٹھائی اور چائے کی پیالی سے چائے کا آخری گھونٹ حلق سے اتارنے کے بعد وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لباس تبدیل کر کے ڈریسنگ روم سے نکل کر سٹنگ روم میں آیا تو اسی لمحے ڈور بیل بج اٹھی۔

"سلیمان آ گیا ہے"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر دو مقامی افراد موجود تھے۔ وہ دونوں افراد سوٹ میں ملبوس تھے اور ان دونوں کے ہاتھ پیچھے تھے۔ عمران انہیں دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ عمران انہیں نہیں جانتا تھا۔ اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی بات ہوتی اچانک ان دونوں آدمیوں نے اپنے اپنے ہاتھ آگے کئے تو ان کے ہاتھوں میں ریوالورز تھے۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم"..... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ دوسرے ہی لمحے "ٹھک ٹھک" کی آواز کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے گرم گرم سلاخیں اس کے سینے میں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس نے اپنے ہاتھ سینے پر رکھ لئے۔ وہ فرش پر گر گیا اور تڑپنے لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ عمران کے جسم سے نکلنے والے خون سے فرش تر ہوتا جا رہا تھا۔ چند لمحے تڑپنے کے بعد عمران کا دماغ اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا اور وہ ساکت ہو گیا تو وہ دونوں افراد مڑے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔



ٹیکسی کے رکتے ہی سلیمان نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا اور اس نے پچھلی سیٹ پر پڑے شاپر اٹھائے اور ٹیکسی سے نکل کر اس نے سڑک کراس کی اور فلیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس وقت دوپہر ہو رہی تھی اور سلیمان مارکیٹ سے خریداری کر کے آ رہا تھا۔ آج اسے مارکیٹ میں خریداری کرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اور سلیمان کو معلوم تھا کہ عمران اس کے دیر سے واپس آنے پر ناراض ہو گا کیونکہ وہ ان دنوں فلیٹ پر ہی موجود ہوتا تھا اور دوپہر کا کھانا بھی فلیٹ میں ہی کھاتا تھا۔

سلیمان کو آج اس لئے دیر ہو گئی تھی کہ وہ جب صبح مارکیٹ خریداری کے لئے جا رہا تھا تو سڑک پر ایک کار والے نے ایک تیز رفتاری کے باعث ایک بچے کو ٹکر مار دی تھی اور وہ بچہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔ کار والا کار بھگا کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن بچے کی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ جائے حادثہ پر لوگ جمع ہو گئے تھے۔ اس لئے سلیمان مارکیٹ جانے کی بجائے اس زخمی بچے کو اٹھا کر فوراً قریبی ہسپتال میں لے گیا تھا۔ اس بچے کا سر پھٹ گیا تھا اور ٹانگوں پر بھی شدید چوٹیں آئی تھیں۔ ہسپتال بروقت لے جانے کی وجہ سے اس بچے کی جان بچ گئی تھی۔ پھر سلیمان اس بچے کی مرہم پٹی کروا کر اسے اس کے گھر چھوڑنے چلا گیا تھا۔ اس بچے کا نام ریحان تھا اور اس کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔ اس کی چار چھوٹی بہنیں تھیں اور ریحان پڑھنے کے ساتھ ساتھ محنت مزدوری کر کے

بہنوں اور اپنی بوڑھی ماں کا پیٹ پال رہا تھا۔ سلیمان نے کچھ پیسے ریحان کی والدہ کو دیئے اور پھر وہ مارکیٹ چلا گیا تھا اس لئے اسے آج دیر ہو گئی تھی۔

سلیمان جیسے فلیٹ کی سیڑھیوں کے قریب پہنچا تو اسے دو آدمی دکھائی دیئے جو انتہائی تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے آرہے تھے۔ سلیمان ایک سائیڈ پر ہو گیا تو وہ دونوں آدمی اس کے قریب سے گزرتے ہوئے سڑک پر پہنچے اور دوڑتے ہوئے ایک کار کی طرف بڑھ گئے۔ سلیمان کے چہرے پر حیرت و پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ وہ دونوں آدمی کون تھے اور کس کے فلیٹ سے آرہے تھے۔ وہ دونوں آدمی سڑک کے کنارے پر موجود بلیو کلر کی کار میں سوار ہوئے اور دوسرے ہی لمحے کار توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح آگے بڑھتی چلی گئی۔ سلیمان نے کندھے اچکائے اور پھر وہ شاپر اٹھائے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ جیسے ہی اپنے فلیٹ کی طرف بڑھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور فرش پر عمران گرا پڑا تھا۔ اس کے سینے سے خون نکل رہا تھا اور وہ بے ہوش تھا۔ یہ دیکھ کر سلیمان نے شاپر وہیں پھینکے اور بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"صاحب۔ صاحب"...... سلیمان نے عمران کے قریب بیٹھتے ہی ہذیانی انداز میں کہا اور عمران کے کاندھے پکڑ کر اسے جھنجھوڑنے لگا لیکن عمران بدستور خون میں لت پت آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ سلیمان نے عمران کی نبض چیک کی تو وہ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ سلیمان کو ساری صورت حال سمجھ میں آ گئی تھی کہ وہ دو آدمی ہی عمران کو گولیاں مار کر فرار ہو گئے تھے۔ سلیمان نے عمران کو اٹھایا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کی کار چونکہ گیراج میں موجود تھی اس لئے سلیمان نے عمران کو کار کی پچھلی سیٹ پر لٹایا اور خود کار کی پچھلی طرف سے گھوم کر فرنٹ سیٹ کی طرف آیا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر سوار ہو گیا۔ اس نے اپنی جیب سے کار کی چابی نکال لی اور کار اسٹارٹ کی اور اسے ریورس کرتے ہوئے سڑک پر لے آیا پھر اس نے تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کار موڑی اور دوسرے ہی لمحے کار ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ وہ فاروقی ہسپتال کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سلیمان کے پاس عمران کی کار کی ایک ایکسٹرا چابی موجود ہوتی تھی۔ عمران نے ہی اسے ایکسٹرا چابی دی ہوئی تھی تا کہ ایمرجنسی میں وہ کار لے جا سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد سلیمان نے فاروقی ہسپتال کے مین کمپاؤنڈ میں کار روکی تو کار کے ٹائر چرچرا اٹھے۔ سلیمان جلدی سے کار سے باہر نکلا اور اس نے پچھلی سیٹ پر موجود زخمی عمران کو اٹھایا اور دوڑتا ہوا ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جب سلیمان، عمران کو اٹھائے راہداری میں پہنچا تو اسی وقت وہاں ڈاکٹر فاروقی اسے مل گئے۔ ڈاکٹر فاروقی، سلیمان کو جانتے تھے۔

"اوہ سلیمان۔ تم۔ کیا ہو گیا ہے عمران صاحب"...... ڈاکٹر فاروقی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ صاحب کو کسی نے گولیاں مار دی ہیں اور ان کی حالت بے حد خطرے میں ہے۔ آپ ان کی جان بچا لیں"...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ سٹریچر لے آؤ۔ فوراً"...... ڈاکٹر فاروقی نے چیخ کر وارڈ بوائے سے کہا تو چند لمحوں کے بعد دو وارڈ بوائے ایک

سٹریچر لے آئے۔ سلیمان نے عمران کو سٹریچر پر لٹایا اور پھر وارڈ بوائے سٹریچر کو دھکیلتے ہوئے آپریشن تھیٹر میں لے گئے۔ ڈاکٹر فاروقی بھی آپریشن تھیٹر میں چلے گئے تھے جبکہ سلیمان وہیں رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر افسردگی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور وہ دل ہی دل میں عمران کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ سلیمان جانتا تھا کہ دنیا کے سیکرٹ ایجنٹوں اور عمران کے دشمنوں نے عمران کو کئی مرتبہ ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس بار بھی کسی دشمن نے ہی عمران کو گولیاں ماری تھیں۔

"سلیمان۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو"...... اچانک سلیمان کو ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو اس نے بے اختیار چونک کر مڑ کر دیکھا۔ وہاں ٹائیگر موجود تھا۔

"ٹائیگر صاحب۔ صاحب کو کسی نے گولیاں ماری ہیں اور وہ شدید زخمی ہیں"...... سلیمان نے گلوگیر لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس نے باس کو گولیاں ماری ہیں"۔ ٹائیگر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں کس نے صاحب کو گولیاں ماری ہیں۔ میں جب مارکیٹ سے واپس آیا تو میں نے دو آدمیوں کو سیڑھیاں اترتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ بہت جلدی میں تھے اور ایک کار میں بیٹھ کر وہاں چلے گئے۔ پھر میں فلیٹ پر پہنچا تو صاحب فلیٹ کے دروازے کے قریب خون میں لت پت گرے پڑے تھے اور بے ہوش تھے۔ میں انہیں فوراً یہاں لے آیا"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کون ہو سکتے ہیں وہ۔ کیا تم ان کا حلیہ بتا سکتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا تو سلیمان نے سوچ کر ان دونوں آدمیوں کا حلیہ بتا دیا جنہیں اس نے سیڑھیاں اترتے ہوئے دیکھا تھا۔

"کیا تم نے کار کا نمبر نوٹ کیا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے کار کا نمبر نوٹ کیا تھا"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار کا نمبر اور کلر بتا دیا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کار تو بار نے کی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بار نے۔ کون بار نے۔ کیا تم اسے جانتے ہو"...... سلیمان نے پوچھا۔

"ہاں۔ بار نے گولڈن ہوٹل کا مالک اور جنرل منیجر ہے اور میرا خیال ہے کہ بار نے نے ہی باس پر قاتلانہ حملہ کرایا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا تم نے چیف کو باس پر حملے کی اطلاع دے دی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ کیا میں انہیں اطلاع دے دوں"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔ انہیں اطلاع دے دو"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جس

کے پیچھے دو لڑکیاں کرسیوں پر بیٹھی تھیں۔ کاؤنٹر پر ایک رجسٹر اور ایک فون سیٹ رکھا ہوا تھا۔

"فرمائیے"..... ایک لڑکی نے سلیمان کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں"..... سلیمان نے کہا۔

"جی۔ آپ فون کر سکتے ہیں"..... اسی لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"طاہر صاحب۔ میں سلیمان بول رہا ہوں"..... سلیمان نے کہا۔

"کیسے ہو سلیمان۔ تم نے عمران صاحب کے لئے فون کیا ہے تو وہ یہاں موجود نہیں ہیں اور ان کا سیل فون بھی سوئچ آف جا رہا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں"..... دوسری طرف موجود بلیک زیرو نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا۔

"صاحب اس وقت فاروقی ہسپتال میں داخل ہیں"..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا ہو گیا ہے انہیں۔ وہ خیریت سے تو ہیں نا"..... بلیک زیرو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"انہیں کسی نے گولیاں ماری ہیں"..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ساری تفصیل بتا دی۔ اس نے بلیک زیرو کو یہ بھی بتایا کہ ٹائیگر بھی فاروقی ہسپتال میں آ گیا ہے اور جب اس نے عمران پر حملہ کرنے والوں کے حلیئے، کار کا نمبر اور کار کا کلر بتایا تو وہ کار کے بارے میں پہچان گیا کہ وہ کار گولڈن ہوٹل کے مالک بارٹلے کی ملکیت ہے۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے عمران صاحب کی خیریت کے بارے میں بتاتے رہنا۔ میں بارٹلے کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں کہ اس نے عمران صاحب پر کیوں حملہ کرایا ہے۔ اور سنو۔ ٹائیگر سے کہو کہ وہ عمران صاحب کے پاس ہی رہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب پر دوبارہ قاتلانہ حملہ ہو جائے کیونکہ اگر بارٹلے کو عمران صاحب کے زندہ بچ جانے کی خبر مل گئی تو وہ دوبارہ بھی ان پر حملہ کرا سکتا ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے طاہر صاحب"..... سلیمان نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو نے رابطہ منقطع کر دیا تو سلیمان نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے ایک بار پھر کاؤنٹر گرل کا شکریہ ادا کیا اور مڑ کر راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر راہداری میں ہی موجود تھا۔

"چیف نے کیا کہا ہے"..... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے چیف کو بتا دیا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ وہ بارٹلے سے معلومات حاصل کرتے ہیں کہ اس نے عمران صاحب پر کیوں قاتلانہ حملہ کرایا ہے۔ چیف نے تمہارے بارے میں کہا ہے کہ تم عمران صاحب کی حفاظت کے لئے یہیں موجود رہو"..... سلیمان نے

جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا تو ڈاکٹر فاروقی باہر نکلے۔ سلیمان اور ٹائیگر تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔

"ڈاکٹر صاحب۔ صاحب کی اب حالت کیسی ہے"...... سلیمان نے پوچھا۔

"اللہ تعالیٰ نے عمران پر بہت کرم کیا ہے۔ اسے دو گولیاں لگی ہیں اور اگر تم بروقت عمران کو ہسپتال نہ لاتے تو اس کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا۔ بہرحال میں نے گولیاں نکال دی ہیں اور اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے"...... ڈاکٹر فاروقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرے صاحب کی جان بچ گئی ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ڈاکٹر فاروقی صاحب"...... سلیمان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری کوئی مہربانی نہیں ہے یہ سب اللہ کا کرم ہے۔ اللہ نے عمران کو بہت قوت مدافعت عطا کی ہے"...... ڈاکٹر فاروقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بے شک۔ واقعی اللہ تعالیٰ کا عمران صاحب پر بہت کرم ہے۔ انہیں متعدد بار ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج تک کوئی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران کا سن کر اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل آئے تھے۔

"کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی وہ بے ہوش ہے اور اسے ایک کمرے میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئے گا تو تم لوگوں کی ان سے ملاقات کرا دی جائے گی"...... ڈاکٹر فاروقی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنے آفس کی طرف بڑھ گئے جبکہ سلیمان اور ٹائیگر بنچ پر بیٹھ گئے اور عمران کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگے۔

☆......☆......☆

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس چونکہ ان دنوں کوئی کیس نہیں تھا اس لئے تمام ممبرز فارغ تھے۔ اس وقت تمام ممبرز جولیا کے فلیٹ پر جمع تھے اور وہ عمران کا شدت سے انتظار کر رہے تھے۔ ان سب نے وائٹ روز کلب میں ڈنر کرنے جانا تھا اس لئے جولیا نے عمران کو بھی ڈنر میں شریک ہونے کی دعوت دے دی تھی۔ جولیا کی عمران سے آدھا گھنٹہ پہلے بات ہوئی تھی لیکن عمران ابھی تک وہاں نہیں پہنچا تھا۔ تنویر کے چہرے پر کوفت کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے اسے جولیا کا عمران کو بلانا اچھا نہیں لگا تھا۔

"بھوک سے میرا تو برا حال ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں چلنا چاہئے۔ عمران نہیں آئے گا اور ہم فضول میں اس کا انتظار کر رہے ہیں"...... تنویر سے جب نہ رہا گیا تو اس نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس تھوڑی دیر مزید انتظار کر لیتے ہیں اگر وہ نہ آیا تو ہم نکل پڑیں گے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ شخص کبھی بھی وقت پر نہیں پہنچتا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب جان بوجھ کر ہم سب کو تنگ کرتے ہیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ اس کی بہت پرانی عادت ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا۔ تم عمران کو دوبارہ فون کر کے پوچھ لو"...... صالحہ نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں دوبارہ فون کرتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے سیل فون کے نمبرز پریس کرنے شروع کر دیئے۔ مگر دوسری طرف سے فون سوئچڈ آف تھا۔

"عمران کا سیل فون آف ہے۔ شاید وہ ابھی اپنے فلیٹ میں موجود ہے۔ میں وہاں فون کرتی ہوں"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے عمران کے فلیٹ کے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔ مسلسل بیل جاتی رہی لیکن کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا اور بالآخر فون بند ہو گیا تو جولیا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"شاید سلیمان بھی فلیٹ پر موجود نہیں ہے اس لئے فون کوئی بھی نہیں اٹھا رہا"...... جولیا نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے عمران صاحب کے فون کی بیٹری آف ہو گئی ہو اور وہ آپ کے فلیٹ کی طرف آ رہے ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہم اس کا دس منٹ مزید انتظار کر لیتے ہیں۔ اگر وہ دس منٹ میں بھی نہ آیا تو ہم نکل پڑیں گے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر سمیت سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مگر مزید دس منٹ گزرنے کے بعد عمران نہ آیا تو جولیا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلو۔ اگر اس نے آنا ہوگا تو وہ وائٹ روز ہوٹل ہی آ جائے گا"...... جولیا نے کہا تو سب ممبرز بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ سب بے اختیار چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھنے لگے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ چونکہ فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے ایکسٹو کی آواز سن کر وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"یس چیف۔ حکم چیف"...... جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تھوڑی دیر پہلے عمران پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ اسے دو گولیاں لگی ہیں اور وہ شدید زخمی ہے۔ وہ اس وقت فاروقی ہسپتال میں ایڈمٹ ہے۔ سلیمان نے حملہ آوروں اور ان کی کار کو دیکھ لیا تھا جس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ کار گولڈن ہوٹل کے منیجر بارٹے کی ہے اس لئے تم صفدر اور تنویر کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ بارٹے کو اغوا کر کے دانش منزل میں پہنچا دیں"...... ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی تو جولیا سمیت سب ممبران بے اختیار چونک پڑے۔

''چیف۔ عمران پر حملہ کیوں کیا گیا ہے۔ کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کل طیارہ کریش ہوا ہے اس کے متعلق عمران میرے حکم پر ابتدائی تحقیقات کر رہا تھا اور یہ حملہ بھی اسی کیس کے متعلق ہی معلوم ہوتا ہے۔ باقی ممبرز فوراً فاروقی ہسپتال پہنچ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ بار کے کو معلوم ہو گیا ہو کہ عمران زندہ بچ گیا ہے اس لئے وہ اس پر دوبارہ بھی حملہ کرا سکتا ہے''...... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو جولیا نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر تفکرات کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ جولیا اپنی کرسی پر بیٹھ گئی تو باقی ممبرز بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''صفدر، تنویر۔ تم دونوں نے چیف کے احکامات تو سن لئے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ تم فوراً دونوں گولڈن ہوٹل چلے جاؤ''...... جولیا نے صفدر اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم چلے جاتے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اور تنویر دونوں اٹھ کر باہر نکلتے چلے گئے۔

''ہمیں بھی فوراً عمران کی حفاظت کے لئے فاروقی ہسپتال چلنا چاہئے''...... جولیا نے سب ممبرز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں''...... خاور نے کہا۔

''چلو پھر''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ سب اٹھ کر فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد دو کاریں سڑک پر دوڑتی ہوئی فاروقی ہسپتال کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ ایک کار میں جولیا اور صالحہ سوار تھیں اور ڈرائیونگ سیٹ پر صالحہ موجود تھی جبکہ دوسری کار میں کیپٹن شکیل، چوہان، خاور، صدیقی اور نعمانی سوار تھے۔ جولیا کو عمران کی بے حد فکر ہو رہی تھی اور وہ دل ہی دل میں عمران کی زندگی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کے بعد وہ سب فاروقی ہسپتال پہنچ گئے۔ سلیمان اور ٹائیگر راہداری میں ہی ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے جب جولیا اور دوسرے ساتھیوں کو دیکھا تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ سب نے ایک دوسرے کے ساتھ رسمی سلام دعا کے فقرات کی ادائیگی کی۔

''سلیمان۔ عمران کی حالت اب کیسی ہے''...... جولیا نے سلیمان سے پوچھا۔

''اللہ تعالیٰ نے صاحب پر بہت کرم کیا ہے۔ اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یا اللہ تیرا شکر ہے''...... جولیا نے بے اختیار کہا۔ عمران کی حالت کا سن کر اس کے چہرے پر بے پناہ خوشی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا ہم عمران صاحب سے مل سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ابھی نہیں۔ عمران صاحب ابھی بے ہوش ہیں۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئیں گے تو ہم ان سے مل سکیں گے''...... سلیمان نے جواب دیا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ سب بنچوں پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر گیا اور جب ایک نرس نے آ کر انہیں بتایا کہ عمران ہوش میں آ گیا ہے تو وہ سب بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گئے جس کمرے میں عمران کو شفٹ کیا گیا تھا۔ وہ سب باری باری کمرے میں داخل ہو گئے۔ عمران ہوش میں تھا اور

انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اس کے پیٹ پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور اس کے بیڈ کا سر والا حصہ اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔

''ماشاءاللہ۔ یہاں تو ساری برات ہی آ گئی ہے صرف ایک گواہ اور نکاح خواں نہیں آیا''...... عمران نے انہیں دیکھتے ہی خوشگوار لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ نکاح خواں بھی آ جائے گا آپ پریشان نہ ہوں''...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

''عمران۔ کیسے ہو تم''...... جولیا نے اس کے قریب کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ باقی ساتھی بیڈ کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔

''میں ٹھیک ہوں۔ یہ سلیمان کا احسان ہے کہ وہ مجھے بروقت ہسپتال لے آیا تھا ورنہ اس بار گولیوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ مجھے نہیں بخشیں گی اور میری جان لے کر ہی چھوڑیں گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ایسا نہ کہو''...... جولیا نے بے اختیار کہا تو سب ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹیں ابھر آئیں۔ عمران بھی ہنس پڑا۔

''صاحب۔ میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ یہ میرا فرض تھا اور اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا''...... سلیمان نے کہا۔

''تم کو یا نہ کہو بہر حال یہ مجھ پر احسان ہے اور اس خوشی میں میں نے تمہاری تنخواہ میں ایک ہزار کا اضافہ کر دیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ کیا آپ واقعی سچ کہہ رہے ہیں''...... سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''صاحب۔ مجھے آپ کی بات پر یقین ہے۔ میری تنخواہ میں اضافہ نئے مہینے کی تنخواہ سے ہوگا یا پچھلی کئی سالوں سے رکی ہوئی تنخواہوں سے ہے''...... سلیمان نے پوچھا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تمہاری تنخواہ میں اضافہ دو سال کے بعد ہوگا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

''دو سال بعد۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اور آپ دو سال کے بعد میری تنخواہ بڑھائیں گے۔ اس سے بہتر ہے کہ آپ نہ ہی بڑھائیں تو اچھا ہے۔ میں اماں بی سے کہہ کر اپنی تنخواہ بڑھوا لوں گا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ کیونکہ سلیمان کو عمران کی اماں بی ہی تنخواہ دیتی تھیں۔

''یہ بتاؤ۔ تم لوگوں کو کس نے بتایا ہے کہ میں ہسپتال میں آرام کر رہا ہوں۔ صفدر اور تنویر کہاں ہیں''...... عمران نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیف نے بتایا تھا کہ تم طیارہ کریش کیس پر کام کر رہے ہو اور تمہیں کسی نے گولیاں ماری ہیں اور تم فاروقی ہسپتال میں ایڈمٹ ہو۔ چیف نے یہ بھی بتایا تھا کہ جولیا اور گولڈن ہوٹل کے جنرل مینجر بارنے کی کار پر سوار ہو کر آئے تھے اور صفدر اور تنویر چیف کے حکم پر گولڈن

ہوٹل گئے ہیں تا کہ وہ بارٹلے کو دے کر دانش منزل پہنچا سکیں۔ چیف کا خیال ہے کہ تمہیں بارٹلے کے آدمیوں نے گولیاں ماری ہیں“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف کو کیسے پتہ چلا کہ مجھ پر بارٹلے کے آدمیوں نے گولیاں ماری ہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے چیف کو بتایا تھا“...... جولیا کے بولنے سے پہلے ہی سلیمان نے کہا اور پھر اس نے ساری تفصیل بتا دی کہ وہ جب مارکیٹ سے واپس آیا تھا تو اس نے سیڑھیوں سے دو آدمیوں کو جلدی میں اترتے ہوئے دیکھا اور اس نے بلیو کلر کی وہ کار اور اس کا نمبر بھی دیکھ لیا تھا جس میں حملہ آور سوار ہو کر گئے تھے۔ ٹائیگر نے ہی اسے بتایا تھا کہ بلیو کلر کی وہ کار گولڈن ہوٹل کے جنرل مینجر بارٹلے کی ہے۔

”سلیمان۔ اماں بی یا ڈیڈی کو مجھ پر ہونے والے حملے کے بارے میں نہ بتانا وہ خواہ مخواہ پریشان ہوں گے“...... عمران نے سلیمان سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر فاروقی ایک نرس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ نرس نے بیڈ کے قریب پڑی میز کی طرف بڑھ گئی اور ایک انجکشن تیار کرنے لگی۔

”آپ سے گزارش ہے کہ اب آپ عمران صاحب کو آرام کرنے دیں“...... ڈاکٹر فاروقی نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے عمران کو اللہ حافظ کہا اور باری باری کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔



آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بڑی سی میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی پشت کی کرسی پر ایک لمبے قد اور چوڑے چہرے اور بھاری لیکن ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ گولڈن ہوٹل کا مالک اور جنرل مینجر بارٹلے تھا۔ بارٹلے کی مونچھیں سریوں کے سے انداز میں دونوں سائیڈوں میں سیدھی کھڑی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں تیز سرخی تھی جبکہ اس کے سر پر بال چھدرے سے تھے۔ میز پر ایک انٹرکام اور ایک فون سیٹ موجود تھا۔ ایک سائیڈ پر موجود ٹرے میں چند فائلیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ ایک فائل اس کے سامنے کھلی ہوئی پڑی تھی اور بارٹلے اس فائل کو غور سے پڑھنے میں مصروف تھا۔ بارٹلے نے گولڈن ہوٹل کے علاوہ ایک کریمنل گروپ بھی بنایا ہوا تھا۔ اس گروپ میں اس نے دس افراد رکھے ہوئے تھے جو اس کے حکم پر مختلف قسم کی وارداتیں کرتے تھے۔ کافرستان کی سیکرٹ ایجنسی ریڈ آئی کے چیف کرنل پاڈال نے بھی اس کے ذمے کریش ہونے والے طیارہ کا بلیک باکس تلاش کرنے کا کام لگایا تھا۔ گو اس کے آدمیوں نے بلیک باکس تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن انہیں بلیک باکس نہیں ملا تھا جبکہ ملٹری انٹیلی جنس والوں کو بلیک باکس مل گیا تھا۔ بارٹلے نے کرنل پاڈال کو بتایا تو کرنل پاڈال نے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کو ہلاک کرنے کا ٹاسک دے دیا۔ بارٹلے نے عمران کا فوٹوگراف اپنے تربیت یافتہ شوٹرز گراہم اور رسل کو دے کر عمران کے فلیٹ پر بھیج دیا تھا۔ اب وہ گراہم کی کال کا انتظار کر رہا تھا کہ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بارٹلے نے بے اختیار چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے فائل بند کر دی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور

اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس"...... اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں گراہم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو بار تھے بے اختیار چونک پڑا۔

"رپورٹ دو"...... بار تھے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ عمران ہلاک ہو گیا ہے"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بار تھے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"تفصیل بتاؤ"...... بار تھے نے کہا۔

"باس۔ میں اور رسل عمران کے فلیٹ پر پہنچے اور کال بیل بجانے پر دروازہ عمران نے ہی کھولا تھا۔ پھر ہم دونوں نے بیک وقت عمران کو گولیاں ماردیں اور وہاں سے نکل گئے"...... گراہم نے جواب دیا۔

"کیا تم نے عمران کی موت کی تصدیق کی تھی"...... بار تھے نے پوچھا۔

"ن۔ ن۔ نہیں باس۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ عمران اب تک ہلاک ہو چکا ہو گا"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بار تھے کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"نانسنس۔ تم میں اتنی عقل نہیں ہے کہ تم عمران کی موت کی تصدیق کر لیتے۔ اگر وہ زندہ بچ گیا تو میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گا"...... بار تھے نے چیختے ہوئے کہا۔

"ب۔ ب۔ باس۔ وہ۔ وہ"...... گراہم نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جا کر معلوم کرو کہ عمران زندہ بچ گیا ہے یا نہیں۔ مجھے جلدی رپورٹ دو"...... بار تھے نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"نانسنس۔ جتنے بڑے شوٹر ہیں اتنے ہی بے وقوف ہیں"...... بار تھے نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو بار تھے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس"...... اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ سے دو آدمی ملنے آئے ہیں"...... دوسری طرف سے اس کے ہوٹل کی کاؤنٹر گرل کی آواز سنائی دی تو بار تھے بے اختیار چونک پڑا۔

"کون ہیں وہ اور مجھ سے کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں"...... بار تھے نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ انہوں نے اپنے نام صفدر اور تنویر بتائے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کا تعلق انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور وہ ٹیکس ادائیگی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... کاؤنٹر گرل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے۔ میں تو باقاعدگی سے ٹیکس ادا کر رہا ہوں پھر یہ کیوں مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ ٹھیک ہے انہیں بھیج دو"...... بارٹلے نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر پریشانی کی لاتعداد شکنیں ابھر آئی تھیں۔ چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور دو نوجوان اندر داخل ہوئے۔ بارٹلے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میرا نام بارٹلے ہے"...... بارٹلے نے ایک نوجوان کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے دوسرے نوجوان سے بھی مصافحہ کیا۔

"میرا نام صفدر ہے اور ان کا نام تنویر ہے۔ ہم انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے آئے ہیں"...... ایک نوجوان نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ایک کارڈ بھی بارٹلے کی طرف بڑھا دیا۔ وہ دونوں صفدر اور تنویر تھے۔ بارٹلے نے وہ کارڈ غور سے دیکھا اور پھر اس نے وہ کارڈ صفدر کو واپس کر دیا۔

"تشریف رکھیں"...... بارٹلے نے کہا تو صفدر اور تنویر میز کے آگے رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے تو بارٹلے بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... بارٹلے نے کہا۔

"شکریہ۔ کوئی چیز منگوانے کی ضرورت نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"فرمایئے۔ آپ کس سلسلے میں مجھ سے ملنے آئے ہیں"...... بارٹلے نے کہا۔

"ہمیں انفارمیشن ملی ہے کہ آپ ٹیکس چوری کر رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ آپ نے اپنی آمدنی بہت کم شو کی ہوئی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے"...... صفدر نے کہا تو بارٹلے کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کو کسی نے میرے بارے میں غلط انفارمیشن دی ہے۔ میں اپنے ہوٹل کی آمدن کے مطابق ہی انکم ٹیکس ادا کر رہا ہوں"...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنی آمدنی کے گوشوارے دکھایئے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ میرے پاس میرے گوشوارے کی فائل موجود ہے جو میں نے آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں جمع کرائی تھی۔ میں ابھی آپ کو فائل دکھاتا ہوں"...... بارٹلے نے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور بلیو کلر کے کور والی ایک فائل نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دی۔ صفدر نے وہ فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مگن ہو گیا جبکہ بارٹلے صفدر کو دیکھنے لگا۔ اچانک تنویر کا ہاتھ اوپر آیا تو اس کے ہاتھ میں گیس پسٹل موجود تھا۔ اس سے پہلے کہ بارٹلے کچھ سمجھتا، تنویر نے گیس پسٹل کا رخ بارٹلے کی طرف کر کے ٹریگر پریس کیا تو نظر نہ آنے والی گیس بارٹلے کی ناک سے ٹکرائی اور اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بھی اندھیرا پھیل گیا تھا۔ بارٹلے نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور اس کا سر دائیں طرف کرسی پر ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتے ہیں اسی طرح بارٹلے کے دماغ میں تیز چمک پیدا ہوئی اور اس کا شعور جاگ اٹھا۔ پھر

جیسے ہی وہ ہوش میں آیا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر رہ گیا کیونکہ وہ راڈز والی کرسی سے جکڑا ہوا تھا۔ بار ٹلے نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک کرسی پر ایک نقاب پوش بیٹھا ہوا تھا جس نے سر پر بھی بلیک کیپ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے لباس پر سینے کے بائیں جانب سنہری حروف میں ایکسٹو لکھا ہوا واضح دکھائی دے رہا تھا۔ ایکسٹو کے عقب میں ایک حبشی دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور ٹانگیں پھیلائے کھڑا تھا۔ بار ٹلے کو یاد آ گیا کہ اس کے آفس میں اس سے انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے دو آدمی ملنے آئے تھے اور ایک آدمی نے گیس پسٹل کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا تھا جس کے بعد بار ٹلے کو کچھ ہوش نہ رہا تھا۔ اب اسے ہوش آیا تو پوزیشن ہی بدلی ہوئی تھی اور وہ جہاں موجود تھا وہ اس کا آفس نہ تھا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں“...... بار ٹلے نے حیرت بھرے لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے نقاب پوش ایکسٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تمہارا نام بار ٹلے ہے“...... ایکسٹو نے کہا۔

”ہاں۔ میرا نام بار ٹلے ہے مگر تم کون ہو اور میں کہاں موجود ہوں“...... بار ٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہو مسٹر بار ٹلے۔ تم نے عمران پر قاتلانہ حملہ کس کے کہنے پر کرایا ہے“...... ایکسٹو نے کہا تو بار ٹلے بے اختیار چونک پڑا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر۔ عمران پر قاتلانہ حملہ۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو اور کیا کہہ رہے ہو۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا“...... بار ٹلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بار ٹلے۔ تمہارے بارے میں میرے پاس مکمل انفارمیشن ہے کہ تم نے ہوٹل کی آڑ میں پیشہ ور اور تربیت یافتہ قاتلوں پر ایک گروپ بنایا ہوا ہے اور تم پیسے لے کر قتل کرواتے ہو۔ تمہارے آدمیوں نے عمران پر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے کس کے کہنے پر عمران پر قاتلانہ حملہ کروایا ہے“...... ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا تو بار ٹلے نے ہونٹ بھینچ لیے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

”بتاؤ“...... ایکسٹو نے دوبارہ سرد لہجے میں کہا۔

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا نہ ہی کسی پیشہ ور قاتلوں کے گروپ سے تعلق ہے اور نہ ہی میں نے عمران نامی کسی آدمی پر قاتلانہ حملہ کروایا ہے“...... بار ٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ایکسٹو غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”جوزف“...... ایکسٹو نے یکلخت اپنے عقب میں کھڑے حبشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس چیف“...... جوزف نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”خنجر سے اس کی ناک کاٹ دو“...... ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

”اوکے چیف“...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے ایک خنجر نکالا اور بار ٹلے کے قریب آ گیا۔

اس سے پہلے کہ بارٹلے کچھ کہتا جوزف کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے کمرہ بارٹلے کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوزف نے خنجر سے بارٹلے کی ناک کاٹ دی تھی اور بارٹلے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کی حالت دیدنی تھی۔ اس کی ناک سے خون نکل کر اس کی گردن تک پہنچ گیا تھا۔

''مم۔ مم۔ میں۔ میں''...... بارٹلے نے کہنا چاہا مگر تکلیف کی شدت سے وہ کچھ نہ کہہ سکا۔

''بتاتے ہو یا''...... ایکسٹو نے فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''پپ۔ پپ۔ پانی۔ مجھے پانی پلاؤ۔ مم۔ مم۔ مر جاؤں گا''...... بارٹلے نے چیختے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ اسے پانی پلاؤ''...... ایکسٹو نے کہا تو جوزف نے خنجر دوسرے ہاتھ میں پکڑا اور میز پر پڑا جگ اٹھایا اور گلاس میں پانی بھرنے لگا۔ پانی بھرنے کے بعد اس نے جگ واپس میز پر رکھا اور گلاس اٹھائے بارٹلے کے قریب آ گیا۔ اس نے گلاس بارٹلے کے منہ سے لگایا تو بارٹلے غٹا غٹ پانی پینے لگا۔ جب اس نے پانی پی لیا تو جوزف نے گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔

''بولو اب بھی اگر تم نے نہ بتایا تو تمہاری آنکھ کا ڈھیلا باہر نکال دیا جائے گا۔ پھر بھی تم نے نہ بتایا تو تمہاری دوسری آنکھ کا ڈھیلا بھی نکال دیا جائے گا اور تم ہمیشہ کے لئے اندھے ہو جاؤ گے اور باقی زندگی سڑکوں پر بھیک مانگتے ہوئے گزارو گے۔ بولو''...... ایکسٹو نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔ بارٹلے سمجھ گیا تھا کہ اگر اس نے نہ بتایا تو وہ حبشی واقعی اس کی آنکھ کا ڈھیلا نکال دے گا۔ بارٹلے نہیں چاہتا تھا کہ وہ اندھا ہو جائے اور اس کی باقی زندگی سڑکوں پر بھیک مانگتے ہوئے گزرے۔

''بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں لیکن تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے''...... بارٹلے نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں مگر تمہیں سچ بتانا ہوگا۔ یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لو کہ اگر تم مجھ سے جھوٹ بولو گے تو مجھے معلوم ہو جائے گا کیونکہ میں تمہارے چہرے کے تاثرات دیکھ کر سمجھ جاؤں گا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو یا سچ۔ پھر میں تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دوں گا''...... ایکسٹو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں سچ بتاؤں گا۔ قا۔ رگا۔ ڈیک۔ مجھے اپنی زندگی پیاری ہے۔ میں جھوٹ نہیں بولوں گا''...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بتاؤ''...... ایکسٹو نے کہا۔

''عمران کو ہلاک کرنے کا ٹاسک مجھے کافرستان کی سیکرٹ ایجنسی ریڈ آئی کے چیف کرنل پاڈال نے دیا تھا۔ عمران کو ہلاک کرانے سے پہلے اس نے کریش طیارہ کا بلیک باکس تلاش کرنے کا بھی ٹاسک دیا تھا۔ کرنل پاڈال میرا دوست ہے اس لئے میں نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی تھی''...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بلیک باکس۔ کیا مطلب۔ کرنل پاڈال بلیک باکس کیوں حاصل کرنا چاہتا تھا“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”میں یہ نہیں جانتا کہ وہ بلیک باکس کیوں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے بلیک باکس کی تلاش کے لئے اپنے آدمی جائے وقوع پر بھیج دیئے تھے لیکن میرے آدمیوں کو بلیک باکس نہیں ملا تھا۔ میں نے کرنل پاڈال کو بتایا تو اس نے کہا کہ میں بلیک باکس کو چھوڑ کر عمران کو ہلاک کرا دوں“...... بار ٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل پاڈال نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ عمران کو کیوں ہلاک کرانا چاہتا ہے“...... ایکسٹو نے پوچھا۔

”نن۔ نن۔ نہیں“...... بار ٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ایکسٹو غور سے بار ٹلے کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

”اوکے۔ میں نے تمہیں زندہ چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں لیکن اس حبشی نے تم سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا اس لئے اب تم جانو اور یہ حبشی جانے“...... ایکسٹو نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو بار ٹلے کے چہرے پر زلزلے کے سے تاثرات ابھر آئے اور وہ خوف بھری نظروں سے حبشی کی طرف دیکھنے لگا۔

”نن۔ نن۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ فار گاڈ سیک۔ مم۔ مم۔ بچاؤ۔ مم۔ مم“...... بار ٹلے نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا لیکن ایکسٹو نے اس کی بات ان سنی کی اور مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے کمرہ بار ٹلے کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔

☆......☆......☆

کرنل پاڈال اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی ایک بوتل تھی اور وہ شراب گھونٹ گھونٹ پینے میں مصروف تھا کہ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل پاڈال نے بوتل میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... اس نے رعب دار لہجے میں کہا۔

”باس۔ لیبارٹری ون کے انچارج ڈاکٹر جگدیش آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں“...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

”کراؤ بات“...... کرنل پاڈال نے کہا اور دوسری طرف سے خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو کرنل صاحب۔ میں ڈاکٹر جگدیش بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ڈاکٹر جگدیش کی آواز سنائی دی۔

”یس ڈاکٹر جگدیش۔ کوئی خاص بات“...... کرنل پاڈال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل صاحب۔ ڈاکٹر کمال کے دماغ کی سکیننگ کر لی گئی ہے اور ریز ٹیکنالوجی کا فارمولا حاصل کر لیا گیا ہے“...... ڈاکٹر جگدیش کی مسرت بھری آواز سنائی دی تو کرنل پاڈال کے چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔

”گڈ شو۔ فارمولے کی آپ کو سمجھ آ گئی ہے“...... کرنل پاڈال نے کہا۔

”گو فارمولا ترتیب کے ساتھ نہیں ہے لیکن میں اسے ترتیب دے لوں گا اور اس کے بعد میں اس کے نوٹس تیار کروں گا“......

ڈاکٹر جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کمال نے مزاحمت تو نہیں کی تھی" ...... کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"ڈاکٹر کمال دماغی طور پر بہت قوت والا انسان تھا۔ اس نے سکیننگ کے دوران اپنے دماغ کو لاکڈ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن لاکڈ روکنے والی ریز کی وجہ سے وہ اپنے دماغ کو لاکڈ نہیں کر سکا تھا" ...... ڈاکٹر جگدیش نے جواب دیا تو کرنل پاڈال بے اختیار چونک پڑا۔

"تھا سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا ڈاکٹر کمال ہلاک ہو گیا ہے" ...... کرنل پاڈال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ دماغ کا لاک کھولنے والی ریز نے اس کے دماغ پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا اور اس کا دماغ ڈیج کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی" ...... ڈاکٹر جگدیش نے بتایا تو کرنل پاڈال نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ بہر حال ہمیں فارمولے سے غرض تھی۔ ہمیں فارمولا مل گیا ہے اس لئے ہمیں ڈاکٹر کمال کی موت سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ویسے بھی ڈاکٹر کمال طیارے کے کریش ہونے کے ساتھ ہی ہلاک ہو گیا تھا۔ اب اس کی لاش کا آپ کیا کریں گے" ...... کرنل پاڈال نے کہا۔

"میں نے اسی لئے تو آپ کو فون کیا ہے کہ آپ بتائیں کہ ڈاکٹر کمال کی لاش کا کیا کیا جائے" ...... ڈاکٹر جگدیش نے کہا۔

"آپ ڈاکٹر کمال کی لاش سمندر برد کرا دیں" ...... کرنل پاڈال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کرنل صاحب۔ میں ایسا ہی کرتا ہوں" ...... ڈاکٹر جگدیش نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو کرنل پاڈال نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے بوتل اٹھائی اور دوبارہ شراب پینے لگا۔ ابھی اس نے شراب کے دو گھونٹ ہی لئے تھے کہ ایک بار پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل پاڈال نے بوتل دوبارہ میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ...... اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔ اکشے ناتھ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے" ...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو کرنل پاڈال بے اختیار چونک پڑا۔ اکشے ناتھ ریڈ آئی ایجنسی کے ایک سیکشن کا انچارج تھا اور وہ کرنل پاڈال کے ماتحت تھا۔

"کراؤ بات" ...... کرنل پاڈال نے کہا تو لائن میں خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو باس۔ میں اکشے ناتھ بول رہا ہوں" ...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کس لئے فون کیا ہے تم نے" ...... کرنل پاڈال نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ میں آپ کو اہم اطلاع دینی تھی" ...... اکشے ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اطلاع۔ کیسی اطلاع" ...... کرنل پاڈال نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ایک آدمی مائیکرو ٹیپ میں آپ کی ریکارڈ شدہ آواز کے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے" ...... اکشے ناتھ

نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت کے باعث چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کون میری آواز کے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے"..... کرنل پاڈال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اکشے ناتھ کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"باس۔ تھوڑی دیر پہلے میں شوبرا ہوٹل میں کھانا کھانے گیا تو مجھے وہاں اپنے سیکشن کا ایجنٹ ولودو دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ ایک آدمی بھی موجود تھا۔ اس آدمی کو میں نے پہلی بار دیکھا تھا۔ مجھے ولودو کی حرکات و سکنات بھی مشکوک دکھائی دی تھیں کیونکہ اس نے اس آدمی سے ایک لفافہ لے کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے ماتحتوں کو بلا کر ولودو کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر منتقل کروا دیا۔ پھر میں نے ولودو پر تشدد کر کے اس آدمی کے بارے میں پوچھا تو ولودو نے بتایا اس آدمی کا نام ناتران ہے اور اس نے اسے ایک مائیکرو ٹیپ دی تھی جس میں ایک آواز ریکارڈ ہے۔ ناتران نے ولودو سے کہا تھا کہ وہ اس آواز کے بارے میں مختلف ایجنسیوں سے معلوم کر کے اسے بتا دے تو وہ اسے بھاری معاوضہ دے گا۔ مائیکرو ٹیپ میں چونکہ آپ کی آواز ریکارڈ تھی اس لئے وہ آپ کی آواز پہچان گیا اور اس نے ناتران کو آپ کے بارے میں بتا دیا"..... اکشے ناتھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال کے چہرے پر زلزلے کے سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"ولودو نے یہ نہیں بتایا کہ وہ ناتران کون ہے اور کس کے لئے کام کرتا ہے"..... کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"میں نے ولودو سے پوچھا تھا لیکن اس نے بتایا کہ وہ ناتران کو نہیں جانتا اور نہ ہی اسے معلوم ہے کہ وہ کس کے لئے کام کرتا ہے البتہ اس نے یہ بتایا ہے کہ مائیکرو ٹیپ میں آپ کی جو آواز ریکارڈ ہے اس کے مطابق آپ کسی کو طیارہ کریش کرنے کا کہہ رہے ہیں"..... اکشے ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال اس بار اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں جیسے ڈھیلے آنکھیں پھاڑ کر باہر نکل آئیں گے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ناتران یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہے اور وہ پاکیشیا کے لئے کام کرتا ہے۔ ولودو نے میری آواز پہچان کر غداری کی ہے اور غداری کی سزا موت ہے"..... کرنل پاڈال نے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں نے اسے ہلاک کر کے اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دی ہے"..... اکشے ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ اب تم ایک کام کرو۔ تم اس ناتران نامی نوجوان کو تلاش کرو اور اسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ وہ بھی غدار ہے اور میں اس غدار کو اپنے ہاتھوں سے موت کی سزا دینا چاہتا ہوں"..... کرنل پاڈال نے کہا۔

"اوکے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"..... اکشے ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھری ہوئی تھیں۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کریش ہونے والے پاکیشیائی طیارے کے پائلٹ کے دماغ میں جو وائس برین چپ فٹ کرائی تھی وہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پاکیشیا انٹیلی جنس کے ہاتھ لگ گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی آواز کو مائیکرو ٹیپ

میں کاپی کر کے مائیکرو ٹیپ کو کافرستان میں بھیجا گیا ہوگا۔ کرنل پاؤال کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ واکس برین چپ ٹریس ہو جائے گی حالانکہ کافرستان کے سائنس دان جگدیش نے دعویٰ کیا تھا کہ اس نے واکس برین چپ میں ایسی ریز انجیکٹ کر دی ہیں کہ وہ کسی صورت بھی ٹریس نہیں ہو سکے گی لیکن اب مائیکرو ٹیپ میں اس کی آواز کی ریکارڈنگ نے ڈاکٹر جگدیش کا دعویٰ خاک میں ملا دیا تھا۔ کرنل پاؤال ابھی خیالوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے بے اختیار چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پاؤال نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ پاکیشیا سے بارٹلے کا اسسٹنٹ مارگل آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بارٹلے کا اسسٹنٹ مارگل مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ اچھا کراؤ بات"...... کرنل پاؤال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو رسیور میں خاموشی چھا گئی۔ کرنل پاؤال کو توقع نہیں تھی کہ بارٹلے کا اسسٹنٹ اسے کال کر سکتا ہے۔

"ہیلو کرنل صاحب۔ میں مسٹر بارٹلے کا اسسٹنٹ مارگل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مارگل۔ تم نے کیوں فون کیا ہے۔ بارٹلے کہاں ہے۔ میں نے اس کے ذمے ایک کام لگایا تھا اس نے رپورٹ ہی نہیں دی"...... کرنل پاؤال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب۔ مسٹر بارٹلے اغوا ہو گئے ہیں"...... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاؤال بے اختیار چونک پڑا۔

"بارٹلے اغوا ہو گیا ہے۔ اوہ۔ اسے کس نے اغوا کیا ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... کرنل پاؤال نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کرنل صاحب۔ آپ نے مسٹر بارٹلے کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کو قتل کرنے کے لئے ٹاسک دیا تھا۔ مسٹر بارٹلے نے دو آدمیوں کو عمران کو قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا اور انہوں نے عمران کو گولیاں بھی ماری تھیں لیکن عمران پھر بھی زندہ بچ گیا ہے"...... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری سیڈ۔ عمران کو زندہ نہیں بچنا چاہئے تھا۔ مسٹر بارٹلے کے بارے میں بتاؤ"...... کرنل پاؤال نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر بارٹلے سے آج دو نوجوان ملنے آئے تھے۔ انہوں نے خود کو انٹیلی جنس آفیسر ظاہر کیا تھا۔ وہ دونوں نوجوان مسٹر بارٹلے کے ساتھ ان کے آفس میں موجود تھے۔ جب کافی دیر تک وہ دونوں نوجوان باہر نہ آئے تو مجھے تشویش ہونے لگی۔ میں نے مسٹر بارٹلے کو فون کیا مگر گھنٹی مسلسل بجتی رہی لیکن مسٹر بارٹلے نے فون اٹنڈ نہ کیا۔ مجھے خطرے کی بو محسوس ہوئی اور میں جب مسٹر بارٹلے کے آفس میں گیا تو مسٹر بارٹلے اور وہ دونوں نوجوان موجود نہیں تھے۔ چونکہ ہوٹل میں آنے جانے والوں کی خفیہ کیمروں سے ویڈیو بنتی ہے اس لئے میں نے

ان دونوں کی ویڈیو دیکھی تو میں چونک پڑا کیونکہ میں نے ان نوجوانوں کو پہلی بار دیکھا تھا۔ میں نے ان دونوں نوجوانوں کے فوٹو گراف کے پرنٹ نکلوا کر اپنے ماتحتوں کو شناخت کے لئے دے دیئے تو میرے ایک ماتحت نے مجھے بتایا کہ ان دونوں کے نام صفدر اور تنویر ہیں اور ان دونوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ میں نے مسٹر بارٹلے کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن نہ ان دونوں نوجوانوں کا پتہ چل سکا ہے اور نہ ہی مسٹر بارٹلے کا۔ اسی لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے"..... مارگل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال کی پیشانی پر موجود شکنوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"کیا یہ حتمی بات ہے کہ وہ دونوں نوجوان پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق تھے اور عمران زندہ بچ گیا ہے"..... کرنل پاڈال نے کہا۔ جیسے اسے مارگل کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"یہ حتمی بات ہے کہ ان دونوں نوجوانوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور وہی دونوں نوجوان ہی مسٹر بارٹلے کو اغوا کر کے لے گئے ہیں اور یہ بھی کنفرم ہے کہ عمران زندہ ہے"..... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتے ہو"..... کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"نہیں کرنل صاحب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے"..... مارگل نے جواب دیا تو کرنل پاڈال نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"پھر تو بارٹلے کا زندہ ہونا بہت مشکل ہے۔ اب تک وہ دوسری دنیا میں بھی پہنچ چکا ہوگا"..... کرنل پاڈال نے کہا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے کرنل صاحب"..... مارگل نے کہا۔

"کیا تم عمران کو قتل کر سکتے ہو"..... کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"کوشش تو کر سکتا ہوں لیکن حتمی بات نہیں کر سکتا"..... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم عمران کو قتل کر دو تو میں تمہیں اتنا معاوضہ دوں گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے اور ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پر نظر رکھو۔ اگر وہ کافرستان کے لئے روانہ ہو تو مجھے بتا دینا۔ میں تمہیں اس کام کا الگ معاوضہ دوں گا"..... کرنل پاڈال نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے ساتھ ساتھ شدید الجھن کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کیسے زندہ بچ گیا ہے۔ وہ عمران کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ عمران پر کئی بار قاتلانہ حملے ہوئے تھے اور وہ ہر بار بچ گیا تھا۔ دوسرا اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ آواز کرنل پاڈال کی آواز ہے تو وہ فوراً ہی کافرستان کا رخ کرے گی۔ کرنل پاڈال بنیادی طور پر ایک بزدل انسان تھا اس لئے وہ نہیں چاہتا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان آئے لیکن وہ اگر اپنی پریشانی کا اظہار کسی سے کرتا تو اس کی بدنامی ہوتی تھی۔ عمران کے زندہ بچ جانے پر بھی وہ خوفزدہ ہو رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بارٹلے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس سب کچھ اگلوا لے گی کہ عمران کو قتل کرانے کا ٹاسک کرنل پاڈال نے دیا ہے۔ کرنل پاڈال نے سوچا کہ وہ کافرستان کی خفیہ ایجنسی کا چیف ہے اسے

پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کافرستان کا رخ کیا تو وہ اس کے سدباب کے لئے اقدامات کرے گا۔

☆......☆......☆

عمران کی حالت اب قدرے بہتر تھی اور وہ دو دن ہسپتال میں ایڈمٹ رہنے کے بعد اپنے فلیٹ میں منتقل ہو گیا تھا۔ اسے اپنے فلیٹ میں منتقل ہوئے تیسرا روز تھا۔ سلیمان نے عمران کی خدمت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ڈاکٹر فاروقی نے عمران کے لئے جو ادویات اور خوراک تجویز کی تھی سلیمان وہ سب عمران کو وقت پر دے رہا تھا۔ اس کے علاوہ عمران صبح سویرے اپنی معمول کی ورزشیں بھی کر رہا تھا۔ دوپہر اور شام کو بھی وہ چہل قدمی کر لیتا تھا۔

سر سلطان بھی عمران کی خیریت معلوم کرنے اس کے فلیٹ پر دو مرتبہ آئے تھے۔ عمران نے انہیں منع کر دیا تھا کہ وہ ان کے والد سر عبدالرحمٰن اور اس کی اماں بی کو اس کی حالت کے بارے میں نہ بتائیں ورنہ وہ خواہ مخواہ پریشان ہو جائیں گے۔ سر سلطان نے اس کی جلد صحت یابی کی دعائیں کی تھیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز، ٹائیگر اور روزی راسکل بھی روزانہ اس کی خیریت معلوم کرنے آتے تھے۔

عمران اس وقت بیڈ پر نیم دراز ایک نیوز پیپر پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان کچن میں اس کے لئے ناشتہ بنانے میں مصروف تھا۔ اچانک پاس میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے نیوز پیپر میز پر رکھنے کے بعد ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"بیڈ پر پڑا صحت یاب ہوتا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"السلام علیکم عمران صاحب"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام۔ صبح صبح فون کرنے کا مطلب ہے کہ تمہارے پاس ناشتے کے لئے پیسے نہیں ہیں اس لئے تم میرے پاس یا تو ناشتہ کرنا چاہتے ہو یا مجھ سے ادھار مانگنا چاہتے ہو لیکن میں بتا دوں کہ میں آج کل قلاش ہوں"...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف موجود بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"نہیں عمران صاحب۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ناشتہ کر چکا ہوں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"پھر تم نے ادھار مانگنے کے لئے فون کیا ہو گا۔ نا بابا نا۔ تم نے پچھلے مشن میں جو چیک دیا تھا وہ نا کافی رہا ہے اور اب تو دکانداروں نے بھی دکانوں کے باہر بورڈ لکھوا کر رکھ دیئے ہیں کہ ادھار مانگ کر شرمندہ نہ ہوں اس لئے سلیمان شرمندگی سے بچنے کے لئے ادھار لینے جاتا ہی نہیں ہے۔ ویسے ایک دکاندار نے اپنی دکان کے کونے میں ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا ادھار محبت کی قینچی ہے۔ اب تو ادھار سے محبت بھی ختم ہو جاتی ہے اس لئے میں جولیا سے ادھار نہیں مانگتا تاکہ اس کی محبت پر ادھار کی قینچی نہ چل جائے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو رکنے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ اچھی بات ہے کہ آپ جولیا سے ادھار نہیں لیتے ورنہ جولیا کی محبت پر قینچی چل جاتی اور جولیا کبھی نہیں چاہے

گی کہ اس کی محبت پر اوھاری قینچی چل جائے۔ آپ کی طبیعت اب کیسی ہے۔ میں نے آپ کی عیادت کے لئے فون کیا ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"الحمد للہ۔ میں اب ٹھیک ٹھاک ہوں اور چل پھر سکتا ہوں۔ عیادت کرنے کا بے حد شکریہ۔ تم یہ بتاؤ کہ کسی فارن ایجنٹ نے ٹیپ شدہ آواز کے بارے میں رپورٹ دی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ ناٹران نے کل رپورٹ دی تھی۔ اس نے وہ آواز ٹریس کر لی ہے۔ وہ آواز کافرستان کی نئی ایجنسی ریڈ آئی کے چیف کرنل پاڈال کی ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل پاڈال نے طیارہ کریش کروایا ہے۔ اس کا مقصد ڈاکٹر کمال کو ہلاک کرانا تھا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کافرستان نے ہمارے سائنس دان ڈاکٹر کمال کے حصول کے لئے گیم کھیلی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"گیم۔ کیسی گیم"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"عمران صاحب۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر کمال کو حاصل کرنے کے لئے کافرستان نے طیارہ کی کریشنگ کی گیم کھیلی ہے۔ انہوں نے پلاننگ کے تحت طیارہ میں اصلی ڈاکٹر کمال کی جگہ کسی اور پر ڈاکٹر کمال کا میک اپ کر کے طیارہ میں سوار کرا دیا ہوگا اور اصلی ڈاکٹر کمال کو لے گئے ہوں گے اور ہم یہی سمجھتے رہے کہ ڈاکٹر کمال طیارہ کے حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ہونہہ۔ تمہاری بات درست ہے بلیک زیرو۔ بالکل ایسا ہی ہے۔ تم ناٹران سے کہو کہ وہ ڈاکٹر کمال کے بارے میں معلومات حاصل کر کے بتائے تاکہ ہم لائن آف ایکشن ترتیب دے سکیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے ناٹران کو کہہ دیا ہے۔ جیسے ہی اس کی رپورٹ آئی تو میں آپ کو بتا دوں گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو جلد صحت یابی عطا کرے۔ آمین"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے بھی آمین کہا۔ پھر عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھر آئی تھیں اور وہ بلیک زیرو کی بات پر غور کر رہا تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ کافرستان نے پہلے بھی پاکیشیا کے سائنس دانوں کو اغوا کرنے کے لئے کئی طرح کے حربے استعمال کئے تھے اور وہ ہر بار ناکام رہا تھا۔ اس بار کافرستان کی نئی ایجنسی ریڈ آئی سامنے آ گئی تھی جس نے ان کے سائنس دان ڈاکٹر کمال کو حاصل کرنے کے لئے طیارہ کریش کرنے کی گیم کھیلی تھی۔ اسی لمحے سلیمان ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔ ٹرے پر پیالی اور توس پڑے ہوئے تھے۔ پیالی میں چائے تھی۔ عمران نے توس دیکھے تو اس نے منہ بنا لیا۔

"سلیمان۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں آج توس سے ناشتہ نہ کروں"...... عمران نے سلیمان سے پوچھا۔

"صاحب۔ ڈاکٹر فاروقی نے آپ کو نرم غذا کھانے کی ہدایت کی ہے اس لئے آپ کو توس کھانے ہی ہوں گے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے ایک بار پھر منہ بنایا اور پھر وہ ناشتہ کرنے لگا جبکہ سلیمان وہیں بیٹھ گیا تھا۔

"سلیمان۔ میں توس کھا کھا کر تنگ آ گیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ جب آپ ٹھیک ہو جائیں گے تو میں آپ کو آپ کی پسند کی بریانی پکا کر کھلاؤں گا"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب عمران نے ناشتہ کر لیا تو وہ ٹرے اٹھا کر واپس چلا گیا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"توس کھا کھا کر تنگ آنے والا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ طاہر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"کیا تم نے توس کھانے کے لئے فون کیا ہے۔ اگر تم بھی توس کھانا چاہتے ہو تو میرے فلیٹ پر آ جاؤ۔ میں تمہیں توس کھلا سکتا ہوں"...... عمران نے پوچھا۔

"بیمار آدمی کے لئے نرم غذا ہی بہتر رہتی ہے۔ ویسے میں تو روز ہی توس سے ناشتہ کرتا ہوں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"کہتے تو تم ٹھیک ہی ہو۔ میں اب دوپہر کو کھچڑی کی بجائے توس ہی کھاؤں گا"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ناٹران نے ابھی ایک اور رپورٹ دی ہے جس سے میرا خیال درست ثابت ہو گیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ریڈ آئی ایجنسی نے ڈاکٹر کمال کو اغوا کرنے کے لئے گریٹ پلان بنایا تھا۔ کافرستان کو معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر کمال ریز ٹیکنالوجی میں اتھارٹی ہیں اور وہ کافرستان کے میزائل سسٹم کو ناکام بنانے والی ریز پر کام کر رہے ہیں۔ کافرستان نے سوچا کہ اگر یہی ریز ٹیکنالوجی انہیں مل جائے تو وہ پاکیشیا کے خلاف اسے استعمال کریں گے چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر کمال کو اغوا کرنے کے لئے گیم کھیلی۔ ڈاکٹر کمال نے ایکریمیا میں سائنس کانفرنس اٹینڈ کرنے کے بعد جس طیارہ میں پاکیشیا آنا تھا اس طیارہ کے پائلٹ کیپٹن ریاض کو اغوا کر لیا گیا اس کے دماغ میں وائس برین چپ لگا دی گئی۔ ریڈ آئی کے سپر ایجنٹس سنیل پانڈے اور انو شکا پوری نے ڈاکٹر کمال کو اغوا کر لیا اور ان کی جگہ کسی اور پر ڈاکٹر کمال کی شکل کی پلاسٹک سرجری کر کے طیارہ میں سوار کرا دیا۔ جب کیپٹن ریاض طیارے کو لے کر پاکیشیا کے دارالحکومت کی پہاڑیوں کے قریب پہنچا تو کرشن پاڈال نے وائس برین چپ کے ذریعے اسے حکم دیا کہ وہ طیارے کو کریش کر دے۔ اس طرح یہ گیم کھیلی گئی۔ ڈاکٹر کمال اس وقت

کافرستان کی لیبارٹری وِن میں موجود ہے جو بھوشن پور میں سمندر میں بنائی گئی ہے"...... بلیک زیرو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ناٹران نے یہ معلوم نہیں کیا کہ ڈاکٹر کمال زندہ ہے یا انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق ڈاکٹر کمال نے ریز ٹیکنالوجی کا فارمولا ابھی ترتیب نہیں دیا تھا۔ فارمولا ان کے دماغ میں محفوظ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کمال کے دماغ کی سکیننگ کر کے فارمولا نکال لیا گیا ہو اور ڈاکٹر کمال کو ہلاک کر دیا گیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"ناٹران باوجود کوشش کے معلوم نہیں کر سکا کہ ڈاکٹر کمال زندہ ہیں یا انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"میرا اندازہ ہے کہ ڈاکٹر کمال ہلاک ہو گئے ہیں کیونکہ جب دماغ کی سکیننگ کی جاتی ہے تو سکیننگ مشین سے ایسی ریز نکلتی ہیں جس سے دماغ کے ڈیج ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ دماغ کے ڈیج ہوتے ہی انسان کی ڈیتھ ہو جاتی ہے۔ اگر ڈاکٹر کمال ہلاک ہو گئے ہیں تو ہمیں ان کا فارمولا تو واپس لانا ہی ہو گا کیونکہ وہ فارمولا تو بہر حال ہماری ملکیت ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ ٹیم کو کافرستان بھیجا جائے۔ کیا آپ بھی ساتھ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ٹیم میں میرے ساتھ جولیا، صالحہ، تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل، ٹائیگر اور روزی راسکل ہوں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ آپ تو ابھی زخمی ہیں۔ اس حالت میں آپ کیسے مشن مکمل کریں گے"...... بلیک زیرو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"میں اب ٹھیک ہوں اور ویسے بھی تین دن سے بیڈ پر پڑا پڑا بور ہو رہا ہوں۔ میری ہڈیاں تک اکڑتی جا رہی ہیں۔ تم ناٹران سے کہو کہ وہ یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ ڈاکٹر کمال کو کہاں رکھا گیا ہے اور ان کا فارمولا کس لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے۔ تاکہ ہم ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے درست ٹارگٹ کی طرف بڑھیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ناٹران کو کہہ دیتا ہوں اور جولیا کو مشن کے متعلق آرڈر کر دیتا ہوں۔ اللہ حافظ"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہوتے ہی عمران نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے ڈور بیل بج اٹھی۔ چند لمحوں کے بعد بیرونی دروازہ کھلنے اور پھر جولیا کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل، صالحہ، تنویر، خاور، چوہان، نعمانی، صدیقی، ٹائیگر اور روزی راسکل کمرے میں داخل ہوئے تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ ان سب نے عمران کو سلام کیا۔

"ارے ارے۔ یہ تم سب نے آج صبح صبح ہی میرے فلیٹ پر حملہ کر دیا ہے۔ میں تو ابھی کمزور ہوں اس لئے فلیٹ چھوڑ کر بھاگ بھی نہیں سکتا۔ ویسے بھی یہ سوپر فیاض کا فلیٹ ہے۔ اگر تم نے اس کے فلیٹ پر قبضہ کیا تو وہ تم سب کو جیل میں ڈال دے گا"...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"ہم سب تمہاری خیریت معلوم کرنے آئے ہیں"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''عمران صاحب۔ آپ اپنا فلیٹ کیوں نہیں خرید لیتے۔ آپ کب تک سوپر فیاض کے فلیٹ پر قبضہ کئے بیٹھیں رہیں گے۔ اگر کسی دن سوپر فیاض نے آپ سے یہ فلیٹ واپس لے لیا تو آپ کہاں جائیں گے''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو صالحہ۔ میں تمہاری بات پر غور کروں گا۔ ویسے میرے پاس اتنے پیسے کہاں ہیں کہ میں اپنے لئے علیحدہ فلیٹ خرید سکوں۔ تمہارا چیف ایکسٹو مجھے اتنی رقم دیتا ہے کہ گھر کا گزارہ بھی بڑی مشکل سے چلتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم تو ہر وقت پیسوں کا رونا ہی روتے رہتے ہو۔ کبھی اللہ کا شکر بھی ادا کر لیا کرو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم نے ٹھیک کہا تنویر۔ اللہ مجھے معاف کرے۔ اللہ مجھے اتنا کچھ دے رہا ہے کہ جس کا شمار بھی نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ انسان کو ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے''...... صالحہ نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مذاق میں بھی اللہ کی ناشکری نہیں کرنی چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ ٹرالی پر دو فلاسک رکھے ہوئے تھے اور ساتھ ہی گیارہ پیالیاں بھی تھیں۔

''تم جاؤ۔ میں چائے بناتی ہوں''...... صالحہ نے سلیمان سے کہا تو سلیمان اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ صالحہ اٹھی اور پیالیوں میں چائے ڈالنے لگی۔ پھر اس نے باری باری سب کو پیالی دی اور اپنی پیالی لئے وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ کو معلوم ہوا ہے کہ گولڈن ہوٹل کے جنرل منیجر بار گھے نے آپ پر کیوں قاتلانہ حملہ کرایا تھا''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے اس کے ادھار پیسے دینے تھے۔ وہ بار بار مجھ سے رقم کا تقاضا کرتا تھا اور میرے پاس اس کا ادھار چکانے کے لئے پیسے نہیں تھے اس لئے اس نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کرایا تھا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں مانتی۔ میرا خیال ہے کہ یقیناً کوئی کیس شروع ہونے والا ہے اور تم پر قاتلانہ حملہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کیونکہ جو بھی مجرم تنظیم پاکیشیا کے خلاف کسی مشن پر کام کرتی ہے تو سب سے پہلے تمہیں ہی ٹارگٹ کیا جاتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں عمران صاحب۔ پلیز بتائیں۔ کیا واقعی کوئی کیس شروع ہو رہا ہے''...... خاور نے کہا۔

''کیپٹن شکیل سے پوچھ لو جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھا ہے''...... عمران نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب نے چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا۔

''کیپٹن شکیل۔ کیا تمہیں کچھ معلوم ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ عمران صاحب نے یہ بات مذاقاً کہی ہے۔ عمران صاحب کو معلوم ہے لیکن یہ بتا نہیں رہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے مجھے کیوں پھنسا رہے ہو۔ اگر تم لوگوں نے معلوم ہی کرنا ہے تو اپنے چیف ایکسٹو سے پوچھ لو۔ وہی تمہیں بتا سکتا ہے"..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس دوران سب نے چائے بھی پی لی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی، ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب نے بے اختیار چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ پھر عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"بے چارہ حقیر، پر تقصیر، بندہ ناداں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بمعہ سیکرٹ سروس کے ممبران بول رہا ہوں"..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو"..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پاؤں پر گرز مار دیا گیا ہو۔

"ج۔ ج۔ جی جناب آپ نے۔ مم۔ مم۔ مجھ غریب کو کیسے یاد کر لیا"..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا سب ممبران تمہارے فلیٹ پر موجود ہیں"..... ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا۔ عمران نے اس دوران فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا اس لئے ایکسٹو کی آواز سب نے سن لی تھی۔

"ج۔ ج۔ جی ہاں۔ وہ۔ مم۔ مم۔ میری عیادت کو آئے ہیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ کسی بیمار کی عیادت کرنا ثواب کا کام ہے۔ اگر آپ بھی سات پردوں سے نکل کر میری عیادت کو آ جاتے تو آپ کو بھی ثواب مل جاتا اور خوشی سے میں بھی جلد ٹھیک ہو جاتا لیکن شاید آپ کو میری خوشی عزیز نہیں ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا سے بات کراؤ"..... ایکسٹو نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھ۔ ٹھ۔ ٹھیک ہے جناب۔ لیکن ایک بات تو بتا دیں کیا آپ نے فون جولیا سے بات کرنے کے لئے ہی کیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں"..... ایکسٹو نے جواب دیا۔

"میں سمجھا کہ آپ نے میری خیریت معلوم کرنے کے لئے فون کیا ہے۔ خیر آپ سنگدل انسان ہیں، آپ کا دل گوشت کی بجائے پتھر کا بنا ہوا ہے اس لئے آپ کیوں میری خیریت پوچھیں گے"..... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"فضول باتیں مت کرو۔ جولیا سے بات کراؤ"..... ایکسٹو نے اس بار غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے کانپتے ہاتھوں سے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ عمران کی اس حالت پر سب محظوظ ہو رہے تھے۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"..... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا سب ممبران عمران کے فلیٹ پر موجود ہیں"..... ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس سر"..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل، صالحہ اور تنویر تم پانچوں نے عمران کی سربراہی میں ایک مشن پر آج رات کی فلائٹ سے کافرستان روانہ ہونا ہے"...... ایکسٹو نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"چیف۔ مشن کی نوعیت کیا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"مشن کے متعلق عمران تمہیں بریف کر دے گا۔ اور سنو۔ عمران تمہیں جو آرڈر دے تم نے اس کا حکم ماننا ہے۔ اٹ از مائی آرڈر"...... ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"چیف نے اس بار بھی ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ بے کار رہ رہ کر ہم بوریت کا شکار ہو رہے ہیں۔ فراغت کی وجہ سے ہماری صلاحیتوں کو زنگ لگتا جا رہا ہے"...... صدیقی نے کہا تو سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"یہ چیف کا فیصلہ ہے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ چیف جو بھی فیصلہ کرتا ہے ملکی مفاد کو پیش نظر رکھ کر کرتا ہے۔ اگر ہم سب ہی مشن پر روانہ ہو گئے اور اگر ہمارے پیچھے کوئی غیر ملکی ایجنسی کسی مشن پر آ گئی تو ایجنسی کا مقابلہ کون کرے گا"...... جولیا نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مس جولیا"...... نعمانی نے جولیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میں تم چاروں سے وعدہ کرتی ہوں کہ کسی اور مشن پر ہمیں بیرون ملک گئے تو میں تم چاروں کو اپنے ساتھ لے جانے کی چیف کو خصوصی سفارش کروں گی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ"...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ عمران صاحب جانتے ہیں کہ کوئی مشن شروع ہونے والا ہے اور میری بات درست نکلی ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم اس حالت میں ٹیم کو کیسے لیڈ کرو گے۔ تمہیں ابھی آرام کی ضرورت ہے"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن مجھے آرام سے زیادہ اپنے ملک کی فکر ہے۔ اپنے ملک کی خاطر اگر میری جان بھی چلی جائے تو مجھے اپنی کوئی پرواہ نہیں ہے"...... عمران نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ مشن کے متعلق تو کچھ بتائیں"...... صالحہ نے کہا۔ ٹائیگر اور روزی راسکل مسلسل خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ سب جانتے ہیں کہ پچھلے دنوں پاکیشیائی طیارہ کریش ہوا ہے۔ اس طیارے میں پاکیشیا کے سینئر سائنس دان ڈاکٹر کمال بھی سوار تھے جو ریز ٹیکنالوجی پر کام کر رہے تھے اور کافرستان نہیں چاہتا تھا کہ ڈاکٹر کمال اس ریز ٹیکنالوجی میں کامیاب ہو سکیں چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر کمال کو اغوا کرنے کے لئے گریٹ پلان کھیلا۔ اس نے اپنی ایجنسی ریڈ آئی کے ذریعے پہلے ڈاکٹر کمال کو اغوا کر لیا اور ان کی جگہ کسی اور آدمی کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کر کے طیارے میں سوار کرا دیا۔ انہوں نے طیارے کے کیپٹن ریاض کو بھی اغوا کر لیا تھا اور اس کے دماغ میں برین واش چپ لگا دی تھی۔ پھر طیارہ جیسے ہی پاکیشیا کے دارالحکومت کی پہاڑیوں کے قریب پہنچا تو کافرستانی ایجنسی ریڈ

آئی کے چیف کرنل پاڈال نے برین واش چپ کے ذریعے کیپٹن ریاض کو حکم دیا کہ وہ طیارے کو کریش کر دے۔ کیپٹن ریاض نے طیارہ کریش کرنے سے پہلے یہ فقرے ادا کر دیئے تھے کہ یہ طیارہ فنی خرابی کی وجہ سے نہیں جا رہا بلکہ کوئی اس سے زبردستی طیارہ کریش کرا رہا ہے۔ کیپٹن ریاض کے کہے ہوئے الفاظ بلیک باکس میں فیڈ ہو گئے اور جب بلیک باکس مل گیا اور یہ الفاظ سنے گئے تو مجھے سر سلطان نے بتایا۔ میں نے ملٹری ہسپتال جا کر کیپٹن ریاض کی ڈیڈ باڈی کا معائنہ کیا تو مجھے اس کے دماغ میں واش برین چپ مل گئی جو صرف مخصوص گاگل سے ہی دیکھی جا سکتی ہے کیونکہ اس چپ پر نظر نہ آنے والا کیمیکل لگایا گیا تھا۔ میں نے چپ کو کمپیوٹر پر چیک کیا تو اس میں مجھے ایک آواز فیڈ تھی۔ میں نے چیف کو رپورٹ دی تو انہوں نے کافرستان اور دیگر ممالک میں اس آواز کی تحقیقات کرائی تو کافرستان کے فارن ایجنٹ ناشران نے بتایا کہ یہ آواز ریڈ آئی کے چیف کرنل پاڈال کی ہے۔ اب میں آتا ہوں خود پر ہونے والے حملے کی طرف۔ جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا انہیں سلیمان نے دیکھ لیا تھا اور اس نے ٹائیگر جو فاروقی ہسپتال میں کسی کی عیادت کے لئے آیا تھا کو حملہ آوروں اور ان کی کار کے بارے میں بتایا تو ٹائیگر پہچان گیا کہ وہ کار گولڈن ہوٹل کے جنرل منیجر بار ٹلے کی ہے۔ سلیمان نے چیف کو رپورٹ کر دی تو چیف نے بار ٹلے کو اغوا کر کے اس سے مجھ پر حملہ کرانے کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ کافرستان کی ایجنسی ریڈ آئی کے چیف کرنل پاڈال نے مجھے قتل کرنے کا ٹاسک دیا تھا۔ بہر حال چیف نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر کمال کے دماغ کی سکیننگ کر کے ریز نیٹالوجی کا فارمولا نکال لیا گیا ہے اور اب ہمیں ڈاکٹر کمال اور ان کا فارمولا لینے کافرستان جانا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کافرستان نے اس بار واقعی گریٹ گیم کھیلی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ طیارہ کریش کرانے کی وجہ سے ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہو سکے گا کہ ڈاکٹر کمال کو اغوا کرنے کے لئے یہ گیم کھیلی گئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اگر ہمیں بلیک باکس نہ ملتا تو ہم یہی سمجھتے رہتے کہ فنی خرابی کی وجہ سے طیارہ کریش ہو گیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم چلتے ہیں''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹائیگر، روزی راسکل۔ تم یہیں بیٹھے رہو''...... عمران نے ٹائیگر اور روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے جبکہ جولیا اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے گئے۔

''یس باس۔ حکم کریں''...... ٹائیگر نے عمران سے کہا۔

''اس بار میرے ساتھ مشن پر تم اور روزی راسکل جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن باس۔ آپ جانتے ہیں کہ میری اس کے ساتھ بنتی نہیں ہے اس لئے آپ اسے مشن پر ساتھ نہ لے جائیں''...... ٹائیگر نے التجائیہ لہجے میں کہا۔

''میں کون سا اس کے ساتھ خوش ہوتی ہوں۔ عمران۔ تم سے میری درخواست ہے کہ تم اسے مشن پر ساتھ نہ لے چلو''...... روزی

راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم چپ رہو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا"...... ٹائیگر نے روزی راسکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کیا کر لو گے میرا۔ تم مجھے جانتے ہو میں نے بہت سے بدمعاشوں کی ٹانگیں توڑی ہیں"...... روزی راسکل نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران مسکراتا ہوا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تم نے مجھے بدمعاش کہا۔ تمہاری یہ جرأت"...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرے پر قدرے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میں تمہارے استاد عمران کی وجہ سے تمہارا لحاظ کر رہی ہوں ورنہ روزی راسکل کے ساتھ بدتمیزی کرنے والا ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہتا"...... روزی راسکل نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں بھی باس کی وجہ سے تمہارا لحاظ کر رہا ہوں اور ویسے بھی میں عورت پر ہاتھ اٹھانا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اگر تم مرد ہوتی تو اب تک تمہاری ہڈیاں پسلیاں ایک کر چکا ہوتا"...... ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم دونوں خاموش ہو جاؤ"...... اچانک عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر اور روزی راسکل دونوں خاموش ہو گئے اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"شادی سے پہلے تم دونوں کا یہ حال ہے تو شادی کے بعد کیا ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شادی اور اس سے۔ ہرگز نہیں۔ میں کبھی اس سے شادی نہیں کروں گی"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تم سے شادی کرنے کا۔ اپنا منہ دھو رکھو"...... ٹائیگر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو روزی راسکل کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

"تم دونوں لڑنا بند بھی کرو گے یا نہیں"...... عمران نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر اور روزی راسکل دونوں ایک دوسرے کو گھورتے ہوئے اپنی نظریں ادھر ادھر کر لیں۔

"تم دونوں کو میرے ساتھ مشن پر بھیجنے کا فیصلہ میرا نہیں بلکہ چیف ایکسٹو کا ہے۔ اگر تم دونوں میرے ساتھ مشن پر نہیں جانا چاہتے تو میں چیف کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ چیف کو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ تم دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا اس لئے تم دونوں جاؤ اور مشن پر روانگی کی تیاری کرو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں تیار ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ روزی راسکل بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"میں بھی تیار ہوں عمران"...... روزی راسکل نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"اگر تم دونوں شادی کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ تو کتنی اچھی بات ہے۔ بہر حال سنو۔ اب تم دونوں جاتے ہوئے راستے میں پھر دلڑنا"..... عمران نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ اسے سمجھا لیں۔ یہ مجھ سے فضول بات نہیں کرے گی"..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے فضول لوگوں کے منہ لگنے کا"..... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ عمران کی وجہ سے خاموش رہا۔ پھر ان دونوں نے عمران سے اجازت چاہی اور دونوں باری باری کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنا سر بیڈ کی پشت سے لگا لیا۔

☆......☆......☆

مارگل، بارٹلے کا بھانجا اور اسسٹنٹ تھا اور بارٹلے کے بعد اب وہ گولڈن ہوٹل کا مالک اور جنرل منیجر بن گیا تھا۔ مارگل بھی بارٹلے کے ساتھ ایکریمیا میں انڈر ورلڈ میں کام کرتا تھا۔ بارٹلے جب ایکریمیا سے فرار ہو کر پاکیشیا آیا تھا تو کچھ عرصے کے بعد مارگل بھی اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ بارٹلے نے اسے اپنا اسسٹنٹ بنا لیا تھا۔ وہ ایک ماہر شوٹر تھا۔ اس کا ریکارڈ تھا کہ اس کا آج تک کوئی بھی نشانہ خطا نہیں گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ ایکریمیا میں رہتا تھا تو کئی جرائم پیشہ تنظیمیں کسی کو ہلاک کرانے کے لئے بھاری معاوضے پر اسے ہی ہائر کرتی تھیں۔ اس نے اب تک متعدد افراد کو ہلاک کیا تھا۔

اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے اور مارگل اپنی کار میں سوار عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ عمران کے فلیٹ کا ایڈریس نہیں جانتا تھا لیکن اس نے اپنے ذرائع سے عمران کے فلیٹ کا ایڈریس معلوم کر لیا تھا۔ چونکہ کافرستان کی سیکرٹ ایجنسی ریڈ آئی کے چیف کرنل پاوال نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نگرانی اور عمران کو قتل کرنے کے لئے اسے بھاری معاوضے کی پیشکش کی تھی اس لئے اس نے دونوں کام کرنے کی حامی بھر لی تھی۔ گو وہ عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران کوئی عام آدمی نہیں تھا۔ دنیا کے نامور سیکرٹ ایجنٹ اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا بیٹھے تھے اور آج تک کوئی بھی اسے قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا لیکن مارگل کو یقین تھا کہ وہ عمران کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

مارگل درمیانے قد اور دبلا پتلا سا نوجوان تھا۔ وہ کلین شیو تھا البتہ اس کے سر بال بے حد تماشا بڑھے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں گہری سرخی تھی۔ وہ بنیادی طور پر انتہائی لالچی انسان تھا۔ پیسوں کی خاطر وہ کسی کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتا تھا۔ اپنے ماموں بارٹلے کے ہلاک ہونے پر بھی وہ بے حد خوش تھا کیونکہ بیٹھے بٹھائے وہ گولڈن ہوٹل کا مالک اور گروپ کا باس بن گیا تھا۔ مارگل نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نگرانی کے لئے ایئر پورٹ پر اپنے ماتحتوں کی ڈیوٹی لگا دی تھی اس لئے وہ مطمئن تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مارگل، عمران کے فلیٹ کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس نے عمران کے فلیٹ کی طرف دیکھا اور پھر وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا فلیٹ کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

سیڑھیاں چڑھ کر مارگل راہداری میں پہنچ گیا۔ عمران کے فلیٹ کے ساتھ اور بھی فلیٹ تھے جن کے دروازے بند تھے۔ مارگل نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے عمران کے فلیٹ کے دروازے کے قریب پہنچ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"..... چند لمحوں کے بعد اندر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میرا نام مارگل ہے اور میں عمران کا دوست ہوں۔ کیا عمران موجود ہے"..... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو چند لمحوں کے بعد دروازہ کھل گیا اور ایک نوجوان باہر نکل آیا۔

"نہیں۔ صاحب تو موجود نہیں ہیں۔ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے آپ کو پہلی بار دیکھا ہے"..... نوجوان نے جو عمران کا باورچی سلیمان تھا حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ غور سے مارگل کو دیکھ رہا تھا۔

"ہاں۔ میرا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے اور ہم اکٹھے ہی یونیورسٹی میں پڑھتے رہے ہیں۔ میں بزنس ٹور پر پاکیشیا آیا تھا تو سوچا کہ عمران سے بھی ملتا چلوں۔ وہ کہاں گیا ہے"..... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صاحب کہیں بتا کر نہیں جاتے۔ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں بتا دیں جب صاحب آئیں گے تو انہیں بتا دوں گا"..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے مارگل نے سلیمان کو زوردار انداز میں دھکا دے دیا تو سلیمان بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ سلیمان کو شاید اس بچوئشن کی توقع نہیں تھی۔ مارگل بھی بجلی کی سی تیزی سے فلیٹ میں داخل ہوا اور اس نے دایاں پاؤں مار کر دروازہ ایک دھماکے سے بند کر دیا۔ نیچے گرتے ہی سلیمان نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن مارگل نے اس کی کھوپڑی پر بھرپور ضرب لگائی اور اس بار سلیمان کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے سورج عین اس کی کھوپڑی کے اندر طلوع ہو گیا ہو لیکن پھر یکلخت گہرا اندھیرا اس کے حواس پر چھا گیا۔ مارگل نے سلیمان کا ایک بازو پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا سٹنگ روم میں لے گیا۔ اس نے سلیمان کو کارپٹ پر لٹایا اور مشین پسٹل سنبھالے وہ کمروں میں عمران کو تلاش کرنے لگا۔ اس نے سارے کمرے چیک کر لئے تھے لیکن عمران کسی بھی کمرے میں موجود نہیں تھا۔ سٹنگ روم میں آ کر مارگل نے سلیمان کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر وہ رسی تلاش کرنے لگا۔ اسے کچن سے رسی کا ایک بنڈل مل گیا۔ اس نے رسی سے سلیمان کو کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اس نے ایک کرسی اٹھا کر سلیمان کے سامنے رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔ اس نے سلیمان کا ناک اور منہ بند کر دیا تو چند لمحوں کے بعد اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ مارگل نے اس کا ناک اور منہ چھوڑ دیا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ جس طرح گہرے بادلوں میں بجلی کی چمک لہراتی ہوئی نمودار ہوتی ہے اس طرح سلیمان کے ذہن پر چھائے ہوئے اندھیرے میں بھی روشنی کی لہری نمودار ہوئی اور آہستہ آہستہ اس کا گھپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا شعور روشن ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھلیں اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے مجھے کرسی سے کیوں باندھ دیا ہے۔ کک۔ کک۔ کون ہو تم"..... سلیمان نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے اسے اپنے بندھے ہونے پر یقین ہی نہ آرہا ہو کہ اسے کوئی باندھ بھی سکتا ہے۔

"عمران کہاں ہے"...... مارگل نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے پوچھا۔

"مم۔ مم۔ میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ صاحب مجھے بتا کر نہیں جاتے لیکن تم کون ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم صاحب کے دوست ہو۔ پھر تم نے مجھے کیوں باندھا ہوا ہے۔ کھولو مجھے"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمران کہیں جائے اور تمہیں بتا کر نہ جائے۔ بتاؤ۔ کہاں ہے وہ۔ بولو"...... مارگل نے سرد لہجے میں کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مشین پسٹل نکال کر اسے سلیمان کی پیشانی سے لگا دیا۔ مشین پسٹل دیکھ کر سلیمان کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے اور وہ یوں تھر تھر کانپنے لگا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔

"ارے ارے رکو۔ کہیں مشین پسٹل چلا نہ دینا۔ میری تو ابھی شادی نہیں ہوئی۔ میں نہیں چاہتا کہ میں شادی کی حسرت لئے ہی دنیا سے چلا جاؤں"...... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکواس بند کرو اور مجھے بتاؤ کہ عمران کہاں ہے۔ اگر تم نے اس بار نہ بتایا تو میں تمہاری کھوپڑی میں گولی اتار دوں گا"...... مارگل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل پر دباؤ ڈال دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے سلیمان جھوٹ بولے گا تو وہ مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دے گا۔ مارگل کی بات سن کر سلیمان کے چہرے پر موجود خوف کے تاثرات میں مزید اضافہ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں۔

"پپ۔ پپ۔ پہلے۔ مم۔ مم۔ مشین پسٹل کو ہٹاؤ۔ پھر۔ پھر بتاؤں گا۔ ہٹ۔ ہٹ۔ ہٹاؤ اسے۔ کہیں گولی چل ہی نہ جائے"...... سلیمان نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا تو مارگل کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"لگتا ہے تمہیں اپنی زندگی سے پیار نہیں ہے اس لئے تم نہیں بتانا چاہتے۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی"...... مارگل نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ"...... سلیمان نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ مارگل مشین پسٹل کا ٹریگر دبا پاتا اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارگل بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے مشین پسٹل سلیمان کی پیشانی سے ہٹایا اور دوسرے ہاتھ سے سیل فون نکال کر سکرین پر دیکھنے لگا۔ سکرین پر سوبرز ڈسپلے ہو رہا تھا۔ سوبرز، مارگل کا ماتحت تھا اور مارگل نے اس کی ائیر پورٹ پر ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی۔

"ارے فون سن ہی لو کہیں فون بند ہی نہ ہو جائے"...... سلیمان نے مارگل سے مخاطب ہو کر کہا لیکن مارگل نے گھور کر سلیمان کو دیکھا۔ پھر اس نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا دیا۔

"مارگل بول رہا ہوں سوبرز۔ کوئی خاص بات"...... مارگل نے کہا۔

"باس۔ میں نے تھوڑی دیر پہلے عمران کو اس کے ساتھیوں سمیت ایئر پورٹ پر دیکھا ہے"..... دوسری طرف سے سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مارگل بے اختیار چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا۔ اوہ۔ کتنے لوگ ہیں وہ اور کہاں جا رہے ہیں"..... مارگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ عمران سمیت وہ چار افراد ہیں اور ان میں دو عورتیں بھی شامل ہیں۔ میں نے ایئر پورٹ پر انکوائری کی ہے۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ آران جا رہے ہیں"..... سوبرز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آران جا رہے ہیں۔ وہ آران کیوں جا رہے ہیں۔ وہ ابھی ایئر پورٹ پر موجود ہیں یا طیارہ روانہ ہو چکا ہے"..... مارگل نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ طیارے کو روانہ ہوئے دس منٹ ہو گئے ہیں"..... سوبرز نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس چلے جاؤ"..... مارگل نے کہا اور پھر اس نے کال اینڈ کا بٹن پریس کر کے سیل فون جیب میں واپس رکھ لیا۔

"تمہاری جان بچ گئی ہے ورنہ اب تک تم دوسری دنیا میں پہنچ چکے ہوتے"..... مارگل نے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے مارگل بول رہا ہوں۔ میں نے کرنل پاڈال صاحب سے بات کرنی ہے"..... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ہولڈ کیجئے"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"کرنل پاڈال بول رہا ہوں"..... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے کرنل پاڈال کی آواز سنائی دی۔

"کرنل صاحب۔ میں مارگل بول رہا ہوں۔ میں نے آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں رپورٹ دینی تھی"..... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں بتاؤ۔ کیا رپورٹ ہے"..... دوسری طرف سے کرنل پاڈال کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی تو مارگل نے سوبرز سے ملنے والی رپورٹ دوہرا دی۔ اس نے کرنل پاڈال کو یہ نہیں بتایا کہ وہ اس وقت عمران کے فلیٹ سے ہی اسے فون کر رہا ہے ورنہ کرنل پاڈال ناراض بھی ہو سکتا تھا اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ اسے معاوضہ ہی نہ دے۔

"کیا یہ حتمی رپورٹ ہے کہ وہ آران ہی جا رہے ہیں"..... کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"یس کرنل صاحب۔ یہ حتمی رپورٹ ہے"..... مارگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گروپ کی تعداد کتنی ہے"..... کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"دو مرد اور دو عورتیں"...... مارگل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دو تاکہ میں تمہارا معاوضہ ٹرانسفر کرا دوں"...... کرنل پاڈال نے کہا تو مارگل نے اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دیا تو دوسری طرف سے کرنل پاڈال نے اوکے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا تو مارگل نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے سلیمان کی طرف دیکھا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ارے ارے۔ رکو۔ مجھے تو آزاد کرتے جاؤ۔ رک جاؤ۔ میری بات سنو۔ میں کیسے آزاد ہوں گا۔ رک جاؤ"...... سلیمان نے تیز لہجے میں کہا لیکن مارگل نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ فلیٹ سے نکل کر سیڑھیاں اترتا ہوا اپنی کار میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار گولڈن ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے کیونکہ اسے کرنل پاڈال کی طرف سے بھاری رقم ملنے کی توقع تھی۔

☆......☆......☆

عمران اور اس کے ساتھی اس وقت کافرستان کے دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کے سٹنگ روم میں موجود تھے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی آران سے کافرستان پہنچے تھے۔ وہ سب میک اپ میں تھے۔ عمران کے سامنے میز پر ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور عمران اس پر جھکا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا پوائنٹر تھا جس سے وہ نقشے میں مختلف جگہوں پر دائرے لگانے میں مصروف تھا جبکہ باقی تمام ممبرز خاموش بیٹھے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

عمران نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے دو گروپ بنا دیئے تھے۔ ایک گروپ میں وہ، جولیا، ٹائیگر اور روزی راسکل تھے جبکہ دوسرے گروپ میں صفدر، صالحہ، تنویر اور کیپٹن شکیل تھے۔ دونوں گروپوں کی طیارے میں الگ الگ نشستیں تھیں اور وہ سب الگ الگ گروپ کی صورت میں پہلے آران گئے تھے۔ آران میں انہوں نے ایک دن سٹے کیا تھا اور وہ علیحدہ علیحدہ ہوٹل میں رہے تھے۔ اگلے دن وہ میک اپ میں رات کی فلائٹ سے کافرستان آئے تھے۔ ایسا عمران نے اس لئے کیا تھا کہ اگر کافرستانی ایجنسی ریڈ آئی کے ایجنٹ پاکیشیا میں ان کی نگرانی کر رہے ہوں تو وہ ان کی نظروں میں نہ آ سکیں۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ ناٹران اس وقت کچن میں ان کے لئے چائے بنانے میں مصروف تھا۔ اس نے عمران کو ڈاکٹر کمال اور ان کے فارمولے کے بارے میں معلومات حاصل کر کے دی تھیں۔ ناٹران کے مطابق ڈاکٹر کمال کو کافرستان کی لیبارٹری ون میں بھیجا گیا تھا۔ لیبارٹری ون کافرستان کی بہت بڑی لیبارٹری تھی جہاں کافرستان کے ذہین اور فعال سائنس دان کام کرتے تھے۔ اس لیبارٹری کا انچارج کافرستان کا سینئر سائنس دان ڈاکٹر جگدیش تھا۔ ڈاکٹر جگدیش کے بارے میں ناٹران نے بتایا تھا کہ وہ بوڑھا ہے اور اس نے ڈاکٹر کمال کے دماغ کی سکیننگ کر کے ان کے دماغ سے فارمولا نکال لیا تھا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ ڈاکٹر کمال کو زندہ رکھا گیا تھا یا انہیں ہلاک کر دیا گیا تھا۔

ناٹران نے لیبارٹری ون کے بارے میں بھی معلوم کر لیا تھا۔ لیبارٹری ون کافرستان کے شہر رام پور سے ساٹھ کلو میٹر دور پہاڑی

علاقے بھوشن پور میں زیر سمندر بنائی گئی تھی اور اس کی حفاظت کے لئے وہاں ایک پوائنٹ بنایا گیا تھا جسے کیٹل پوائنٹ کہا جاتا تھا۔ بھوشن پور تمام تر پہاڑی علاقہ تھا۔ اس پہاڑی علاقے کی ایک وادی میں بھوشن پور شہر قدیم دور سے آباد تھا اور وہاں کے رہنے والے لوگ کھیتی باڑی کرتے تھے یا جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر شہر میں فروخت کرتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ بھوشن پور کے جنگلات کافی گھنے تھے جہاں خوفناک درندے بھی بکثرت پائے جاتے تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ نقشے میں کیا تلاش کر رہے ہیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خزانہ"...... عمران نے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا تم یہاں کسی خزانے کی تلاش میں آئے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے عمران کی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"ہاں۔ سنا ہے کہ کافرستان کے جنگلوں میں بھی بے شمار خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ مشن مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ اگر خزانہ بھی تلاش کر لیا جائے تو ایک تیر سے دو شکار ہو جائیں گے۔ اس طرح شاید میری بھی قسمت کھل جائے اور میں راتوں رات کروڑ پتی بن جاؤں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں خزانے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ تم تو جدی پشتی ہی کروڑ پتی ہو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ آپ کیوں مس جولیا کو تنگ کر رہے ہیں۔ آپ انہیں بتائیں نا کہ آپ لیبارٹری دن تک پہنچنے کے لئے ایسا راستہ تلاش کر رہے ہیں جو ہر لحاظ سے محفوظ ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میری کیا مجال۔ مم۔ میں تو۔ مم۔ مذاق کر رہا تھا"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"بہت بدتمیز ہو تم۔ میں چیف سے تمہاری شکایت کروں گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا مت کرنا جولیا ورنہ چیف میرا برا حال کر دیں گے۔ انہوں نے مجھے وارننگ دی تھی کہ اگر میں نے کسی ممبر کو تنگ کیا تو پاکیشیا واپسی پر وہ مجھے مرغا بنا دیں گے"...... عمران نے معصوم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو سب ہنس پڑے۔ اسی لمحے ناٹران ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ایک بڑا فلاسک اور دس پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔

"تم بیٹھ جاؤ۔ میں چائے بناتی ہوں"...... صالحہ نے ناٹران سے کہا تو ناٹران نے شکریہ کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ صالحہ فلاسک اٹھا کر پیالیوں میں چائے ڈالنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سب چائے پینے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے۔

"کیا آج خلاف معمول ٹائیگر اور روزی راسکل کیوں خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا ان کے درمیان پھر لڑائی ہوئی ہے"...... صالحہ نے ٹائیگر اور روزی راسکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو واقعی بالکل ہی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ عمران ان کے ساتھ تھا اس لئے راستے میں بھی وہ خاموش ہی رہے تھے۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے اس سے بات کرنے کا"...... ٹائیگر نے کہا تو روزی راسکل کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

"مجھے بھی تم سے بات کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ میں مری نہیں جا رہی"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اب دونوں پھر شروع ہو گئے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ آپ اس کو کیوں مشن پر ساتھ لائے ہیں"...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہیں میرے مشن پر آنے پر کیوں اعتراض ہے۔ بولو۔ جواب دو۔ میں تمہارے استاد کے ساتھ آئی ہوں تمہارے ساتھ نہیں اور تم کون ہوتے ہو اعتراض کرنے والے"...... روزی راسکل نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر اور روزی راسکل کی نوک جھونک سے عمران کے ساتھی خاصے محظوظ ہو رہے تھے۔

"مجھے اعتراض کرنے کا حق ہے کیونکہ میں اپنے باس کا شاگرد ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں خاموش ہو جاؤ"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں خاموش ہو گئے البتہ ایک دوسرے کو غصیلی نظروں سے ضرور دیکھ رہے تھے۔

"میرا مشورہ ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے سے لڑنا جھگڑنا بند کر کے اچھے دوست بن جاؤ"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس سے دوستی کرنے سے بہتر ہے کہ میں خودکشی کر لوں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ روزی راسکل، ٹائیگر کو جواب دینا ہی چاہتی تھی لیکن وہ عمران کو دیکھ کر خاموش ہو گئی اور اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ناٹران۔ کیا تم کبھی بھوشن پور گئے ہو"...... عمران نے چائے سپ کرتے ہوئے ناٹران سے پوچھا۔

"ہاں عمران صاحب۔ ایک بار گیا تھا"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کسی ایسے خفیہ راستے کے بارے میں جانتے ہو جس سے ہم بھوشن پور میں داخل ہو سکیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ایک خفیہ راستے کے بارے میں جانتا ہوں لیکن اس راستے سے آپ کو بھوشن پور تک پیدل ہی سفر کرنا پڑے گا"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سا راستہ ہے۔ اس نقشے میں دیکھ کر بتاؤ"...... عمران نے کہا تو ناٹران اپنی جگہ سے اٹھ کر عمران کے قریب آ گیا۔ وہ کارپٹ پر بیٹھ گیا اور نقشے کو غور سے دیکھنے لگا۔

"یہاں ایک چھوٹا سا ٹاؤن ہے جسے اعظم گڑھ کہا جاتا ہے۔ اعظم گڑھ سے ایک راستہ بھوشن پور جاتا ہے جو کافی عرصے سے

ویران ہے۔ اس راستے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس راستے پر بھوتوں نے بسیرا کیا ہوا ہے اس لئے اس راستے پر لوگوں کی آمد ورفت نہیں ہے۔ اگر اس راستے سے بھوشن پور کی طرف جایا جائے تو میرا خیال ہے کہ آپ بہت جلد بھوشن پور پہنچ جائیں گے کیونکہ وہاں سے فاصلہ چالیس کلو میٹر کا رہ جاتا ہے"...... ناٹران نے نقشے پر پوائنٹر سے نشان لگاتے ہوئے کہا۔ عمران غور سے اس نشان کو دیکھ رہا تھا جس پر ناٹران نے نشان لگایا تھا۔

"اس کے علاوہ کوئی اور راستہ ہے جہاں سے ہم بھوشن پور پہنچ سکیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ عمران صاحب۔ اس کے علاوہ ایک راستہ روپال پور سے بھوشن پور جاتا ہے۔ روپال پور کی سرحد وادی مشکبار سے ملتی ہے۔ آپ کو پہلے وادی مشکبار کی سرحد پر جانا ہوگا۔ وہاں سے ایک راستہ بھوشن پور کی طرف جاتا ہے۔ لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ روپال پور والا راستہ کافی طویل ہے اور آپ نظروں میں بھی آ سکتے ہیں کیونکہ وہاں چیک پوسٹیں بھی موجود ہیں جہاں کافرستانی ایئر فورس کا قبضہ ہے"...... ناٹران نے ایک بار پھر تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ جو بھی ہو ہمیں بھوشن پور لیبارٹری ون تک پہنچنا ہی ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا راستوں کے جھمیلوں میں پڑ گئے ہو۔ سیدھے راستے سے ہم بھوشن پور جاتے ہیں۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ وہ سب تنویر کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ ڈائریکٹ ایکشن کرنے والا ایجنٹ ہے۔

"اوکے ناٹران۔ تمہارا شکریہ۔ تم اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ جاؤ"...... عمران نے ناٹران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا تو ناٹران اٹھ کر اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔

"کیا تم بیٹھے یہاں باتیں ہی کرتے رہو گے یا مشن پر بھی کام کرو گے۔ پہلے ہی بہت وقت ضائع ہو چکا ہے"...... تنویر نے ایک بار پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تنویر تم بھول رہے ہو کہ چیف نے کہا تھا کہ ہم نے عمران صاحب کا آرڈر چیف کا آرڈر سمجھ کر ماننا ہے۔ تم جانتے ہو کہ عمران صاحب کس انداز میں کام کرتے ہیں اس لئے تم مداخلت نہ کرو۔ وہ اب بھی بھوشن پور تک پہنچنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر رہے ہیں"...... صالحہ نے فوراً ہی عمران کی حمایت میں بولتے ہوئے کہا تو عمران نے مسکراتی ہوئی نظروں سے تنویر کی طرف دیکھا۔

"میں یہ سب تمہارے لئے تو کر رہا ہوں تاکہ تم اس مشن میں تمہیں ایکشن کرنے کے مواقع ملیں۔ تم ہر بار یہی کہتے رہتے ہو کہ تمہیں کسی بھی مشن میں ایکشن کے مواقع بہت کم ملتے ہیں۔ سارا کام تو میں کر جاتا ہوں اور تم صرف خالی ڈھول پیٹتے رہ جاتے ہو اس لئے میں نے یہ پلاننگ کی ہے۔ میری پلاننگ کے مطابق ہم نے دو گروپس کی صورت میں بھوشن پور پہنچنا ہے۔ ایک گروپ اعظم گڑھ کے راستے سے بھوشن پور کی طرف جائے گا اور دوسرا گروپ روپال پور کے راستے سے جائے گا البتہ ہمارے گروپ ویسے ہی رہیں گے۔ ہم

میں سے جو گروپ بھی بھوشن پور پہنچ جائے وہ زیر سمندر لیبارٹری وان کو تلاش کرے گا"...... عمران نے کہا تو تنویر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی جیسے اسے من پسند چیز مل گئی ہو۔

"تمہارا شکریہ عمران۔ کم سے کم میرے ہاتھ پاؤں تو کھل جائیں گے"...... تنویر نے عمران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے میرے ہاتھ نہ باندھنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ اس بارے میں بھی سنجیدگی سے سوچو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاتھ باندھنے کی تمہاری یہ خواہش میرے ہوتے ہوئے تو کبھی پوری نہیں ہو سکتی البتہ میں مر جاؤں گا تو تمہارے راستے میں کوئی نہیں ہوگا"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تنویر۔ یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو"...... جولیا نے تنویر کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہن کو بھائی کے مرنے کی بات پر کیسے ٹھیس پہنچی ہے"...... عمران نے کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ یہ ہاتھ باندھنے والی بات میری سمجھ میں نہیں آئی"...... ناٹران نے پوچھا۔

"ہاتھ باندھنے سے مراد شادی کے بندھن میں بندھنا ہے۔ تم شاید رسی سے ہاتھ باندھنا سمجھ رہے تھے"...... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو ناٹران بھی ہنس پڑا۔

"بالکل میں نے یہی سمجھا تھا"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"صفدر کے ہاتھ بھی بندھتے بندھتے رہ گئے تھے۔ کیوں صفدر"...... عمران نے شرارت آمیز نظروں سے صالحہ اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ پلیز۔ کیوں آپ بار بار ایسی باتیں کر کے مجھے شرمندہ کرنا چاہتے ہیں"...... صفدر کے بولنے سے پہلے ہی صالحہ بول پڑی تو وہ سب ہنس پڑے۔

"اوکے۔ نہیں بات کرتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا البتہ اس نے ایک نظر صفدر کی طرف دیکھا تھا جو دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔

"ناٹران۔ گاڑیاں تیار ہیں"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں عمران صاحب۔ آپ کے آنے سے پہلے ہی میں نے دو گاڑیوں کا بندوبست کر لیا تھا۔ ان میں اسلحہ بھی رکھ دیا ہے"...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔ چلو اب ہم اپنے مشن پر روانہ ہو جائیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ باقی افراد بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

☆......☆......☆

بلیو کلر کی ایک کار مناسب رفتار سے سڑک پر دوڑتی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر سنیل پانڈے موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر اس کی منگیتر انوشکا پوری بیٹھی ہوئی تھی۔ سنیل پانڈے اور انوشکا پوری دونوں نے اپنی اپنی آنکھوں پر میک اپ چیک کرنے والی کانٹیکٹ لینز لگائی ہوئی تھیں۔

دو روز پہلے کرنل پاڈال نے انہیں اور ریڈ آئی ایجنسی کے دیگر ایجنٹوں کو ہیڈ کوارٹر میں طلب کر کے ایک میٹنگ کی تھی۔ میٹنگ میں کرنل پاڈال نے بتایا تھا کہ اسے پاکیشیا سے رپورٹ ملی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ آران روانہ ہو گیا ہے۔ آران میں چونکہ ریڈ آئی ایجنسی کا ایجنٹ جس کا نام جگجیت تھا موجود تھا اس لئے کرنل پاڈال نے جگجیت کو حکم دیا کہ عمران اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ آران آ رہا ہے وہ ایئر پورٹ پر پہنچ جائے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کرے کہ وہ آران میں کہاں جاتے ہیں۔ اس نے گروپ کی تعداد کا بھی بتا دیا تھا۔ جگجیت نے آران میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدید مشینری نگرانی کی پھر کل رات جگجیت نے کرنل پاڈال کو رپورٹ دی کہ عمران اور اس کے ساتھی جن کی تعداد چار ہے ایک ہوٹل میں موجود تھے اور پھر وہ ہوٹل سے اچانک ہی غائب ہو گئے ہیں۔ اس نے ایئر پورٹ جا کر معلوم کیا تو چار افراد کافرستان جانے والی فلائٹ میں سوار ہوئے ہیں اس لئے کرنل پاڈال سمجھ گیا تھا کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کافرستان آ رہا ہو گا اس لئے اس نے فوری طور پر تین ٹیمیں تشکیل دی تھیں۔ ایک ٹیم رہائشی کالونیوں میں کرائے پر حاصل کی جانے والی کوٹھیوں میں رہائش پذیر افراد کے کوائف چیک کر رہی تھی۔ دوسری ٹیم بس ٹرمینل، ریلوے اسٹیشن پر مسافروں کی چیکنگ کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ تیسری ٹیم دارالحکومت کے ہوٹلوں، کلبوں اور ریسٹورنٹس میں رہائش پذیر مسافروں کے کوائف چیک کرنے پر مامور تھی۔ ہر ٹیم میں بیس افراد شامل تھے جنہیں میک اپ چیک کرنے والی جدید کانٹیکٹ لینز دی گئی تھیں۔ سنیل پانڈے چونکہ ریڈ آئی ایجنسی میں سینئر سیکرٹ ایجنٹ تھا اس لئے کرنل پاڈال نے ان تینوں ٹیموں کا انچارج اسے بنایا تھا اور سب ایجنٹ اسے ہی رپورٹ کرنے کے پابند تھے لیکن ابھی تک کسی نے بھی اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اطلاع نہیں دی تھی۔ کرنل پاڈال نے سب کو یہی ہدایت کی تھی کہ عمران کے ساتھ دو لڑکیاں اور ایک مرد ہے اس لئے چار افراد کے گروپ کو فوکس رکھنا ہے۔ اس کے علاوہ کرنل پاڈال نے لیبارٹری ون کی حفاظت کے لئے بھی ریڈ آئی ایجنسی کے دوسرے سپر ایجنٹ راجندر کو مامور کر دیا تھا جس نے بھوشن پور پہنچ کر لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ اس کے ساتھ بیس افراد تھے۔ سنیل پانڈے اور انوشکا پوری نے اب تک دس ہوٹلز اور کلب چیک کر لئے تھے لیکن انہیں ایسے کسی بھی گروپ کا معلوم نہیں ہو سکا تھا جو دو لڑکیوں اور دو مردوں پر مشتمل تھا۔ اب مزید دو گھنٹے ہو گئے تھے لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ انوشکا پوری کے چہرے پر بے زاری کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ بور ہو رہی ہو۔ وہ کافی دیر سے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ سنیل پانڈے نے بھی انوشکا پوری کے چہرے کے تاثرات دیکھ لئے تھے اور اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی۔

"میرا خیال ہے تم بور ہو رہی ہو۔ موسیقی چلا لو"...... سنیل پانڈے نے انوشکا پوری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں یونہی سڑکوں کی خاک چھانتے رہیں گے"..... اتوشکا پوری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سنیل پانڈے بے اختیار ہنس پڑا۔

"ظاہر ہے جب تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم نہیں ہو جاتا ہمیں سڑکوں کی خاک چھاننا ہوگی"..... سنیل پانڈے نے مسکراتے ہوئے کہا تو اتوشکا پوری نے منہ بنا لیا۔

"پتہ نہیں عمران اور اس کے ساتھی کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کافرستان آئے بھی ہیں یا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آرام سے موجود ہوں اور ہم پاگلوں کی طرح انہیں یہاں تلاش کرتے پھر رہے ہوں"..... اتوشکا پوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کافرستان پہنچ چکے ہوں۔ بہر حال انہوں نے کافرستان آنا ہے اور یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم انہیں تلاش کریں"..... سنیل پانڈے نے کہا تو اتوشکا پوری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا اب چپ ہو جاؤ۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے اس لئے پہلے مجھے کسی اچھے سے ہوٹل میں کھانا کھلاؤ۔ بعد میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر لیں گے"..... اتوشکا پوری نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو سنیل پانڈے بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت بہتر میڈیم اتوشکا پوری"..... سنیل پانڈے نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور ایک ہوٹل کی پارکنگ میں موڑ دی۔ کھانا کھانے کے بعد وہ ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں نکل پڑے۔ اتوشکا پوری نے ہلکی ہلکی موسیقی بھی چلا دی تھی۔

"اب ہم کہاں جا رہے ہیں"..... اتوشکا پوری نے سنیل پانڈے سے پوچھا۔ اس سے پہلے کہ سنیل پانڈے اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اسی لمحے سنیل پانڈے کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں موجود سیل فون نکال کر اس کی اسکرین پر دیکھا تو اسکرین پر راجیش کا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ راجیش بھی ریڈ آئی ایجنسی کا ایجنٹ تھا۔ سنیل پانڈے نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس راجیش۔ سنیل پانڈے بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات"..... سنیل پانڈے نے کہا۔

"سنیل صاحب۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر لیا ہے"..... دوسری طرف سے راجیش کی آواز سنائی دی تو سنیل پانڈے بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ کیسے۔ تفصیل بتاؤ"..... سنیل پانڈے نے کار کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا اور پھر کار کو سڑک کے کنارے پر روک لیا۔ اس نے سیل فون کا لاؤڈر بھی آن کر دیا تھا تا کہ اتوشکا پوری بھی راجیش کی بات سن سکے۔ اتوشکا پوری بھی الرٹ ہو کر سنیل پانڈے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"سنیل صاحب۔ میں اپنے گروپ کے ساتھ ایئر پورٹ پر موجود تھا کہ میں نے چار افراد کو دیکھا جن میں دو مرد اور دو عورتیں شامل

تھیں۔ میں نے ایک بار عمران کو دیکھا تھا اس لئے میں عمران کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ اس کا قد و قامت اور چال ڈھال مجھے معلوم ہے اس لئے ان دو مردوں میں یقیناً ایک عمران ہی تھا۔ بہر حال وہ چاروں ایئر پورٹ سے نکلنے کے بعد ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر رام کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو ایک میں چلے گئے۔ ان چاروں کے کوٹھی میں جانے کے تھوڑی دیر بعد ایک اور ٹیکسی بھی وہاں پہنچ گئی۔ اس ٹیکسی میں بھی چار افراد سوار تھے۔ ایک عورت اور تین مرد۔ وہ چاروں بھی اسی کوٹھی میں چلے گئے"...... دوسری طرف سے راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف کو تو پاکیشیا سے یہی اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ آران گیا ہے۔ پھر وہ چار افراد کون ہو سکتے ہیں۔ کہیں تمہیں غلط فہمی تو نہیں ہوئی"...... سنیل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں پانڈے صاحب۔ مجھے غلط فہمی نہیں ہوئی۔ وہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ہمیں دھوکا دینے کے لئے دو ٹیموں کی صورت میں یہاں آئے ہوں"...... راجیش نے جواب دیا تو سنیل پانڈے بے اختیار چونک پڑا۔ اسے تو اس بات کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔

"اوہ۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے۔ اوکے۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت پوری کالونی کو گھیر لو اور اس کوٹھی پر نظر رکھو۔ میں وہیں پہنچ رہا ہوں۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کہیں جانے لگے تو بے شک تم نے انہیں گولیوں سے اڑا دینا ہے۔ کسی کو زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ اگر کوئی زندہ بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر تم زندہ نہیں رہ پاؤ گے"...... سنیل پانڈے نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... راجیش نے جواب دیا تو سنیل پانڈے نے کال منقطع کر دی۔ پھر اس نے نمبرنگ آپشن میں جا کر ایک نمبر سلیکٹ کیا اور کال یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔

"جگی بول رہا ہوں سنیل صاحب"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

"جگی۔ فوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ رام کالونی پہنچو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ رام کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو ایک میں موجود ہیں۔ راجیش وہاں پہلے سے موجود ہے اور ہم بھی وہیں پہنچ رہے ہیں۔ تم نے کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والے گیس کیپسول فائر کر دینے ہیں۔ اگر کوئی وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے تو اسے گولیوں سے بھون ڈالنا"...... سنیل پانڈے نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سنیل صاحب"...... جگی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سنیل پانڈے نے سیل فون آف کر کے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

"اب آئے گا مزہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس چوہوں کی طرح چوہے دان میں پھنس گئی ہے"...... سنیل پانڈے نے یوں خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے چھوٹا سا بچہ کھلونے مل جانے پر خوش ہوتا ہے۔ پھر اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ انوشکا پوری کے چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ رام کالونی میں پہنچ گئے۔ رام کالونی کو چاروں طرف سے ریڈ آئی ایجنسی کے

ایجنٹوں نے گھیرا ہوا تھا۔ کوٹھی نمبر چار سو ایک کے قریب ایک جیپ کھڑی تھی۔ چنگی اور راجیش بھی وہاں موجود تھے۔ ان کے ساتھ دس کمانڈوز بھی موجود تھے جنہوں نے مشین گنیں اٹھائی ہوئی تھیں۔ سنیل پانڈے نے کار سڑک کی ایک سائیڈ پر روک دی۔ پھر وہ اور انوشکا پوری دونوں کار سے باہر نکل آئے۔ راجیش اور چنگی نے بھی ان دونوں کو دیکھ لیا تھا اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ان کی طرف آنے لگے۔

"کیا تم نے کوٹھی میں گیس کیپسول فائر کر دیئے ہیں"...... سنیل پانڈے نے ان دونوں کے قریب پہنچتے ہی چنگی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے ابھی دو گیس کیپسول فائر کر دیئے ہیں اور اب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس یقیناً بے ہوش بھی ہو چکی ہو گی"...... چنگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم دیوار کود کر اندر جاؤ اور گیٹ کھولو تا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بے ہوشی کے عالم میں ہی خاتمہ کیا جا سکے"...... سنیل پانڈے نے کہا تو چنگی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ کے قریب پہنچتے ہی اس نے جمپ کیا اور بندر کی سی پھرتی کے ساتھ گیٹ پر چڑھتا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دوسری طرف کود گیا۔ اس نے گیٹ کھول دیا تو سنیل پانڈے اور انوشکا پوری اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوٹھی کی طرف بڑھ گئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھے اور وہ انتہائی چوکنا دکھائی دے رہے تھے۔

☆......☆......☆

عمران اور اس کے ساتھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ عمران یکلخت رک گیا تو اس کے ساتھی بھی بے اختیار چونک کر رک گئے۔

"کیا ہوا۔ کیوں رک گئے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ایک منٹ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... صفدر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں عمران سے پوچھا مگر عمران نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو جولیا اور دیگر ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران کو سنک سنک کی ہلکی سی آوازیں سنائی دی تھیں۔ ایسے لگتا تھا کہ کسی نے باہر سے بے ہوش کر دینے والے گیس کیپسول فائر کئے ہیں۔

"کچھ بتاؤ گے بھی یا خاموش ہی رہو گے"...... جولیا نے جھلاتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ہمیں بے ہوش کرنے کے لئے گیس کیپسول فائر کئے گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو سب کے چہروں پر حیرت بھرے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ کس نے گیس کیپسول فائر کئے ہوں گے"...... جولیا نے بے ساختہ کہا۔

"میرے سسرال والوں نے گیس کیپسول فائر کئے ہوں گے تاکہ میں شادی سے پہلے کہیں فرار نہ ہو جاؤں"..... عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی لیکن جولیا کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سیدھے منہ کبھی بھی جواب نہ دینا۔ یہ تمہاری بہت بری عادت ہے"..... جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"اور اس کی یہ عادت کبھی بدلے گی بھی نہیں"..... تنویر نے بھی جولیا کی تائید میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میری عادت بدل سکتی ہے اگر تم چاہو تو"..... عمران نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ پلیز"..... صفدر نے کہا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ اگر اس نے مداخلت نہ کی تو عمران، تنویر کو تنگ کرنے سے باز نہیں آئے گا اور تنویر کو غصہ آ جاتا تھا۔

"جلدی سے اینٹی بائیوٹک گیس کیپسول کھا لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے سمیت تم سب ہی بے ہوش ہو جاؤ"..... عمران نے کہا تو سب نے اپنی اپنی جیبوں میں سے اینٹی بائیوٹک گیس کیپسول نکال کر منہ میں ڈال لئے۔ اب وہ بے ہوش کر دینے والی گیس سے بے ہوش نہیں ہو سکتے تھے۔ چند لمحوں کے بعد ان سب کو نامانوس سی گیس محسوس ہوئی لیکن وہ بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ وہ سب حواس میں تھے۔ چونکہ کوٹھی کا مین گیٹ کمرے کی کھڑکی سے دکھائی دے رہا تھا اس لئے عمران کھڑکی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد انہیں ایک نوجوان دکھائی دیا جو نہایت ہی پھرتیلی کے ساتھ گیٹ پر چڑھ کر اندر کود آیا تھا۔ پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر گیٹ کھول دیا اور اسی لمحے ایک لڑکی اور پانچ مرد ہاتھوں میں مشین پسٹل تھامے کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ سب سے آگے وہ لڑکی اور ایک نوجوان تھے۔

"یہ سنیل پانڈے ہے ریڈ آئی کا سپر ایجنٹ اور وہ لڑکی اس کی منگیتر ہے۔ اس کا نام انوشکا پوری ہے"..... نادران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم سب مختلف کمروں کو چیک کرو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی کمرے میں بے ہوشی کی حالت میں موجود ہو گی"..... سنیل پانڈے نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی کوٹھی کے مختلف حصوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"عمران صاحب۔ آپ بھی کچھ کریں گے یا ہاتھ پر ہاتھ دھرے کھڑے رہیں گے"..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے"..... عمران نے پوچھا۔

"ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالو اور کیا کرو گے"..... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ لیکن سنیل پانڈے اور انوشکا پوری کو ہلاک نہیں کرنا۔ میں نے انہیں زندہ پکڑنا ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ سب تیزی سے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان سب نے اپنے اپنے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔ عمران اور کے ساتھیوں نے باہر جاتے ہی دوڑتے ہوئے ادھر ادھر پھیل کر اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھال لی تھیں اور پھر فائرنگ

کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹوں نے بھی لان اور دوسری جگہوں پر اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھال لی تھیں اور وہ بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے۔ فائرنگ کا یہ مقابلہ خاصی دیر تک جاری رہا اور بلیک ایجنسی کے کئی ایجنٹ مارے گئے تھے لیکن ابھی تک سنیل پانڈے اور انوشکا پوری نہیں پکڑے گئے تھے۔ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ بھی خاصے تربیت یافتہ تھے۔ عمران راہداری میں ایک ستون کے پیچھے موجود تھا۔ اسے لان کی دائیں سائیڈ پر تنویر دکھائی دیا جو ریڈ آئی کے ایجنٹوں پر مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ عمران ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اسے جھاڑیوں کے پیچھے ایک نوجوان دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل سے تنویر کو نشانہ بناتا عمران نے اس پر فائر جھونک دیا۔ گولی اس نوجوان کی پیشانی میں لگی اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر ہی جھاڑیوں میں گر گیا۔ عمران ستون کی اوٹ سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ راہداری کے کونے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ یکلخت اس کے سامنے ایک نوجوان آ گیا۔ اس نے جب عمران کو دیکھا تو اس سے پہلے کہ وہ عمران پر فائر جھونکتا، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے زمین پر بیٹھ کر اس پر فائرنگ جھونک دی۔ گولی اس نوجوان کی پیشانی میں لگی اور وہ بھی کوئی آواز نکالے بغیر فرش پر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ عمران کھڑا ہوا اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

پورچ میں جدید ماڈل کی دو کاریں موجود تھیں۔ پورچ کے ساتھ ہی گھاس کا لان تھا۔ راہداری مڑتے ہی عمران کو راہداری کے کونے میں دیوار کی اوٹ میں سنیل پانڈے کھڑا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں سیل فون تھا اور وہ تیزی سے نمبر پریس کرنے میں مصروف تھا۔ چونکہ عمران اسے زندہ پکڑنا چاہتا تھا اس لئے عمران نے اس پر فائر نہ کھولا۔ نمبر ملانے کے بعد سنیل پانڈے نے سیل فون اپنے کان سے لگا لیا۔

”ہیلو باس۔ میں سنیل پانڈے بول رہا ہوں۔ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا ہے اور ہمارا ان سے مقابلہ ہو رہا ہے۔ ہمارے کئی ایجنٹ ان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ اس لئے آپ جلد سے جلد مزید ایجنٹ بھیج دیں۔ یس باس۔ کوٹھی نمبر چار سو ایک رام کالونی۔ اوکے باس“..... سنیل پانڈے نے کہا اور اس نے سیل فون اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھر جیسے ہی اس نے مڑ کر راہداری میں دیکھا تو اس نے عمران پر فائر جھونک دیا لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے واپس راہداری کے کونے میں ہو گیا تھا جس کے باعث گولی دیوار کو لگی تھی۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو گولی اس کے دائیں بازو میں لگ جاتی۔ عمران نے یکلخت راہداری کے درمیان میں کھڑے ہو کر سنیل پانڈے پر فائر جھونک دیا لیکن سنیل پانڈے بھی انتہائی پھرتیلا ایجنٹ تھا وہ بھی یکلخت دیوار کی اوٹ میں ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ عمران کی گولی کا نشانہ بننے سے رہ گیا تھا اور گولی دیوار میں پیوست ہو گئی تھی جس سے اس کا پلستر اکھڑ گیا تھا۔ عمران چند لمحے دیوار کی اوٹ میں چھپا رہا پھر اس نے راہداری میں جھانکا تو دوسرے ہی لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ راہداری کی دوسری طرف سنیل پانڈے موجود نہیں تھا۔ عمران چند لمحے راہداری میں دیکھتا رہا پھر وہ راہداری میں داخل ہوا اور راہداری میں دوڑتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا۔ وہاں سنیل پانڈے موجود نہیں تھا۔ عمران حیران ہو رہا تھا کہ سنیل پانڈے کہاں غائب ہو گیا ہے۔ اسی لمحے صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، ٹائیگر اور نعمان وہاں پہنچ گئے۔

”عمران صاحب۔ ریڈ آئی ایجنسی کے تمام ایجنٹ مارے گئے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

"یہ خواتین کہاں چلی گئی ہیں"...... عمران نے پوچھا ہی تھا کہ اسی لمحے ایک سائیڈ سے نکل کر جولیا، روزی راسکل اور صالحہ آ گئیں۔

"سنیل پانڈے اور اوشا پوری بھی مارے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ سنیل پانڈے اور اوشا پوری دونوں فرار ہو گئے ہیں"...... نا ٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ انہیں فرار نہیں ہونا چاہئے تھا۔ بہر حال اب یہاں سے نکل چلو۔ سنیل پانڈے نے اپنے مزید ساتھیوں کو یہاں کال کر لیا ہے اور وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کاروں کی طرف بڑھ گئے۔ عمران، جولیا، ٹائیگر اور روزی راسکل ایک کار میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران بیٹھ گیا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھ گئی تھی۔ ٹائیگر اور روزی راسکل پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے تھے۔ دوسری کار میں صفدر، کیپٹن شکیل، صالحہ، تنویر اور نا ٹران سوار ہو گئے۔ صفدر ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا اور صالحہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی تھی جبکہ کیپٹن شکیل، تنویر اور نا ٹران پچھلی سیٹ پر براجمان تھے۔ دوسرے ہی لمحے دونوں کاریں تیز رفتاری سے مین گیٹ کی طرف بڑھتی گئیں۔ پھر جیسے ہی دونوں کاریں کوٹھی سے نکل کر سڑک پر آئیں تو اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ان دونوں کاروں پر فائرنگ ہونے لگی۔ ان کی کاروں کے عقبی شیشے ٹوٹ کر بکھر گئے تھے۔ کوٹھی سے تھوڑے فاصلے پر دو کاریں موجود تھیں اور ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ کاروں کی اوٹ میں ہو کر ان پر مشین گنوں سے فائرنگ کر رہے تھے۔ روزی راسکل اور ٹائیگر بھی مسلح افراد پر فائرنگ کرنے لگے۔ انہوں نے چند مسلح افراد کو تو ڈھیر کر دیا تھا لیکن باقی مسلح افراد کاروں کی اوٹ میں چھپنے کی وجہ سے بچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے کار کا رخ یکلخت دائیں طرف موڑا اور دوسرے ہی لمحے کار کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح آگے بڑھتی چلی گئی۔ صفدر نے بھی کمال مہارت سے کار موڑی تھی اور وہ بھی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی عمران کی کار کے پیچھے بڑھتی گئی۔ عمران نے بیک ویو مرر میں دیکھا تو ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ بھی کاروں میں سوار ہو رہے تھے اور پھر وہ دونوں کاریں بھی ان کی کاروں کے پیچھے آنے لگیں۔ چونکہ کالونی کی سڑکوں پر اکا دکا ہی لوگ موجود تھے اس لئے عمران اور صفدر کاریں انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑا رہے تھے۔ دوسرے ہی لمحے ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ ایک بار پھر ان کی کاروں پر فائرنگ کرنے لگے۔ عمران کے ساتھی بھی کار کی کھڑکیوں سے ریڈ آئی ایجنسی کی کاروں پر فائرنگ کر رہے تھے۔ اچانک ایک دھماکہ ہوا اور ریڈ آئی ایجنسی کی ایک کار کے پرخچے اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ البتہ دوسری کار کا ڈرائیور کار پر کنٹرول نہ رکھ سکا تھا اس لئے وہ کار بھی بجلی کی سی تیزی سے ایک کوٹھی کی دیوار سے ٹکرا گئی تھی اور دیوار توڑتی ہوئی کوٹھی کے اندر چلی گئی تھی۔ سامنے موڑ تھا اور سڑک دائیں بائیں جا رہی تھی۔ جیسے ہی عمران کی کار موڑ کے قریب پہنچی تو اسی لمحے ایک کار چرچراہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی سامنے آ کر رک گئی۔ اس کار میں مسلح افراد سوار تھے جنہوں نے عمران کی کار پر فائرنگ شروع کر دی تھی لیکن چونکہ عمران کی کار ان کی کار کے قریب پہنچ چکی تھی اس لئے عمران نے کار نہ روکی اور اس کی کار ایک دھماکے سے سامنے کھڑی کار میں جا لگی۔ دوسرے ہی لمحے کار گھسٹتی ہوئی پہلے فٹ پاتھ سے ٹکرائی اور پھر فٹ پاتھ پر چڑھتی ہوئی الٹ گئی۔ اسی لمحے دھماکوں کی تیز آواز کے ساتھ ہی دوسری کار بھی فٹ پاتھ پر الٹی ہوئی کار کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ سامنے سے ایک اور کار آ گئی۔ وہ کار بھی اسی طرح ایک سائیڈ سے نکل کر سامنے آئی تھی۔ اس کار میں بھی مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے عمران کی کار اور صفدر کی کار پر فائرنگ شروع کر دی تھی۔ اس بار گولیوں نے عمران اور صفدر کی کاروں کی ونڈ سکرینیں توڑ دی تھیں۔ عمران نے تو کار کو یکدم ہی دائیں سائیڈ پر موڑ دیا تھا جبکہ جولیا، روزی راسکل اور ٹائیگر یکلخت جھک گئے تھے اور انہوں نے بھی مشین پسٹلز والے ہاتھ اوپر کر کے مسلح افراد پر فائرنگ کی تھی۔ گولیاں دو مسلح افراد کو لگی تھیں جبکہ باقی مسلح افراد نیچے ہو گئے تھے جس کی وجہ سے گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ اسی لمحے عمران کی کار پر بم پھینکا گیا۔ چونکہ عمران نے ایک آدمی کو بم پھینکتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے اس بار بھی کار نہ روکی اور اس کا رخ دائیں طرف کیا تو بم اس کی کار کے قریب سے زمین پر گرا اور ایک زوردار دھماکہ سنائی دیا۔ دھماکے کے ساتھ ہی وہ تیز دھواں پھیل گیا تھا۔ صفدر نے اپنی کار بائیں طرف موڑی تھی اس لئے وہ بھی بم کی زد میں نہیں آئے تھے۔ عمران نے اپنی کار کی سپیڈ بڑھا دی اور دوسرے ہی لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کار کی عقب والی سائیڈ میں اپنی کار مار دی۔ مسلح افراد کی کار یکلخت اچھلی اور الٹ کر دور تک گھسٹتی چلی گئی۔ عمران انتہائی مہارت سے نہ صرف کار چلا رہا تھا بلکہ وہ خود کو بھی فائرنگ سے بچا رہا تھا۔ عمران نے بیک ویو مرر میں دیکھا تو الٹی ہوئی کار میں سے چند مسلح افراد نکل کر ان پر فائرنگ کر رہے تھے لیکن عمران اور صفدر دونوں کی کاریں فائرنگ رینج سے باہر نکل آئی تھیں۔

رام کالونی سے نکلنے کے بعد عمران نے کار کا رخ مضافاتی علاقے کی طرف موڑ دیا۔ دور نزدیک کھیتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ صفدر کی کار بھی اس کی کار کے پیچھے آ رہی تھی۔

”عمران۔ آج تو کسی ایکشن مووی کا سین لگ رہا تھا“...... روزی راسکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم سب ٹھیک تو ہو نا“...... عمران نے ان سب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”ہاں۔ ہم ٹھیک ہیں۔ تم بھی ٹھیک ہو نا“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے کیا ہونا ہے۔ ایک دو گولیاں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں“...... عمران نے جواب دیا۔

”کبھی کبھی ایک دو گولیاں بھی انسان کی موت کے لئے کافی ہوتی ہیں“...... روزی راسکل نے کہا۔

”ہاں۔ بشرطیکہ وہ گولی اگر میٹھی ہو اور جولیا مجھے اپنے ہاتھوں سے کھلائے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو روزی راسکل بے اختیار چونک پڑی۔

”میٹھی گولی۔ کیا مطلب“...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ٹائیگر سے پوچھ لو۔ یہ تمہیں بہتر انداز میں سمجھا سکتا ہے“...... عمران نے جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”میں اس کے منہ ہی نہیں لگنا چاہتا“...... روزی راسکل کے بولنے سے پہلے ہی ٹائیگر نے کہا۔

”دیکھو عمران۔ تمہارا شاگرد پھر مجھے غصہ دلا رہا ہے۔ اسے سمجھاؤ ورنہ یہ کسی دن میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جائے گا“......

روزی راسکل نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا بکواس کر رہی ہو۔ اگر تم عورت ذات نہ ہوتی تو میں تمہاری گردن توڑ دیتا''...... ٹائیگر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے ٹائیگر۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیوں ہائپر ہو رہے ہو''...... عمران نے جلدی سے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اگر اس نے ٹائیگر کو نہ روکا تو وہ واقعی روزی راسکل کی گردن توڑ دے گا۔

''باس۔ آپ اسے سمجھائیں۔ یہ ہر وقت مجھ سے طنز کرتی رہتی ہے۔ اس کے طنز میری برداشت سے باہر ہو جاتے ہیں''...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹائیگر۔ دراصل روزی راسکل کو تم سے پیار ہے اس لئے یہ تم سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور لڑائی جھگڑے میں بھی محبت چھپی ہوتی ہے''...... عمران نے جولیا کا فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''اس کا مطلب ہے کہ جب جولیا تم سے لڑتی جھگڑتی ہے تو اس میں اس کی محبت شامل ہوتی ہے''...... روزی راسکل نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

''مم۔ مم۔ میں نے تو کچھ نہیں کہا''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو اس بار کار روزی راسکل اور ٹائیگر کے قہقہوں سے گونج اٹھی۔

''ارے ارے۔ کیا کر رہے ہو۔ تمہارے قہقہوں سے اگر کار کا بیلنس خراب ہو گیا تو کار فٹ پاتھ سے ٹکرا جائے گی''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا ہم اعظم گڑھ جا رہے ہیں''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''تو پھر کہاں جا رہے ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے خود معلوم نہیں ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ میں تو کافرستانی ایجنٹوں سے بچنے کے لئے اس طرف نکل آیا تھا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی اسی لمحے عمران کے سپیشل سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ چونکہ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں موجود تھے اس لئے ان سب کے سیل فون خود بخود سپیشل سگنل پر کنورٹ ہو گئے تھے اور ان کی کال جدید مشینری کے ذریعے ٹریس ہو سکتی تھی اور نہ ہی چیک ہو سکتی تھی۔ عمران نے جیب سے اپنا سیل فون نکال کر اس کی اسکرین پر دیکھا۔ اسکرین پر صفدر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ ناٹران بتا رہا ہے کہ جس سڑک پر ہم موجود ہیں یہ سڑک جاپانی شہر کی طرف جاتی ہے''...... دوسری طرف

سے صفدر نے کہا۔ چونکہ سیل فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے جولیا، روزی راسکل اور تا تیگر، صفدر کی آواز سن رہے تھے۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ ہم چاٹائی جا رہے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں"...... صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"چاٹائی پہنچ کر ہی میں تمہیں بتاؤں گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... صفدر کی آواز سنائی دی اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی سیل فون جیب میں رکھ لیا۔ ابھی اس نے سیل فون جیب میں رکھا ہی تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"اب کس کا فون ہے"...... عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکال کر اس کی اسکرین پر دیکھا تو اب بھی صفدر کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

"ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ ہماری کاروں کے پیچھے دو جیپیں آ رہی ہیں"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار چونک کر بیک ویو مرر میں دیکھا تو واقعی بلیک کلر کی دو جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آ رہی تھیں۔ گو جیپوں اور ان کی کاروں کے درمیان کافی فاصلہ تھا لیکن جس رفتار سے جیپیں دوڑتی ہوئی آ رہی تھیں اس سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ جلد ہی ان کی کاروں کے قریب پہنچ جائیں گی۔

"ہاں۔ میں نے جیپیں دیکھ لی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ناٹران بتا رہا ہے کہ یہ جیپیں ریڈ آئی ایجنسی کی ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ناٹران سے پوچھو کہ کیا کار میں منی میزائل گن موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"ناٹران۔ عمران صاحب پوچھ رہے ہیں کہ کار میں منی میزائل گن موجود ہے"...... عمران کو صفدر کی آواز سنائی دی جو ناٹران سے بات کر رہا تھا۔

"ہاں۔ کار میں منی میزائل گن موجود ہے"...... عمران کو ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ اس سے پہلے کہ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹس ہماری کاروں کو نشانہ بنائیں تم ناٹران سے منی میزائل گن لے کر دونوں جیپوں کو اڑا دو۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب"...... صفدر نے کہا تو عمران نے کال اینڈ کا بٹن پریس کر کے سیل فون جیب میں رکھ لیا۔ جولیا، روزی راسکل اور تا تیگر بھی الرٹ ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنے اپنے مشین پسٹل سنبھال لئے تھے۔

☆......☆......☆

سنیل پانڈے اور انوشکا پوری اس وقت رام کالونی کی ایک گلی میں تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ یہ گلی اسی کوٹھی کی عقبی طرف کی تھی جس کوٹھی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود تھی۔

ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ تو کیا تھا مگر اس مقابلے میں ان کے تقریباً سب ساتھی ہی مارے گئے تھے جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک بھی ممبر زخمی یا ہلاک نہیں ہوا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تربیت یافتہ تھی اور وہ انتہائی مہارت کے ساتھ ان سے مقابلہ کر رہے تھے۔ سنیل پانڈے حیران بھی تھا کہ کوٹھی میں گیس کیپسول فائر کرنے کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس بے ہوش نہیں ہوئی تھی۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ وہ اگر کوٹھی میں داخل ہونے کی بجائے اس کوٹھی کو ہی بم سے اڑا دیتا تو اب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔

ریڈ آئی ایجنسی کے چند ایجنٹ کوٹھی سے باہر بھی موجود تھے اور چند ایجنٹوں نے رام کالونی کو بھی چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا لیکن سنیل پانڈے مطمئن نہیں تھا۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی دیکھ لی تھی۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس فرار ہونے کی کوشش کرے گی تو ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ سنیل پانڈے نے کرنل پادال کو فون کر کے مزید ایجنٹ طلب کر لئے تھے اور اس کے خیال کے مطابق ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ وہاں پہنچ چکے ہوں گے۔

سنیل پانڈے نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس ابھی تک کوٹھی میں موجود ہوئی تو وہ اس کوٹھی کو بم سے اڑا دے گا۔ اگر اس وقت اس کے پاس بم موجود ہوتا تو وہ کوٹھی کو بم سے اڑا دیتا۔

”سنیل۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ہماری توقع سے بھی زیادہ تیز نکلی ہے۔ گیس کیپسول فائر کرنے کے باوجود بھی وہ لوگ بے ہوش نہیں ہوئے تھے“..... انوشکا پوری نے سنیل پانڈے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ شاید انہوں نے اپنے سانس روک لئے تھے اس لئے وہ بے ہوش نہیں ہوئے“..... سنیل پانڈے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنیل۔ ہم جس طرح مقابلہ چھوڑ کر کوٹھی سے باہر نکل آئے ہیں کیا یہ ہماری بزدلی نہیں ہے“..... انوشکا پوری نے کہا تو سنیل پانڈے نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”نہیں۔ میری نظر میں یہ بزدلی نہیں ہے۔ جان بچانا ہر انسان کا حق ہے۔ اگر ہم بھی کوٹھی سے باہر نہ نکلتے تو انہوں نے ہمیں بھی ہلاک کر دینا تھا“..... سنیل پانڈے نے منہ بناتے ہوئے کہا تو انوشکا پوری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

گلی کافی بڑی تھی اور دوسری طرف ایک سڑک کی طرف نکل رہی تھی۔ سنیل پانڈے اور انوشکا پوری ابھی گلی میں ہی موجود تھے کہ انہیں کاروں کی تیز چرچراہٹ اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دی تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”میرا خیال ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس فرار ہو رہی ہے“..... سنیل پانڈے نے انوشکا پوری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ایسا ہی ہے"..... انوشکا پوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ"..... سنیل پانڈے نے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا تو انوشکا پوری بھی اس کے پیچھے دوڑنے لگی۔ وہ دونوں تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انہیں کان پھاڑ دھماکہ سنائی دیا لیکن وہ رکے نہیں اور مسلسل دوڑتے رہے۔ وہ جیسے ہی گلی سے نکل کر سڑک پر پہنچے تو دوسرے ہی لمحے وہ حیران رہ گئے۔ سڑک کے کنارے فٹ پاتھ پر ایک کار الٹی پڑی ہوئی تھی اور ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ باہر نکل رہے تھے۔ اسی لمحے ایک کار انتہائی تیز رفتاری سے زوں کی آواز کے ساتھ ہی ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی تھی۔

"اوہ۔اوہ۔اس کار میں پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود تھی"..... سنیل پانڈے نے تیز لہجے میں کہا۔ پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کار پر فائرنگ کرنے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے ایک اور کار زوں کی تیز آواز کے ساتھ ہی ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ اس کار میں بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سوار تھی۔ سنیل پانڈے نے مشین پسٹل جیب میں رکھا اور اپنا سیل فون نکال کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے ایک اور بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا دیا۔

"ہیلو"..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو جگدیش۔ میں سنیل بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دو کاریں آ رہی ہیں۔ ان کو بموں سے اڑا دو۔ کسی کو زندہ نہیں بچنا چاہئے"..... سنیل پانڈے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے باس۔ آپ بے فکر ہو جائیں پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں سے کسی صورت نکلنے میں کامیاب نہیں ہوگی"..... جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سنیل پانڈے نے سیل فون آف کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے انہیں بلیک کلر کی دو جیپیں آتی ہوئی دکھائی دیں تو سنیل پانڈے نے ہاتھ کے اشارے سے آگے والی جیپ کو روکنے کا اشارہ کیا تو دونوں جیپیں ان کے قریب آ کر رک گئیں۔ آگے والی جیپ کی پچھلی سیٹوں پر چھ مسلح افراد سوار تھے جبکہ ڈرائیور کی سائیڈ سیٹ اور درمیانی سیٹ خالی تھی۔

"آؤ انوشکا"..... سنیل پانڈے نے کہا اور پھر وہ دونوں آگے والی جیپ میں سوار ہو گئے۔ جیپ میں ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹوں نے انہیں سلام کیا تو سنیل پانڈے نے ان کے سلام کا جواب دیا جبکہ انوشکا پوری خاموش رہی۔

"چلو۔ پاکیشیائی ایجنٹس زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے"..... سنیل پانڈے نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھا دی۔ جیسے ہی پہلی جیپ آگے بڑھی تو دوسری جیپ بھی آگے بڑھنے لگی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں فٹ پاتھ پر ایک کار الٹی پڑی ہوئی دکھائی دی جبکہ ریڈ آئی ایجنسی کے چند ایجنٹس زخمی حالت میں فٹ پاتھ پر موجود تھے اور وہ کار میں موجود زخمیوں کو باہر نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کار کی حالت بھی بے حد خراب تھی۔ سنیل پانڈے سمجھ گیا کہ پاکیشیائی ایجنٹس وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن اب اسے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کس راستے کی طرف فرار ہوئے ہیں۔ جیسے ہی جیپ سڑک پر پہنچی تو سنیل پانڈے نے ڈرائیور کو جیپ روکنے کا حکم دیا۔

"جیپ روکو"...... سنیل پانڈے نے کہا تو ڈرائیور نے جیپ روک دی۔ سڑک کے کنارے پر چند دکانیں بنی ہوئی تھیں جہاں اس وقت لوگ موجود تھے جو خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے۔ سنیل پانڈے نے ایک نوجوان کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا تو وہ نوجوان تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا جیپ کے قریب آ گیا۔

"جی صاحب"...... اس نوجوان نے سنیل پانڈے کو سلام کرتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی یہاں سے دو کاریں گزری ہیں۔ تم بتا سکتے ہو کہ وہ کاریں کس طرف گئی ہیں"...... سنیل پانڈے نے کہا۔

"جی ہاں صاحب۔ ابھی ابھی دو کاریں یہاں سے گزری ہیں جن میں مرد اور عورتیں سوار تھیں۔ وہ دونوں کاریں اس طرف گئی ہیں"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور آخر میں اس نے ایک طرف اشارہ کیا تو سنیل پانڈے نے ڈرائیور کو حکم دیا تو ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھا دی اور اس سڑک کی طرف لے گیا جدھر نوجوان نے اشارہ کر کے بتایا تھا۔ ڈرائیور نے جیپ کی رفتار میں اضافہ کر دیا تھا اور دونوں جیپیں توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح آگے بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔ سنیل پانڈے جانتا تھا کہ جس طرف پاکیشیائی ایجنٹوں کی جیپیں گئی تھیں وہ سڑک چاپائی شہر کی طرف جاتی تھی۔

"نانسنس۔ جیپ اور زیادہ تیز چلاؤ۔ جس رفتار سے تم جیپ چلا رہے ہو اس طرح تو ہم کبھی بھی انہیں ٹریس نہیں کر سکیں گے"...... سنیل پانڈے نے تیز لہجے میں ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"یس باس"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس نے جیپ کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا۔ سنیل پانڈے کی نظریں مسلسل سڑک پر جمی ہوئی تھیں۔ دور نزدیک کھیتوں میں لوگ کام کرنے میں مصروف تھے جبکہ چند بچے کھیلنے میں مگن تھے۔ اسی لمحے سنیل پانڈے کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سنیل پانڈے بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے کوٹ کی جیب سے اپنا سیل فون نکال کر سکرین کی طرف دیکھا تو اسکرین پر کرنل پاڈال کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

"کس کا فون ہے"...... انوشکا پوری نے پوچھا۔

"چیف کا فون ہے۔ اب میں ان کو کیا رپورٹ دوں"...... سنیل پانڈے نے الجھن آمیز لہجے میں کہا

"کچھ بھی کہہ دو"...... انوشکا پوری نے کہا تو سنیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سیل فون پریس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"سنیل بول رہا ہوں چیف"...... سنیل پانڈے نے کہا۔

"سنیل۔ تم نے رپورٹ نہیں دی۔ کیا تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے کرنل پاڈال کی آواز سنائی دی۔

"نہیں باس۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... سنیل پانڈے نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔ چونکہ لاؤڈر آن نہیں تھا اس لئے انوشکا پوری کو کرنل پاڈال کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ لوگ انتہائی تیز اور شاطر ہیں۔ تم سے غلطی ہوئی تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کوٹھی میں موجود تھی تم اس کوٹھی کو ہی بم سے اڑا دیتے۔ کم سے کم یہ لوگ زندہ تو نہ بچتے۔ یہ اب تمہارے ہاتھ کبھی نہیں آئیں گے"...... کرنل پاڈال کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو سنیل پانڈے کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے۔

"چیف۔ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔ کیا ہم نااہل ہیں جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ نہیں کر سکتے"...... سنیل پانڈے نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ اسے کرنل پاڈال کی بات بری لگی تھی۔

"میرے کہنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے سنیل۔ تم اپنے لہجے کو درست رکھو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جتنا میں جانتا ہوں تم کچھ نہیں جانتے"...... کرنل پاڈال کی سرد آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس میرے لئے چیلنج بن گئی ہے اور میں اس وقت چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک میں ان سب کا خاتمہ نہ کر دوں۔ آپ فکر مت کریں میں اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ میں اب انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"...... سنیل پانڈے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ نرم تھا۔

"اوکے۔ آئندہ اپنے لہجے کو درست رکھنا۔ یہ تمہاری پہلی اور آخری غلطی ہے۔ آئندہ ایسی غلطی کی تو اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے"...... کرنل پاڈال کی قدرے سخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو سنیل پانڈے نے سیل فون آف کر کے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ سنیل پانڈے جانتا تھا کہ وہ کافرستان کا سپر ایجنٹ ہے اور اس کی کافرستان کے لئے کافی خدمات ہیں اس لئے کرنل پاڈال نے اس کی غلطی معاف کر دی تھی۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کرنل پاڈال اس کے ڈیتھ وارنٹ جاری کر دیتا۔ انوشکا پوری خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی ہی دور جانے کے بعد سنیل پانڈے کو دو کاریں دکھائی دیں تو سنیل پانڈے بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ وہ رہیں پاکیشیائی ایجنٹوں کی کاریں۔ ویری گڈ۔ میں دیکھتا ہوں یہ لوگ مجھ سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ جیپ کی رفتار میں مزید اضافہ کر دو اور مجھے منی میزائل گن دو۔ ان دونوں کاروں کو میں خود نشانہ بناؤں گا"...... سنیل پانڈے نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ کی رفتار میں اضافہ کر دیا جبکہ ایک آدمی نے جیپ کی سیٹ کے نیچے رکھی ہوئی منی میزائل گن نکال کر سنیل پانڈے کے حوالے کر دی۔

"روف کھول دو"...... سنیل پانڈے نے ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور نے ڈیش بورڈ پر موجود چند بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا تو جیپ کی روف سرر کی آواز کے ساتھ ہی غائب ہو گئی۔ سنیل پانڈے اپنی سیٹ سے کھڑا ہوا اور اس نے منی میزائل گن روف سے باہر

نکالی اور پھر وہ آگے جاتی ہوئی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کاروں کا نشانہ لینے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے منی میزائل گن کا ٹریگر دبا دیا۔ منی میزائل گن سے ایک میزائل نکل کر توپ کے گولے کی طرح تیزی سے ایک کار کی طرف بڑھا مگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دونوں کاریں یکلخت سڑک کی دائیں طرف ہو گئی تھیں اس لئے منی میزائل کسی ایک کار کو لگنے کی بجائے آگے نکلتا چلا گیا اور کھیت میں جا کر ایک دھماکے سے پھٹ گیا۔ سنیل پانڈے دوسرا منی میزائل فائر کرنا ہی چاہتا تھا کہ وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دوسری کار کی کھڑکی سے منی میزائل گن دیکھ لی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا یکلخت ایک منی میزائل اس کی جیپ سے ٹکرایا تو ایک زوردار دھماکہ ہوا اور جیپ کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

☆......☆......☆

کرنل پاڈال اپنے آفس میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر قدرے بے چینی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی اسے اطلاع ملی تھی کہ سنیل پانڈے، اتوشنا پوری اور دیگر ایجنٹ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔ کرنل پاڈال کو ریڈ آئی ایجنسی کے نامور ایجنٹ سنیل پانڈے کی موت کا بے حد دکھ تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ سنیل پانڈے اپنی منگیتر اتوشنا پوری اور دیگر ایجنٹوں کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارا جائے گا۔

کرنل پاڈال کو جو رپورٹ موصول ہوئی تھی اس کے مطابق سنیل پانڈے، اتوشنا پوری اور دیگر ایجنٹوں کے ساتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی کاروں کو منی میزائل گن سے نشانہ بنانے کی کوشش بھی کی تھی لیکن پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف بچ گئے تھے بلکہ جوابی کارروائی میں سنیل پانڈے کی جیپ کو منی میزائل مار کر تباہ کر دیا تھا البتہ دوسری جیپ میں سوار افراد شدید زخمی ہو گئے تھے اور پاکیشیائی ایجنٹ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

کرنل پاڈال کو اپنی ایجنسی کے سپر ایجنٹ سنیل پانڈے کی موت کا دکھ تھا کیونکہ سنیل اور اتوشنا پوری اس کی ایجنسی کے سپر ایجنٹ تھے اور ان کی ملک کے لئے کافی خدمات تھیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بھی بہت پریشانی ہو رہی تھی۔ گو بھوشن پور کے پہاڑی علاقے میں لیبارٹری ون زیر سمندر بنائی گئی تھی اور دور نزدیک سرچنگ کیمرے بھی لگے ہوئے تھے۔ مختلف جگہوں پر راڈار نصب تھے اور چیک پوسٹیں بھی بنی ہوئی تھیں جہاں ریڈ آئی ایجنسی کا سیکشن تعینات تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بھوشن پور کی سرحد وادی مشکبار سے ملتی تھی اس لئے اگر پاکیشیائی ایجنٹ بھوشن پور پہنچ بھی گئے تو وہ زیر سمندر لیبارٹری ون کو تلاش نہیں کر سکیں گے لیکن ان سب اقدامات کے باوجود بھی کرنل پاڈال مطمئن نہیں تھا۔ وہ عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران کو زیر سمندر لیبارٹری ون کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور وہ نہ صرف ون لیبارٹری تلاش کرے گا بلکہ وہ اپنے سائنس دان ڈاکٹر کمال کا فارمولا بھی حاصل کر کے لیبارٹری تباہ بھی کر دے گا۔

کرنل پاڈال نے اس سلسلے میں کافرستانی صدر سے بھی میٹنگ کی تھی۔ کافرستانی صدر بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے بچ جانے پر

پریشان تھے اور انہوں نے کرنل پاڈال کو ہدایت کی تھی کہ وہ جاپائی شہر میں اپنے سیکشن کو حرکت میں لائیں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کی سرتوڑ کوششیں کریں۔ گو کافرستانی صدر بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کی کارکردگی سے واقف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ناممکن کو بھی ممکن بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ جب بھی کسی مشن پر کافرستان آئے تھے کامیاب ہو کر گئے تھے۔ کوئی بھی ایجنسی یہاں تک کہ کافرستان سیکرٹ سروس بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکی تھی۔ اگر ریڈ آئی ایجنسی پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے میں ناکام رہی تو اس کی سکی ہو گی۔ یہی وجہ تھی کہ اب کرنل پاڈال پریشان تھا کہ وہ کیا کرے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیسے خاتمہ کرے۔ گو ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ پورے کافرستان میں پھیلے ہوئے تھے اس لئے کرنل پاڈال نے فوری طور پر جاپائی شہر میں ریڈ آئی ایجنسی کے سیکشن کے انچارج جے کشن کو پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کے لئے متحرک کر دیا تھا لیکن کافی دیر ہو گئی تھی ابھی تک جے کشن نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں اطلاع نہیں دی تھی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا کرنل پاڈال کے چہرے پر اضطراری کیفیت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جے کشن ابھی تک پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا ورنہ وہ اسے رپورٹ ضرور دیتا۔ جب کرنل پاڈال کی بے چینی مزید بڑھ گئی تو وہ ٹہلتے ٹہلتے رک گیا اور اپنی کرسی پر آ کر بیٹھتے ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبرز پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جے کشن بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پاڈال بول رہا ہوں"...... کرنل پاڈال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم باس"...... جے کشن نے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے رپورٹ نہیں دی۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس نہیں کر سکے"...... کرنل پاڈال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نو باس۔ میں نے جاپائی میں اپنے سیکشن کے تمام افراد کو پھیلا دیا ہے۔ ہوٹلز، ریسٹورنٹس، پبلک مقامات اور دیگر سپاٹ چیک کئے جا رہے ہیں لیکن کوئی بھی پاکیشیائی ایجنٹ ٹریس نہیں ہو سکا۔ جیسے ہی کوئی پاکیشیائی ایجنٹ ٹریس ہوا تو میں آپ کو رپورٹ دوں گا"...... جے کشن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"تمہارا پورا سیکشن ہی نااہل ہے جو تم پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس نہیں کر سکے۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹ جن، بھوت ہیں یا کسی اور سیارے کی مخلوق ہیں۔ انہیں زمین کھا گئی ہے یا آسمان نے نگل لیا جو وہ ٹریس نہیں ہو رہے۔ نانسنس۔ بولو جواب دو۔ تم سب کی صلاحیتوں کو زنگ لگتا جا رہا ہے اب تک پاکیشیائی ایجنٹ تم سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر جاپائی سے نکل گئے ہوں گے اور تم ہوٹلوں میں چیکنگ کرتے پھر رہے ہو۔ نانسنس۔ ایڈیٹ"...... کرنل پاڈال نے حلق کے بل دھاڑتے ہوئے کہا۔ غصے کی وجہ سے اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا اور آنکھوں سے جیسے شعلے نکل رہے تھے۔

"بب۔ بب۔ باس۔ مم۔ مم۔ میں۔ پپ۔ پوری۔ کک۔ کوشش کر رہا ہوں"...... جے کشن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔

"سنو بے کشن۔ بھوشن پور جانے کے لئے دو راستے استعمال ہوتے ہیں۔ ایک اعظم گڑھ اور دوسرا روپال پور کا راستہ ہے۔ تم اعظم گڑھ اور روپال پور جانے والی بسوں کو چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بسوں میں سوار ہو کر بھوشن پور جانے کی کوشش کریں۔ تم اور تمہارے ساتھیوں نے میک اپ چیک کرنے والی کوشش کا گز بھی پہن لیتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ میں ہوں"...... کرنل پاڈال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے باس۔ میں بسوں کو چیک کرتا ہوں"...... بے کشن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"نانسنس۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس نہیں کر سکے۔ اگر ہماری ایجنسی پاکیشیائی ایجنٹوں کے مقابلے میں ناکام ہو گئی تو پریذیڈنٹ صاحب ہماری ایجنسی کو ختم کر دیں گے۔ میں کیا کروں۔ پاکیشیا ایجنٹ یقیناً بھوشن پور کی طرف بڑھ رہے ہوں گے"...... کرنل پاڈال نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا پھر اس نے ایک بار پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"نارائن بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پاڈال اسپیکنگ"...... کرنل پاڈال نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم باس"...... دوسری طرف سے اس بار نارائن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"نارائن۔ امکان ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھوشن پور کا رخ کرے گی اس لئے اپنے سیکشن کو الرٹ کر دو۔ مجھے پہلے اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو مردوں اور دو عورتوں کا گروپ کافرستان آ رہا ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ پانچ مردوں اور تین عورتوں کا گروپ ہے۔ یہ دو گروپس کی صورت میں کافرستان آئے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ اب بھوشن پور آ رہے ہوں۔ چونکہ بھوشن پور سیاحتی علاقہ ہے اس لئے یہ سیاحوں کے بھیس میں بھی آ سکتے ہیں اس لئے تم سب الرٹ ہو جاؤ اور بھوشن پور جانے والا راستہ سیلڈ کر دو۔ اگر کوئی زبردستی بھوشن پور داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسے گولیوں سے اڑا دینا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک پاکیشیائی ایجنٹ بھی زندہ بچ گیا تو میں تمہاری موت کے وارنٹ جاری کر دوں گا۔ سمجھ گئے ہو۔ میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا"...... کرنل پاڈال نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرا سیکشن الرٹ ہے اور اگر پاکیشیائی ایجنٹوں نے بھوشن پور میں داخل ہونے کی کوشش کی تو وہ زندہ نہیں بچ سکیں گے"...... نارائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے"...... کرنل پاڈال نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے ریوالونگ چیئر سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر دیں۔ اس کے چہرے پر ابھی تک پریشانی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے جیسے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو۔

☆......☆......☆

عمران اور اس کے ساتھیوں نے چاتائی کے قریب پہنچتے ہی اپنی اپنی کاریں چھوڑ دی تھیں اور پیدل چلتے ہوئے وہ چاتائی پہنچ گئے تھے۔ چاتائی میں پہنچتے ہی وہ سب عمران کی ہدایت پر علیحدہ علیحدہ ہو گئے تھے کیونکہ عمران جانتا تھا کہ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ چاتائی میں موجود ہوں گے اور وہ انہیں تلاش کر رہے ہوں گے اس لئے عمران اور اس کے ساتھی بس سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے۔ ناٹران نے بتایا تھا کہ وہ اعظم گڑھ اور روپال پور بس کے ذریعے ہی جا سکتے ہیں اس لئے وہ سب پیدل چلتے ہوئے بس سٹینڈ پر پہنچ گئے تھے اور وہاں وہ اعظم گڑھ اور روپال پور جانے والی بسوں میں سوار ہو گئے تھے۔

اس وقت عمران، ٹائیگر، جولیا اور روزی راسکل اعظم گڑھ جانے والی بس میں سوار تھے جبکہ صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور صالحہ روپال پور جانے والی بس میں سفر کر رہے تھے۔ عمران اور جولیا بس میں درمیانی سیٹوں پر بیٹھے تھے جبکہ ٹائیگر اور روزی راسکل آخری سیٹوں پر موجود تھے۔ عمران کی پچھلی سیٹ پر ایک لڑکی اور ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کی پیشانی پر تلک تھا۔ انہیں سفر کرتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ ناٹران نے بتایا تھا کہ چاتائی سے اعظم گڑھ کا فاصلہ پچاس کلومیٹر ہے اور اب تک انہوں نے چالیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر لیا تھا۔ اب صرف دس کلومیٹر کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ عمران نے حسب عادت اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں اور اس کے ہلکے ہلکے خراٹے بھی گونج رہے تھے۔ جولیا جانتی تھی کہ عمران سو نہیں رہا بلکہ موجودہ مشن کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

''عمران''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو عمران نے یکلخت آنکھیں کھول دیں اور حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

''کک۔ کیا ہو گیا ہے۔ کیا صبح ہو گئی ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا تو پچھلی سیٹوں پر بیٹھی ہوئی لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔ شاید اس نے عمران کی بوکھلاہٹ دیکھ لی تھی۔

''بے وقوف۔ ہم اعظم گڑھ پہنچنے والے ہیں''...... جولیا نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم کیا سوچ رہے تھے''...... جولیا نے پھر پوچھا۔

''سوچ رہا تھا کہ کاش یہ سفر کبھی ختم نہ ہوتا اور ہم دونوں یونہی ساتھ بیٹھے رہتے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ اگر تم چاہو تو ایسا ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

''اگر تنویر کو معلوم ہو گیا تو وہ مجھے گولی مار دے گا''...... عمران نے کہا۔

''تم تنویر کی فکر چھوڑ دو۔ اسے میں خود سنبھال لوں گی''...... جولیا بھی شاید عمران کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھی اس لئے وہ بھی ترکی بہ ترکی جواب دے رہی تھی اور عمران دل ہی دل میں پریشان ہو رہا تھا کہ وہ اب جولیا کو کیا جواب دے۔

''بولو۔ جواب دو۔ کیا تم راضی ہو''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مم۔مم۔میں۔کک۔کک۔کیا کہہ سکتا ہوں۔اماں بی کو بھی تو راضی کرنا پڑے گا نا''...... عمران نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اماں بی کو راضی کرنا تمہارا کام ہے۔اس سلسلے میں تم صالحہ اور اپنی بہن ثریا کو بھی شامل کر سکتے ہو۔مجھے یقین ہے کہ صالحہ اور ثریا اماں بی کو منانے میں کامیاب ہو جائیں گی''...... جولیا نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا کہ اچانک عمران کی نظر سامنے پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔سڑک پر ایک جیپ موجود تھی اور آٹھ افراد سڑک کے درمیان میں کھڑے ہوئے تھے جبکہ ایک آدمی ہاتھ کے اشارے سے بس کو رکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ان افراد نے بلیک کلر کے لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کی آنکھوں پر بلیک کلر کی گاگلز تھیں۔ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔عمران سمجھ گیا کہ یہ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ ہیں اور میک اپ چیک کرنے والی اسپیشل گاگلز پہنے یقیناً انہیں ہی تلاش کرنے کے لئے بس کو روک رہے ہیں۔ڈرائیور نے بس کی رفتار کم کرنی شروع کر دی۔

''یہ بس کیوں رک رہی ہے''...... جولیا نے چونک کر عمران سے پوچھا۔پھر اس نے بھی سڑک پر کھڑے مسلح افراد کو دیکھا تو وہ بھی چونک پڑی۔عمران نے گردن موڑ کر ٹائیگر کو آئی کوڈ میں خطرے کے بارے میں بتا دیا تھا اس لئے وہ بھی چوکنا ہو گیا تھا البتہ روزی راسکل لاپرواہ انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔تھوڑی دیر کے بعد بس سڑک کے کنارے موجود جیپ کے قریب جا کر رک گئی تو چار افراد بس میں سوار ہو گئے۔دو افراد پچھلی سائیڈ پر چلے گئے تھے جبکہ دو افراد آگے موجود تھے اور غور سے سیٹوں پر بیٹھے لوگوں کی طرف دیکھنے لگے۔مشین گنیں بدستور ان کے ہاتھوں میں تھیں۔

''سب لوگ اپنے اپنے آئی ڈی کارڈ چیک کراؤ''......ایک آدمی نے تحکمانہ لہجے میں بس میں بیٹھے مسافروں سے مخاطب ہو کر کہا تو سب نے آئی ڈی کارڈ نکال لئے اور وہ باری باری آئی ڈی کارڈ چیک کرنے لگے۔چونکہ ناران نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو آئی ڈی کارڈ مہیا کر دیئے تھے اور انہوں نے آئی ڈی کارڈ پر موجود فوٹو گراف کے مطابق میک اپ کیا ہوا تھا اس لئے عمران مطمئن تھا۔ ایک آدمی عمران کی لائن میں بیٹھے لوگوں کے آئی ڈی کارڈ چیک کرتا ہوا عمران کے قریب آ گیا۔

''مسٹر۔اپنا آئی ڈی کارڈ دکھاؤ''......اس نے تحکمانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم لوگ کیوں آئی ڈی کارڈ چیک کر رہے ہو''......عمران نے پوچھا۔

''ہمیں اطلاع ملی ہے کہ چند پاکیشیائی ایجنٹ اس بس میں سوار ہو کر اعظم گڑھ جا رہے ہیں''......اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔پھر عمران نے اپنی جیب میں ایک آئی ڈی کارڈ نکال کر اس آدمی کو دے دیا تو وہ آدمی غور سے آئی ڈی کارڈ پر موجود فوٹو گراف کو دیکھنے لگا۔وہ کبھی کارڈ پر موجود فوٹو گراف کو دیکھتا اور کبھی عمران کو۔لیکن عمران لاپرواہ انداز میں باہر کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا۔

''کیا یہ لڑکی تمہارے ساتھ ہے''......اس آدمی نے جولیا کے بارے میں پوچھا۔

"ہاں۔ یہ میری بیوی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنا آئی ڈی کارڈ دکھاؤ"...... اس آدمی نے اس بار جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اپنے ہینڈ بیگ میں سے ایک آئی ڈی کارڈ نکال کر اس آدمی کو دے دیا۔ وہ آدمی آئی ڈی کارڈ پر موجود فوٹو گراف کو غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے جولیا کی طرف دیکھا۔

"کیا یہ آئی ڈی کارڈ تمہارا ہے"...... اس آدمی نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیا تمہیں کوئی شک ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ مجھے شک ہے کہ تم دونوں کے آئی ڈی کارڈ اصلی نہیں ہیں اس لئے اٹھو اور بس سے نیچے اتر جاؤ"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ بس میں موجود مسافر بھی چونک کر عمران اور جولیا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس کے دوسرے ساتھی نے جو دوسری لائن میں مسافروں کے آئی ڈی کارڈ چیک کر رہا تھا بے اختیار چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ آئی ڈی کارڈ نقلی ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے آئی ڈی کارڈ پر موجود فوٹو گراف تمہارے چہروں سے مطابقت نہیں رکھتے اس لئے تمہارے بارے میں انوسٹی گیشن کریں گے۔ چلو اٹھو اور بس سے نیچے اترو"...... اس آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنی مشین گن کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

"مسٹر۔ یہ کیا مذاق ہے۔ تم ہماری انسلٹ کر رہے ہو۔ وقت کے ساتھ ساتھ انسان کی شکل اور ڈیل ڈول بدل جاتی ہے۔ اگر ہماری شکلیں بھی بدل گئی ہیں تو اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"زیادہ باتیں مت کرو۔ جو کہا ہے وہ کرو"...... اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرشاد۔ ان دونوں میاں بیوی کے بھی آئی ڈی کارڈ ان کے چہروں سے مطابقت نہیں رکھتے۔ شاید یہ میک اپ میں ہیں"...... اسی لمحے آخری لائن میں موجود ایک اور آدمی کی آواز سنائی دی جو ٹائیگر اور روزی راسکل کے آئی ڈی کارڈ چیک کر رہا تھا۔ عمران نے مڑ کر ٹائیگر اور روزی راسکل کی طرف دیکھا۔

"یہ یقیناً پاکیشیائی ایجنٹ ہیں کیونکہ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ میک اپ کرنے کے ماہر ہیں اس لئے انہیں بھی لے آؤ"...... اس آدمی نے جسے پرشاد کہہ کر پکارا گیا تھا کہا۔

"چلو اٹھو اور بس سے نیچے اترو۔ اگر تم لوگوں نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو بے موت مارے جاؤ گے۔ اٹھو"...... اس آدمی کی آواز سنائی دی۔

"لیکن کیوں۔ ہمارا قصور کیا ہے"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ہم کیوں اتریں۔ ہمارے آئی ڈی کارڈ صحیح ہیں"...... اس بار روزی راسکل کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"جو کہا جا رہا ہے وہ کرو۔ چلو بس سے نیچے اترو"...... اس آدمی کی بھی غصیلی آواز سنائی دی۔

"یہ ہماری توہین ہے۔ ہمارے کارڈ اصلی ہیں"..... عمران نے کہا۔

"بکواس بند کرو اور شرافت سے بس سے نیچے اترو۔ اب اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو میں تمہیں گولی ماردوں گا"..... پرشاد نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اس بدتمیزی کی شکایت اعلیٰ حکام سے کروں گا۔ چلو بیگم"..... عمران نے بھی قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو جولیا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ تمام مسافر خوفزدہ نظروں سے عمران، جولیا، ٹائیگر اور روزی راسکل کو دیکھ رہے تھے۔ کسی کو بھی بولنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ عمران نے بہتر یہی سمجھا کہ وہ ان کی بات پر عمل کرے چنانچہ اس نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے آئی کوڈ میں بس سے اترنے کا اشارہ کیا پھر وہ دونوں بس سے نیچے اتر آئے۔ چند لمحوں کے بعد ٹائیگر اور روزی راسکل بھی بس سے اتر آئے۔ وہ چاروں جیسے ہی جیپ سے نیچے اترے تو جیپ کے پاس کھڑے چاروں افراد میں سے تین افراد نے اپنی اپنی مشین گنوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کور لیا۔ وہ چاروں غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے۔

"بس لے جاؤ"..... پرشاد نے بس کے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر بس آہستہ آہستہ حرکت میں آئی اور وہاں سے چلی گئی۔

"کیا یہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں"..... ایک آدمی نے پوچھا جو ان کا لیڈر دکھائی دیتا تھا۔

"یس کشن صاحب۔ کوئیشل کلر سے ان کے میک اپ چیک نہیں ہورہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ چاروں پاکیشیائی ایجنٹ ہے کیونکہ ان کے آئی ڈی کارڈز ان کے چہروں سے مطابقت نہیں رکھتے۔ یہ دیکھیں"..... پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران اور جولیا کے آئی ڈی کارڈ ہے کشن کے حوالے کر دیئے۔ وہ غور سے آئی ڈی کارڈ دیکھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اس نے عمران اور جولیا کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے ٹائیگر اور روزی راسکل کے آئی ڈی کارڈ بھی لے کر غور سے دیکھے۔ چونکہ عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا سپیشل میک اپ کیا تھا جو کسی بھی جدید میک اپ واشر اور کوئیشل کلر سے بھی چیک نہیں ہو سکتا تھا اس لئے عمران اور اس کے ساتھی مطمئن تھے جبکہ ہے کشن کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ حالانکہ اس نے بھی آنکھوں پر سپیشل کلر کی عینک لگائی ہوئی تھی۔ وہ کشمکش میں مبتلا ہو گیا تھا۔

"یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ ہم کوئی پاکیشیائی ایجنٹ نہیں ہیں۔ آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اگر ہمارے آئی ڈی کارڈ ہمارے چہروں سے مطابقت نہیں رکھتے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ آپ کے آئی ڈی کارڈ بھی آپ کے چہروں سے مطابقت نہیں رکھتے ہوں گے تو کیا آپ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں"..... عمران نے کہا تو ہے کشن بے اختیار چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"ان کو جیپ میں بٹھاؤ۔ میں کرنل پاڈال سے بات کرتا ہوں"..... ہے کشن نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"چلو۔ جیپ میں بیٹھو"..... پرشاد نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران اور اس کے ساتھی ریڈ آئی ایجنسی

کے ایجنٹوں کے حصار میں جیپ کی طرف بڑھنے لگے جبکہ بے کشن سیل فون پر بات کرنے لگا۔ جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے عمران نے آئی کوڈ میں اپنے ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کر دیا تھا۔ جیسے ہی وہ سب جیپ کے قریب پہنچے تو انہیں بے کشن کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار رک گئے اور مڑ کر بے کشن کی طرف دیکھنے لگے جو بدحواس دکھائی دے رہا تھا۔

"ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالو"...... بے کشن نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ بے کشن کے ساتھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف مشین گنوں کا رخ کر پاتے عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی میں حرکت میں آ گئے۔ دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ چیختے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ چونکہ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ بے کشن کی طرف دیکھ رہے تھے اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے ان سے مشین گنیں جھپٹ لی تھیں۔ بے کشن حیرت بھری نظروں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پھر جیسے ہی اس کو ہوش آیا تو اس نے اپنے کاندھے پر لگی مشین گن اتارنے کی کوشش کی لیکن روزی راسکل نے اسے مشین گن اتارنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی بے کشن نارائن کے سینے پر لگیں اور وہ بھی اچھل کر زمین پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"ٹائیگر۔ تم ایک ایجنٹ کا لباس اتار کر پہن لو اور اس کا میک اپ بھی کر لو۔ میں بے کشن کا لباس پہن لیتا ہوں"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم کیا کریں"...... جولیا نے پوچھا۔

"تم دونوں جیپ میں بیٹھو اور اپنا میک اپ تبدیل کر لو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا اور روزی راسکل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ جیپ میں سوار ہو گئیں جبکہ عمران نے پرشاد کا لباس اتار کر اپنے لباس پر پہن لیا اور ٹائیگر نے بھی ایک آدمی کا لباس اتار کر اپنے لباس پر پہن لیا تھا۔ پھر عمران اور ٹائیگر نے سڑک پر پڑی لاشوں کو گھسیٹ کر سڑک کے کنارے موجود جھاڑیوں میں چھپایا اور جیپ میں آ کر میک اپ کر لیا۔ جولیا اور روزی راسکل پہلے ہی میک اپ کر چکی تھیں۔ اب ان چاروں کی شکلیں یکسر بدل چکی تھیں۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا اس کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ٹائیگر اور روزی راسکل پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے جیپ اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ اچانک بیل بج اٹھی تو وہ چاروں بے اختیار چونک پڑے۔ بیل عمران کے لباس میں موجود سیل فون سے آ رہی تھی۔ چونکہ عمران نے نارائن کا لباس پہنا ہوا تھا اس لئے اس کا سیل فون بھی جیب میں موجود تھا۔ عمران نے سیل فون نکال کر سکرین کی طرف دیکھا تو سکرین پر کرنل پاڈال کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

"کس کا فون ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"کرنل پاڈال کا فون ہے۔ وہ یقیناً ہمارے بارے میں معلوم کرنے کے لئے بے چین ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"بے کشن بول رہا ہوں باس"...... عمران نے بے کشن کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بے کشن۔ تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں رپورٹ نہیں دی۔ کیا تم نے ان چاروں کو ہلاک کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران نے لاؤڈر آن کر دیا تھا اس لئے کرنل پاڈال کی آواز ان سب کو سنائی دے رہی تھی۔

"یس باس۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں"...... کرنل پاڈال کی مسرت بھری آواز سنائی دی جیسے اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

"یس باس۔ اگر آپ کو یقین نہیں آ رہا تو آپ آ کر پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشوں کو دیکھ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے تمہاری بات پر یقین ہے بے کشن لیکن تم پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہیں جانتے۔ یہ لوگ کئی بار مر کر زندہ ہوئے ہیں۔ اگر تم نے واقعی پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے تو تم نے یہ شاندار کارنامہ انجام دیا ہے۔ میں ریڈ آئی ایجنسی میں تمہیں ترقی دوں گا۔ فی الحال تم پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دو۔ میں عمران کی لاش کو سوجتے مارنا چاہتا ہوں جس نے کافرستان کو بہت نقصان پہنچایا ہے"...... کرنل پاڈال کی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"اوکے باس۔ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لے کر ہیڈ کوارٹر آ رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جتنی جلدی ہو سکے پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"...... کرنل پاڈال کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے سیل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"عمران۔ کافرستان والے تم سے یوں ڈرتے ہیں جیسے تم انسان کی بجائے بھوت ہو"...... روزی راسکل نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"روزی۔ میرے باس کی توہین مت کرو۔ میں اپنی توہین تو برداشت کر سکتا ہوں مگر اپنے باس کی توہین برداشت نہیں کر سکتا"...... اسی لمحے ٹائیگر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسے کیا ہو گیا ہے۔ کیا یہ پاگل تو نہیں ہو گیا"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران اور جولیا بے اختیار ہنس پڑے۔

"ٹائیگر۔ روزی راسکل سے کیوں خواہ مخواہ جھگڑا کر رہے ہو"...... جولیا نے ٹائیگر سے کہا۔

"اس نے میرے باس کی توہین کی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی توہین نہیں کی اور اب اگر تم نے کوئی بات کی تو میں تمہیں اٹھا کر جیپ سے باہر پھینک دوں گی"...... روزی راسکل نے منہ

بتاتے ہوئے کہا تو ناٹیگر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

"باس۔آپ اسے دیکھ رہے ہیں۔اس نے آپ کی توہین کی ہے اور پھر اپنی غلطی بھی نہیں مان رہی"...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"بھوت کہنے سے کسی کی توہین نہیں ہو جاتی۔اب تم دونوں خاموش ہو جاؤ"...... جولیا نے کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا جبکہ روزی راسکل کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی مگر وہ خاموش تھا۔

☆......☆......☆

بس مناسب رفتار سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔یہ بس روپال پور جا رہی تھی۔اس بس میں صفدر،صالحہ،تنویر اور کیپٹن شکیل بھی سوار تھے۔ان چاروں کے پاس جو آئی ڈی کارڈ موجود تھے وہ ایکریمی افراد کے تھے اور ان پر موجود فوٹو گراف کے مطابق انہوں نے ماسک میک اپ کیا ہوا تھا۔ان کے پاس سیاحوں والے مخصوص بیگز بھی تھے اور وہ بطور سیاح ہی روپال پور جا رہے تھے۔صفدر اور صالحہ بس کے درمیان والی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ کیپٹن شکیل اور تنویر دوسری سائیڈ کی سیٹوں پر موجود تھے۔بس کو چاتائی سے چلے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا اور ابھی انہیں روپال پور پہنچنے میں مزید ایک گھنٹہ لگنا تھا۔وہ چاروں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔بس میں ہلکی ہلکی موسیقی چل رہی تھی۔بس اس وقت مضافاتی علاقے سے گزر رہی تھی۔

اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور بس لڑکھڑانے لگ گئی۔ڈرائیور نے یکلخت بریک لگائی تو بس یکدم رک گئی اور بس میں موجود تمام مسافروں کے سر آگے والی کرسیوں سے ٹکرا گئے۔صالحہ کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی تھی اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر رکھ لیا تھا۔بہت سے دوسرے مسافروں نے بھی اپنے اپنے سروں پر ہاتھ رکھ لئے تھے لیکن کسی کا سر نہیں پھٹا تھا۔بریک لگنے سے بس کے ٹائر چرچرا اٹھے تھے۔بس میں موجود تمام مسافر ہراساں نظر آ رہے تھے۔

"کیا ہو گیا ہے۔یہ کیسا دھماکہ تھا"...... ایک مسافر نے بس کے ڈرائیور سے پوچھا۔

"ٹائر پھٹ گیا ہے۔تمام مسافر بس سے نیچے اتر جائیں تاکہ ٹائر تبدیل کیا جا سکے"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تمام مسافروں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ اپنی سیٹوں سے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور باری باری بس سے نیچے اتر گئے۔صفدر اور اس کے ساتھی ایک سائیڈ پر جا کر کھڑے ہو گئے جبکہ بس کا عملہ ٹائر تبدیل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"تم ٹھیک تو ہو نا۔سر تو نہیں پھٹا"...... صفدر نے صالحہ سے پوچھا جس نے ابھی تک اپنا دایاں ہاتھ سر پر رکھا ہوا تھا۔

"نہیں۔میں ٹھیک ہوں"...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹائر کتنی دیر میں تبدیل کر لو گے بیٹا"...... ایک بوڑھی خاتون نے ڈرائیور سے پوچھا۔

"کم سے کم ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔آپ سب لوگ ادھر ادھر بیٹھ جائیں"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سارے

مسافر ادھر ادھر پھیل کر بیٹھ گئے جبکہ صفدر اور اس کے ساتھی وہیں کھڑے رہے۔

"ایک گھنٹہ تو بہت زیادہ ہے صفدر۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پیدل ہی آگے بڑھنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ ہمیں تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچ جائیں اس لئے ہمیں فوراً ہی یہاں سے نکل جانا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیپٹن شکیل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے"...... صالحہ نے کیپٹن شکیل کی بات کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اگر ہمیں دیر ہو گئی تو عمران، جولیا، ٹائیگر اور روزی راسکل بھوشن پور پہنچ جائیں گے اور ہم پیچھے رہ جائیں گے۔ ہمیں ایک بہترین موقع ملا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم عمران سے پہلے بھوشن پور پہنچ جائیں اور لیبارٹری کو ٹریس کر کے تباہ کر دیں تا کہ اس مشن کا کریڈٹ ہم چاروں کو مل جائے۔ کیا کہتے ہو تم لوگ"...... تنویر نے کہا۔

"یہ بات تو ہے۔ ایسے مواقع کبھی کبھار ہی ملتے ہیں لیکن میں عمران صاحب کی فطرت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ ہم سے پہلے ہی نہ صرف لیبارٹری کو ٹریس کر لیں گے بلکہ اسے بلاسٹ بھی کر دیں گے"...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ہمیشہ عمران کی حمایت کرتے رہتے ہو۔ کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔ ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو جو تم سوچ رہے ہو۔ ہم عمران سے پہلے ہی لیبارٹری کو ٹریس کر لیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ ٹرائی کرتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔

"آپ لوگ زیادہ دور مت جایئے گا۔ ٹائر کے تبدیل ہوتے ہی ہم چل پڑیں گے"...... ڈرائیور نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ ہم زیادہ دور نہیں جا رہے۔ ابھی واپس آ رہے ہیں"۔ صفدر نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دور سڑک دائیں طرف مڑ رہی تھی اس لئے موڑ مڑتے ہی انہیں بس دکھائی دینی بند ہو گئی۔

"کیا ہم اب پیدل ہی بھوشن پور جائیں گے"...... صالحہ نے صفدر سے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ ہمارے پاس تو کوئی سواری نہیں ہے اس لئے پیدل ہی چلنا پڑے گا"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صالحہ نے منہ بنا لیا۔ صفدر اور صالحہ آگے چل رہے تھے جبکہ تنویر اور کیپٹن شکیل پیچھے تھے۔ وہ چاروں کافی دیر تک چلتے ہوئے کافی دور نکل آئے لیکن ابھی تک وہ بس وہاں سے نہیں گزری تھی جس کا ٹائر پھٹ گیا تھا۔

"رکو"...... اچانک تنویر کی آواز سنائی دی تو صفدر، صالحہ اور کیپٹن شکیل بے اختیار چونک کر رک گئے۔ تنویر بھی رک گیا تھا۔

"کیا بات ہے تنویر۔ تم کیوں رک گئے ہو"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ دیکھو"...... تنویر نے دائیں طرف کھیتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو صفدر، صالحہ اور کیپٹن شکیل نے بے اختیار چونک کر اس طرف دیکھا جدھر تنویر اشارہ کر رہا تھا۔ وہاں سے کافی دور تین گھوڑے موجود تھے جو ایک درخت کے ساتھ بندھے ہوئے

تھے۔ ان گھوڑوں کے قریب کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

"وہ گھوڑے دیکھ رہے ہو"..... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ پھر"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ہم پیدل چلنے کی بجائے ان گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو جائیں تو ہم جلدی روپال پور پہنچ جائیں گے"..... تنویر نے کہا۔

"آئیڈیا برا نہیں ہے۔ لیکن اگر گھوڑوں کے مالک نے ہمیں گھوڑے دینے سے انکار کر دیا تو"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اسے گولی مار دوں گا۔ آؤ"..... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ پھر وہ چاروں ہی تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کھیت میں اس طرف بڑھ گئے جدھر گھوڑے موجود تھے۔ تینوں گھوڑے رسیوں سے درخت سے بندھے ہوئے کھڑے تھے لیکن ان گھوڑوں کا مالک انہیں کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے رسیاں کھول دیں تو گھوڑے ہنہنانے لگے۔ ایک گھوڑے پر صفدر، دوسرے پر صالحہ اور تیسرے گھوڑے پر کیپٹن شکیل اور تنویر سوار ہو گئے۔ کیپٹن شکیل نے گھوڑے کی باگ پکڑی ہوئی تھی جبکہ تنویر اس کے پیچھے بیٹھا تھا۔ پھر صفدر، صالحہ اور کیپٹن شکیل نے اپنے اپنے گھوڑے کی باگ کھینچی تو گھوڑوں نے دوڑنا شروع کر دیا۔ کھیتوں سے نکلتے ہی انہوں نے گھوڑوں کا رخ روپال پور کی طرف جانے والی سڑک کی طرف کیا اور ایڑ لگائی تو گھوڑوں نے آہستہ آہستہ دوڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد گھوڑوں کے رفتار میں تیزی آتی گئی اور انہوں نے سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ چونکہ ان چاروں نے گھڑ سواری کی تربیت بھی حاصل کی ہوئی تھی اس لئے وہ اطمینان کے ساتھ گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے آگے صفدر تھا، پھر صالحہ تھی۔ تنویر اور کیپٹن شکیل پیچھے تھے مگر ان کے گھوڑے برابر دوڑ رہے تھے۔

"کافی عرصے کے بعد گھڑ سواری کی ہے اس لئے بہت خوشی ہو رہی ہے"..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے"..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انہیں سامنے سے ایک بس آتی ہوئی دکھائی دی اور چند لمحوں کے بعد وہ بس ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ وہ بس مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور بس کی کھڑکیوں کے پاس بیٹھے ہوئے بچے اشتیاق بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے ایک گھنٹہ مسلسل گھوڑوں پر سفر کیا اور بس سے بھی آگے نکل گئے۔ پھر جیسے ہی وہ روپال پور کے قریب پہنچے تو انہیں سڑک کے کنارے ایک چیک پوسٹ دکھائی دی۔ سڑک کے درمیان میں آٹو میٹک بیریئر لگا ہوا تھا اور سڑک کے دائیں طرف ایک چھوٹی سی عمارت موجود تھی۔ بیریئر کے پاس ہی چھ دس افراد کھڑے تھے جن میں سے چار افراد تو کافرستانی ایئر فورس کی یونیفارم میں ملبوس تھے جبکہ باقی دو افراد نے بلیک کلر کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ کافرستانی ایئر فورس کے افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ سب انہی کی طرف دیکھ رہے

تھے۔ بلیک کلر کی یونیفارم میں ملبوس افراد نے بلیک کلر کی کا گز لگائی تھیں اور صفدر اور اس کے ساتھی کا گز دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ میک اپ چیک کرنے والی کا گز ہیں۔ ایک سائیڈ پر دو جیپیں بھی کھڑی تھیں جن میں ایک جیپ پر کافرستانی ایئر فورس کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔

"ہوشیار رہنا۔ مجھے خطرے کی بو محسوس ہو رہی ہے"...... صفدر نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ بلیک کلر کی یونیفارم میں ملبوس دونوں افراد انہیں رکنے کا اشارہ کر رہے تھے اس لئے صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بیریئر کے پاس جا کر اپنے اپنے گھوڑے روک لئے۔

"نیچے اترو"...... بلیک کلر کی یونیفارم پہنے ایک نوجوان نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو گھوڑوں سے اترنے کا حکم دیتے ہوئے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی گھوڑوں سے نیچے اتر آئے۔

"کون ہو تم اور کہاں سے آ رہے ہو اور کہاں جا رہے ہو"۔ دوسرے بلیک کلر کی یونیفارم والے نے پوچھا۔ اس کا لہجہ کرخت تھا۔

"میرا نام ڈونلڈ ہے اور یہ میرے ساتھی پارکر، مائیکل اور ڈیزی ہے۔ ہم سیاح ہیں اور سیاحت کے لئے روپال پور جا رہے ہیں"...... صفدر نے ایکریمین لب و لہجے میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے جواب دیا۔

"سیاحت کے سپیشل کارڈ ہیں تمہارے پاس"...... پہلے نوجوان نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہیں"...... صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے اپنی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ نوجوان نے صفدر سے کارڈ لے کر غور سے دیکھنے لگا۔ پھر ایک نظر اس نے صفدر کی طرف دیکھا اور کارڈ واپس کر دیا۔ کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ نے بھی اپنے اپنے کارڈ انہیں چیک کرا دیئے جو درست پائے گئے تھے۔ اس کے باوجود صفدر نے محسوس کیا تھا کہ بلیک کلر کی یونیفارم والے دونوں افراد کے چہروں پر الجھن کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

"تم لوگوں نے یہ گھوڑے کہاں سے حاصل کئے ہیں"...... پہلے نوجوان نے پوچھا تو صفدر اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ ہم نے یہ گھوڑے ایک آدمی سے کرائے پر لئے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں گھیرے میں لے لو"...... اس نوجوان نے صفدر کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایئر فورس کے اہلکاروں سے مخاطب ہو کر کہا تو دوسرے ہی لمحے ایئر فورس کے چاروں اہلکاروں نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گنوں سے انہیں چاروں طرف سے کور کر لیا۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے"...... صفدر نے پریشان لہجے میں کہا۔

"میں سمجھ گیا ہوں۔ تم ایکریمین سیاح نہیں بلکہ پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ تم لوگوں نے واقعی شاندار میک اپ کیا ہے جو سپیشل کا گز کے باوجود چیک نہیں ہو رہا۔ تم لوگوں نے جہاں سے یہ گھوڑے چوری کئے ہیں ان کے مالک نے تمہیں دیکھ لیا تھا اور ہمیں گھوڑوں کی چوری کی کمپلین کی تھی۔ اگر ہمیں گھوڑوں کا مالک گھوڑوں کی چوری کی کمپلین نہ کرتا تو ہم واقعی تمہیں سیاح ہی سمجھتے اور تم روپال پور داخل ہو

جاتے“۔۔۔۔۔ پہلے نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”پپ۔ پپ۔ پاکیشیائی ایجنٹ۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم پاکیشیائی ایجنٹ نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے یہ گھوڑے چوری کئے ہیں۔ ہم سیاح ہیں اور ہم نے یہ گھوڑے کرائے پر حاصل کئے ہیں۔ آپ لوگ ہمارے بارے میں ایکریمی سفارت خانے سے تصدیق کر سکتے ہیں“۔۔۔۔۔ صفدر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہم نے ایکریمی سفارت خانے سے تصدیق کر لی ہے۔ وہاں سے معلوم ہوا ہے کہ کوئی بھی ایکریمی سیاح روپال پور نہیں گیا لہٰذا یہ ثابت ہو گیا ہے کہ تم لوگ پاکیشیائی ایجنٹ ہو“۔۔۔۔۔ دوسرے نوجوان نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نارائن۔ کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ بھون ڈالو انہیں“۔۔۔۔۔ پہلے نوجوان نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”بھون ڈالو انہیں“۔۔۔۔۔ دوسرے نوجوان نے جس کا نام نارائن تھا چیخ کر ایئر فورس کے نوجوانوں سے کہا تو اسی لمحے صفدر اور اس کے ساتھی حرکت میں آ گئے۔ اس سے پہلے کہ ایئر فورس کے نوجوان مشین گنوں کے ٹریگر دبا پاتے صفدر اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور وہ چاروں زمین پر بیٹھتے ہی ایڑیوں کے بل لٹو کی طرح گھوم گئے۔ اس طرح گھومتے ہوئے ان کی ٹانگیں ایئر فورس کے چاروں نوجوانوں کی ٹانگوں سے ٹکرائیں اور دوسرے ہی لمحے وہ چاروں جوان اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گئے اور انہیں مشین گنیں چلانے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اس سے پہلے کہ وہ چاروں جوان اٹھ کر کھڑے ہوتے صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے ان سے گنیں جھپٹ لیں اور دوسرے ہی لمحے فضا ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں اور ایئر فورس کے نوجوانوں کی دردناک چیخوں سے گونج اٹھی۔ یہ سب اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ ایئر فورس کے نوجوانوں اور بلیک کلر کے لباس میں ملبوس افراد کو پتہ ہی نہ چل سکا۔ ایئر فورس کے چاروں نوجوان تڑپنے لگے اور چند لمحوں کے بعد ساکت ہو گئے۔ بلیک کلر کے لباس میں ملبوس نوجوانوں نے بھی بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیبوں سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش کی لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل نے انہیں اس کی مہلت ہی نہ دی اور فضا ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں سے گونج اٹھی اور وہ دونوں بھی زمین پر گر کر تڑپنے لگے اور چند لمحوں کے بعد وہ بھی ساکت ہو گئے۔ ان کی آنکھیں بے نور تھیں جبکہ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے۔ جیسے انہیں یقین ہی نہیں تھا کہ یکدم کا یا پلٹ بھی سکتی ہے۔

”ایئر فورس کے افراد کی وردیاں اتار کر اپنے لباس کے اوپر پہن لو۔ صالحہ۔ تم رکو میں تمہیں ایک آدمی کی وردی اتار کر دیتا ہوں“۔۔۔۔۔ صفدر نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو صالحہ مسکراتی ہوئی نظروں سے صفدر کو دیکھنے لگی۔

”لیکن ان وردیوں پر تو خون کے دھبے لگے ہوئے ہیں“۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا تو صفدر چونک پڑا۔

”ہاں۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ آؤ۔ اندر تلاش کرتے ہیں شاید ایئر فورس والوں کے یونیفارم مل ہی جائیں“۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ چاروں چیک پوسٹ کی عمارت میں داخل ہو گئے۔ وہ عمارت دو کمروں اور دو باتھ روم پر مشتمل تھی۔ ایک

کمرے میں الماری میں انہیں ایئر فورس کی یونیفارم مل گئیں۔ انہوں نے اپنے اپنے سائز کی یونیفارم اپنے لباس کے اوپر پہن لی اور میک اپ تبدیل کر کے وہ عمارت سے باہر نکل آئے۔ ان وردیوں میں وہ کافرستانی ایئر فورس کے افراد لگ رہے تھے۔

"ان لاشوں کا کیا کرنا ہے۔ اگر کوئی اس طرف آ گیا تو ہمارا بھانڈا پھوٹ سکتا ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ان لاشوں کو درختوں کے پیچھے ڈال دیتے ہیں۔ صالحہ تم یہیں رکو"..... صفدر نے جواب دیا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے لاشوں کو پاؤں سے پکڑا اور انہیں گھسیٹتے ہوئے درختوں کی جھنڈ کی طرف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے سب لاشوں کو درختوں کے پیچھے ڈال دیا تھا۔ پھر وہ چاروں جیپ میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ صفدر نے سنبھال لی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر صالحہ اور پچھلی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھ گئے تھے۔ صفدر نے جیپ اسٹارٹ کر کے موڑی اور پھر وہ روپال پور کی طرف بڑھتے گئے۔

ابھی انہوں نے تھوڑی دیر ہی سفر کیا تھا کہ صفدر کو سامنے سے ایک گن شپ ہیلی کاپٹر آتا ہوا دکھائی دیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ صفدر کے دوسرے ساتھیوں نے بھی گن شپ ہیلی کاپٹر دیکھ لیا تھا اور وہ بھی بے اختیار چونک پڑے تھے۔

"ہوشیار رہو۔ ہو سکتا ہے یہ ہیلی کاپٹر ہماری جیپ کو نشانہ بنانے آ رہا ہو"..... صفدر نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر کے ساتھیوں نے مشین گنیں سنبھال لیں۔ یہ وہی مشین گنیں تھیں جو انہوں نے چیک پوسٹ پر موجود کافرستانی ایئر فورس والوں سے حاصل کی تھیں۔ گن شپ ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ ان کے قریب آتا جا رہا تھا اور جیسے ہی گن شپ ہیلی کاپٹر ان کی جیپ کے قریب آیا تو اس گن شپ ہیلی کاپٹر سے ان کی جیپ پر فائرنگ ہونے لگی۔ یہ جدید گن شپ ہیلی کاپٹر تھا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں جیپ کی باڈی کو لگیں لیکن صفدر نے یکلخت جیپ دائیں طرف موڑ دی اور گولیاں زمین پر پڑنے لگیں۔ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی زاویے بدل بدل کر جیپ پر فائرنگ کر رہا تھا۔ صفدر کے ساتھی بھی گن شپ ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کر رہے تھے۔ صفدر نے جیپ کی رفتار میں اضافہ کر دیا تھا اور جیپ ہیلی کاپٹر کے قریب سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ گن شپ ہیلی کاپٹر نے بھی اپنا رخ ان کی جیپ کی طرف کیا اور ان کے پیچھے آنے لگا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر سے فائرنگ بدستور ہو رہی تھی لیکن خوش قسمتی سے صفدر یا کسی اور کو گولی نہیں لگی تھی۔ پھر اچانک فائرنگ بند ہو گئی لیکن گن شپ ہیلی کاپٹر بدستور ان کے عقب میں اڑتا ہوا آ رہا تھا۔

"جیپ سے اتر جاؤ۔ جلدی"..... یکلخت صفدر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا تو صالحہ، کیپٹن شکیل اور تنویر نے اپنی اپنی سائیڈوں کے دروازے کھول دیئے اور دوسرے ہی لمحے وہ تینوں اپنے جسموں کو مخصوص انداز میں موڑا اور پھر انہوں نے تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیپ سے چھلانگ لگا دی اور سڑک پر گرتے ہی وہ رولنگ کرتے چلے گئے۔ چونکہ سڑک کے دونوں طرف گھنی جھاڑیاں تھیں اس لئے صفدر کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر گھنی جھاڑیوں میں دبک گئے تھے اور پوزیشنیں سنبھال لیں۔ صفدر نے بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول لیا تھا اس لئے اس نے بھی اپنے جسم کو مخصوص انداز میں سمیٹا اور پھر اس نے جیپ سے چھلانگ لگا دی اور وہ بھی رولنگ کرتا چلا گیا البتہ جیپ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اسی لمحے گن شپ ہیلی کاپٹر سے ایک منی میزائل فائر ہو کر جیپ کو لگا تو

ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور جیپ کے پرخچے اڑ گئے۔ جیپ کا جلتا ہوا ملبہ بھی سڑک پر ادھر ادھر پھیل گیا تھا۔ چونکہ جیپ کو میزائل لگنے کی وجہ سے ہوا کا پریشر بڑھ گیا تھا اس لئے ہوا کے پریشر سے صفدر زمین سے اچھل کر گھنی جھاڑیوں کے قریب جا گرا۔ یہ ساری کارروائی بہت تیزی سے ہوئی تھی۔ اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ان سب جیپ سمیت پرخچے اڑ چکے ہوتے۔

گن شپ ہیلی کاپٹر میں موجود افراد نے بھی صفدر اور اس کے ساتھیوں کو جیپ سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس لئے اب جھاڑیوں پر فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔ گن شپ ہیلی کاپٹر سے فائرنگ کرنے والے کو اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا کہ صفدر اور اس کے ساتھی کہاں موجود ہیں اس لئے وہ اندھا دھند فائرنگ کر رہا تھا۔ اچانک صفدر کو صالحہ کی دردناک چیخ سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا کہ صالحہ کو گولی لگ گئی ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں سے تھوڑا دور جھاڑیوں میں موجود تھا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر ایک درخت کے قریب ہی فضا میں معلق تھا اور فائرنگ بند ہو گئی تھی۔ شاید ہیلی کاپٹر میں موجود افراد جائزہ لے رہے تھے کہ صفدر اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں یا ابھی زندہ ہیں۔ صفدر کی نظر ایک درخت پر پڑی تو دوسرے ہی لمحے اسے ایک خیال آ گیا۔ وہ اٹھا اور جھکے جھکے انداز چلتا ہوا اس درخت کی طرف بڑھنے لگا۔ درخت کے قریب پہنچنے کے بعد اس نے مشین گن اپنی کمر کے گرد لٹکائی اور گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر درخت کے متوازی معلق تھا البتہ پائلٹ بیٹھا صاف دکھائی دے رہا تھا اور دو افراد آنکھوں سے دوربین لگائے جھاڑیوں کی طرف دیکھنے میں مصروف تھے۔ صفدر چند لمحے ان کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بندر کی سی پھرتی کے ساتھ درخت پر چڑھنے لگا۔ وہ درخت کی ایک شاخ پر پہنچ کر گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر اب وہاں سے صاف دکھائی دے رہا تھا اور اس میں موجود افراد بھی واضح دکھائی دے رہے تھے۔ اس میں پائلٹ کے علاوہ چار افراد اور بھی موجود تھے جنہوں نے بلیک کلر کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ اسی لمحے گن شپ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ بلند ہونے لگا تو صفدر نے تیزی سے کمر کے گرد لٹکائی ہوئی مشین گن اتاری اور پائلٹ کا نشانہ لینے لگا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر اب تھوڑا بلند ہو گیا تھا۔ اسی لمحے صفدر نے پائلٹ کو گولی مار دی۔ گولی پائلٹ کے سر میں لگی اور وہ ایک لمحے میں ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے گن شپ ہیلی کاپٹر یکلخت فضا میں بلند ہوتا چلا گیا اور کافی بلندی پر پہنچ گیا۔ پھر جس رفتار سے گن شپ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا تھا اسی رفتار سے زمین کی طرف آنے لگا اور پھر زمین پر گر کر ایک دھماکے سے بلاسٹ ہو گیا۔ اس کے پرخچے اڑ گئے تھے اور اس کے جلتے ہوئے ٹکڑے ادھر ادھر جا گرے تھے۔ صفدر درخت سے نیچے اتر کر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ صالحہ زخمی ہو گئی تھی۔ اس کے بازو سے خون نکل رہا تھا جس سے اس کی شرٹ بھرتی جا رہی تھی۔ صالحہ نے دوسرے ہاتھ سے اپنے زخم کو دبایا ہوا تھا تاکہ مزید خون نہ نکل سکے جبکہ کیپٹن شکیل اپنے بیگ میں سے میڈیکل باکس نکال رہا تھا۔ صفدر ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔

"لاؤ مجھے دو۔ میں صالحہ کے زخموں کی بینڈیج کرتا ہوں"...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ کیپٹن شکیل سے میڈیکل باکس لے کر صالحہ کے زخمی بازو کی بینڈیج کرنے لگا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ صالحہ بھی مسکرا دی تھی لیکن اس نے کہا کچھ نہیں تھا۔ صفدر نے اس کی طرف دیکھا نہیں تھا۔ وہ صالحہ کے زخمی بازو کی بینڈیج کرنے میں مصروف تھا۔ گولی صالحہ کے

بازو سے ٹکرا کر نکل گئی تھی اس لئے صفدر نے اس کے بازو کی جلدی جلدی بینڈ تیج کر دی۔ پھر صفدر نے میڈیکل باکس بند کر کے کیپٹن شکیل کو دے دیا جو اس نے اپنے بیگ میں رکھا اور بیگ کو پشت پر باندھ لیا۔

"صفدر۔ تم نے ہیلی کاپٹر کو بالکل فلمی انداز میں تباہ کیا ہے"..... تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ہیلی کاپٹر حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ ہم ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر بھوشن پور جاتے لیکن ہیلی کاپٹر زمین پر نہیں اتر رہا تھا اس لئے اسے تباہ کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا"..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے۔ ریڈ آئی ایجنسی کے مزید ایجنٹ بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ چلو اٹھو"..... صفدر نے کہا اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ چاروں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

☆.....☆.....☆

عمران اور اس کے ساتھی ابھی تک جیپ میں سوار تھے اور جیپ ہائی سپیڈ میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ انہیں سفر کرتے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اچانک جیپ کے ڈیش بورڈ پر پڑے پرشاد کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ پھر اس نے سیل فون اٹھا کر دیکھا تو اس کی سکرین پر کرنل پاڈال کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

"کرنل پاڈال کا فون ہے"..... جولیا نے عمران سے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"جے کشن بول رہا ہوں باس"..... عمران نے جے کشن کے لب و لہجے میں کہا۔ اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا تھا۔

"کرنل پاڈال بول رہا ہوں جے کشن۔ آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے تم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں نہیں پہنچا ئیں"..... دوسری طرف سے کرنل پاڈال کی کرخت آواز سنائی دی۔

"سوری باس۔ دراصل راستے میں ٹریفک جام تھا اس لئے مجھے دیر ہو گئی ہے۔ اب میں راستے میں ہی ہوں۔ دس منٹ تک میں پہنچ جاؤں گا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جلدی پہنچو"..... کرنل پاڈال کی تحکمانہ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی سیل فون آف کر کے دوبارہ ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

"تم نے اسے دس منٹ کا کیوں کہا ہے۔ دس منٹ گزرتے ہی وہ دوبارہ تمہیں کال کرے گا"..... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بے شک فون کرے۔ میرا کیا جاتا ہے کافرستان حکومت کو بل بھرنا ہو گا اس کی فون کالز کا"..... عمران نے لاپرواہی کے انداز میں جواب دیا تو جولیا نے منہ بنا لیا۔

''عمران۔ اگر دس منٹ تک پرشاد نے ہماری لاشیں ہیڈ کوارٹر نہ پہنچائیں تو کرنل پاڈال کہیں مشکوک نہ ہو جائے''...... روزی راسکل نے کہا۔

''کرنل پاڈال اب بھی شکوک میں مبتلا ہے۔ اسے ہمارے مرنے کا یقین نہیں ہے۔ اس نے کہا تو ہے کہ وہ ہماری لاشیں دیکھنے کے لئے بے چین ہے اس لئے جب تک وہ ہماری لاشیں نہیں دیکھے گا اسے یقین نہیں آئے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''پھر تو ہمارا ٹکراؤ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹوں سے ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آگے موڑ تھا اور سڑک بائیں جانب جا رہی تھی۔ عمران نے جیسے ہی جیپ موڑی تو اچانک ایک جیپ سامنے آ گئی۔ عمران نے جیپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ اس نے یکدم ہی اسٹیئرنگ کو موڑ دیا تھا جس کی وجہ سے جیپ دائیں طرف ڈھلوان کی طرف الٹ گئی اور پھر جیپ الٹتی پلٹتی ہی چلی گئی۔ دوسری جیپ کا ڈرائیور بھی جیپ پر کنٹرول نہ کر سکا تھا اس لئے وہ بھی ایک خوفناک دھماکے سے ایک چٹان سے ٹکرا گئی تھی۔ ڈھلوان کے کنارے پر گھنی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اور ان جھاڑیوں کے پیچھے ایک گہری کھائی تھی۔ یوں جیپ کے الٹنے پلٹنے سے جولیا اور روزی راسکل کا سر جیپ کی چھت سے ٹکرا گیا تھا جس کے باعث وہ دونوں زخمی ہو گئی تھیں البتہ عمران اور ٹائیگر معمولی زخمی ہوئے تھے۔ جیپ جھاڑیوں کے قریب پہنچ کر ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اب جیپ کا آدھا حصہ ڈھلوان کی طرف تھا اور آدھا حصہ گہری کھائی کی طرف تھا۔ چونکہ جیپ کا بیلنس برابر تھا اور جیپ جھاڑیوں کی وجہ سے رک گئی تھی اس لئے وہ گہری کھائی میں نہ گر رہی تھی۔ اگر جیپ کھائی میں گر جاتی تو وہ چاروں بھی اس جیپ کے ساتھ ہی گہری کھائی میں گر جاتے اور جیپ کے بلاسٹ ہونے کے ساتھ ہی ان چاروں کے ٹکڑے بھی کھائی میں بکھر جاتے۔ عمران جانتا تھا کہ جیپ کسی بھی وقت گہری کھائی میں گر سکتی ہے اس لئے وہ انتہائی احتیاط سے جیپ سے باہر نکلنا چاہتا تھا البتہ یہ صورت حال دیکھ کر جولیا کے حلق سے حقیقتاً چیخیں نکل گئیں اور اس کے چہرے پر پریشانی اور خوف کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔

''ارے ارے کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیوں چیخ رہی''...... عمران نے بوکھلا کر کہا۔

''عمران۔ دیکھو۔ ہم موت کے دہانے پر کھڑے ہیں''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا ہوا۔ یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے ہم تو ہر مشن میں ہی موت کے دہانے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ٹائیگر، روزی راسکل۔ تم دونوں ٹھیک تو ہو نا''...... عمران نے پہلے جولیا کو جواب دیا اور پھر ٹائیگر اور روزی راسکل سے پوچھا۔

''ہاں باس۔ میں ٹھیک ہوں البتہ روزی راسکل کو سر پر چوٹیں آئی ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ تم اس کے سر کے زخموں کی بینڈیج کر دینا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ عمران کا ہر حکم مانتا تھا اس لئے وہ عمران کی بات کیسے ٹال سکتا تھا۔

''اب اس جیپ سے باہر کیسے نکلیں گے'' ...... جولیا نے پوچھا۔

''کسی نہ کسی طرح نکل ہی جائیں گے'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے۔ اگر میں جیپ سے اتر کر جیپ کو رسی کے ذریعے پتھر سے باندھ دوں تو ہم جیپ سے باہر بھی نکل آئیں گے اور جیپ بھی کھائی میں نہیں گرے گی'' ۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

''تمہارا آئیڈیا تو اچھا ہے لیکن تم جیپ سے اتر گئے تو جیپ کا بیلنس خراب ہو سکتا ہے۔ پھر ہم چاروں کو موت کے منہ میں جانے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ جیپ بالکل جھاڑیوں سے اٹکی ہوئی ہے'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے آپ یا مس جولیا پچھلی سیٹ پر آ جائیں تو جیپ کا بیلنس خراب نہیں ہوگا اور میں جیپ سے اتر بھی جاؤں گا'' ...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں یہ ٹھیک ہے۔ جولیا۔ اللہ کا نام لو اور پچھلی سیٹ پر چلی جاؤ'' ...... عمران نے جولیا سے کہا۔

''میں کیسے باہر نکلوں۔ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا'' ...... جولیا نے پریشان لہجے میں کہا۔

''کوشش کرنے میں کیا حرج ہے'' ...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور جیپ کی پچھلی سیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ دوسرے ہی لمحے جیپ کھائی کی طرف جھکنے لگی تو جولیا کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ اپنی جگہ پر رک گئی۔

''عمران۔ عمران'' ...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے عمران کا بازو پکڑ لیا۔

''گھبراؤ نہیں جولیا۔ ہمت سے کام لو۔ تم آہستہ آہستہ اور انتہائی احتیاط سے جیپ کی پچھلی سیٹ کی طرف جاؤ'' ...... عمران نے اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔

''مجھے ڈر لگ رہا ہے'' ...... جولیا نے کہا۔

''کیوں ڈر لگ رہا ہے۔ چلو ہمت سے کام لو'' ...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر جولیا آہستہ آہستہ جیپ کی پچھلی سیٹ کی طرف بڑھنے لگی تو جیپ نے دھیرے دھیرے جھولنا شروع کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے جولیا اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ٹائیگر اور روزی راسکل مسکراتی ہوئی نظروں سے جولیا کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''ارے ارے۔ کیوں بیٹھ گئی ہو'' ...... عمران نے کہا۔

''میں نہیں جاتی۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے'' ...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پریشانی اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھی۔

''ارے تم تو لیڈی سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ پھر بھی ڈر رہی ہو میں بھی تو تمہارے ساتھ ہوں نا۔ اگر مریں گے تو اکٹھے اور جئیں گے تو اکٹھے جئیں گے۔ اس لئے پریشان نہ ہو۔ ٹرائی کرو'' ...... عمران نے کہا۔ عمران کی یہ بات سن کر جولیا کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی اور اس کے چہرے پر خوف و ڈر غائب ہو گیا۔

"اوکے"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ لیکن انتہائی احتیاط کے ساتھ اٹھی اور پچھلی سیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ گو ایک مرتبہ جیپ کا بیلنس خراب ہوا تھا اور جولیا کے حلق سے چیخ بھی نکل گئی تھی لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور وہ پچھلی سیٹ پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ ٹائیگر جیپ کے دروازے کی طرف ہو گیا تھا اس لئے جیسے ہی جولیا پچھلی سیٹ پر پہنچ کر آرام سے بیٹھ گئی تو ٹائیگر بھی آہستہ آہستہ جیپ سے نیچے اتر گیا۔ ٹائیگر کے جیپ سے اترنے سے جیپ تھوڑی سی ہلی ضرور تھی لیکن وہ کھائی میں نہیں گری تھی۔ جیپ سے اترنے کے بعد ٹائیگر نے اپنی پشت سے بیگ اتار کر اسے زمین پر رکھا اور اس کی زپ کھول کر رسی کا ایک بنڈل نکال لیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔ اس نے بنڈل کو کھولا اور اس نے پہلے جیپ کی پچھلی سائیڈ پر ایک ہک میں رسی کا ایک سرا باندھا اور پھر باقی رسی کو کھینچتے ہوئے وہ ایک چٹان کی طرف بڑھ گیا۔ چٹان کے قریب پہنچ کر اس نے رسی کا دوسرا سرا پتھر سے باندھنا شروع کر دیا۔ وہ پتھر بہت بڑا اور وزنی معلوم ہو رہا تھا اس لئے ٹائیگر کو اس کے گرد رسی باندھنے میں وقت لگ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے پتھر کے گرد رسی باندھ دی۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ وہ اٹھا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"اب آپ سب جیپ سے اتر آئیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب سے پہلے روزی راسکل جیپ سے اتری۔ اس کے بعد جولیا اور سب سے آخر میں عمران جیپ سے باہر نکل آیا۔

"ٹائیگر۔ تم نے آج عقل مندی کا ثبوت دیا ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران کی صحبت کا اثر ہے ورنہ اس میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش رہا۔

"ٹائیگر۔ رسی کو کھول دو"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ روزی راسکل کو گھورتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا تم جیپ کھائی میں گرانا چاہتے ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیوں۔ تم کیوں ایسا کر رہے ہو۔ کیا اب ہم اعظم گڑھ پیدل جائیں گے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ روزی راسکل کے چہرے پر بھی حیرت مترشح تھی۔

"ہم اعظم گڑھ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ میں یہ جیپ اس لئے کھائی میں گرانا چاہتا ہوں تاکہ اگر ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ ہماری تلاش میں اس طرف آ بھی جائیں تو انہیں یہی تاثر ملے کہ ہماری جیپ کھائی میں گر گئی ہے۔ وہ لازماً ہمیں چیک کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح ان کا کافی وقت لگ جائے گا اور ہم بھوشن پور پہنچ چکے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم واقعی دوراندیش ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جس جیپ کے ساتھ ہماری ٹکر ہوتے ہوتے رہ گئی تھی اس کا کیا بنا ہو گا"...... روزی راسکل نے کہا۔

"اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو روزی راسکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جیپ سے رسی کھول لی تو جیپ حرکت میں آئی اور گہری کھائی میں گرتی چلی گئی۔ دوسرے ہی لمحے ایک دھماکہ ہوا جس کی آواز دور دور تک پھیلتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے پتھر سے رسی کھول کر اسے بنڈل بنا کر واپس بیگ میں رکھ لیا اور بیگ پشت پر پہن لیا تھا۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا، ٹائیگر اور روزی راسکل بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ ڈھلوان چڑھ کر وہ سڑک پر پہنچے تو انہیں وہ جیپ دکھائی دی جس سے عمران نے اپنی جیپ ٹکرانے سے بچائی تھی۔ وہ جیپ ایک چٹان سے ٹکرا کر الٹی پڑی ہوئی تھی اور خاصی پچک گئی تھی۔ عمران نے جیپ کا جائزہ لیا۔ جیپ میں چھ افراد سوار تھے جو جیپ کی سیٹوں میں پھنسے ہوئے تھے اور جیپ کے پچکنے سے ہلاک ہو چکے تھے۔ جیپ کے دروازے پر ریڈ آئی لکھا ہوا تھا اور عمران سمجھ گیا تھا کہ ہلاک ہونے والے افراد کا تعلق ریڈ آئی ایجنسی سے تھا اور وہ انہیں ہلاک کرنے کے لئے آ رہے تھے۔ عمران نے پرشاد کا سیل فون نکال کر اس کی بیٹری نکالی اور پھر سیل فون اور بیٹری دونوں ہی ایک کھائی میں پھینک دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ کرنل پاڈال دس منٹ گزرنے کے بعد پھر اسے فون کر سکتا ہے۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا تو سب تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے عمران کے پیچھے بڑھنے لگے۔

☆......☆......☆

کرنل پاڈال کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے آفس میں انتہائی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سیل فون تھا اور وہ ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے رک کر بار بار سیل فون کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کسی کی کال کا شدت سے انتظار ہو۔

جب کرنل پاڈال کو بے کشن نے اطلاع دی تھی کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے کور کر لیا ہے تو اس نے بے کشن کو حکم دیا تھا کہ وہ فوری طور پر پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اس نے بے کشن کو فون کیا تھا جس نے اسے بتایا تھا کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا اور وہ ان کی لاشیں لے کر ہیڈ کوارٹر آ رہا ہے۔ بے کشن نے بتایا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لے کر آدھے گھنٹے میں ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گا لیکن چالیس منٹ کے بعد کرنل پاڈال نے اسے خود اسے فون کر کے پوچھا تو اس نے بتایا تھا کہ وہ راستے میں ٹریفک میں پھنس گیا تھا اور اب وہ ہیڈ کوارٹر آ رہا ہے۔ اس نے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا وقت دس منٹ بتایا تھا لیکن اب بیس منٹ گزر چکے تھے اور بے کشن ہیڈ کوارٹر نہیں پہنچا تھا۔

"نانسنس۔ بے کشن اب کہاں مر گیا ہے۔ بیس منٹ گزر چکے ہیں وہ ہیڈ کوارٹر نہیں آیا"...... کرنل پاڈال نے ایک بار پھر رک کر سیل فون کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔ پھر اس نے سیل فون آن کیا اور بے کشن کے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔ نمبر پریس

کرنے کے بعد اس نے سیل فون کان سے لگایا لیکن اسے دوسری طرف سے جے کشن کا نمبر سوئچڈ آف ملا تو اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"نانسنس۔ اس نے اپنا سیل فون ہی آف کر دیا ہے".....کرنل پاڈال نے غصیلے لہجے میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ وہ ایک بار پھر ٹہلنے لگا۔ اسی لمحے اس کے سیل کی بیل بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک کر رک گیا اور سیل فون کی طرف دیکھنے لگا۔ سیل فون کی اسکرین پر ایک نام آنند ڈسپلے ہو رہا تھا۔

آنند، جے کشن کے سیکشن کا ایک ممبر تھا۔ کرنل پاڈال حیران ہو رہا تھا کہ آنند اسے کیوں فون کر رہا ہے۔ گو اس کے پاس ریڈ آئی ایجنسی کے تمام سیکشنوں کے انچارجوں اور دوسرے افراد کے نمبر فیڈ تھے لیکن آج تک کسی بھی ممبر نے اسے ڈائریکٹ فون نہیں کیا تھا۔ ریڈ آئی ایجنسی کے سیکشنوں کے انچارج ہی اسے فون کرتے تھے البتہ ضرورت کے تحت کرنل پاڈال کسی بھی ممبر کو فون کر لیتا تھا۔ اس نے یس کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس۔ کرنل پاڈال بول رہا ہوں".....کرنل پاڈال نے سرد لہجے میں کہا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ مم۔ مم۔ میں آنند۔ بب۔ بب۔ بول رہا ہوں".....دوسری طرف سے رک رک کر کہا گیا۔ آواز مردانہ تھی۔ کرنل پاڈال بے اختیار چونک پڑا۔

"بولو آنند۔ تم خیریت سے تو ہو نا۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں".....کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ میں نے آپ کو اطلاع دینی ہے کہ جے کشن صاحب اور میرے سب ساتھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں البتہ میں شدید زخمی ہوں۔ میں بڑی مشکل سے آپ کو فون کر پایا ہوں".....آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال حیرت سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی اس کی جے کشن سے بات ہوئی تھی مگر آنند کہہ رہا تھا کہ جے کشن اور اس کے ساتھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو آنند۔ جے کشن پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی میری جے کشن سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے".....کرنل پاڈال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں باس۔ جے کشن صاحب اور میرے دیگر ساتھیوں کی لاشیں سڑک کے کنارے جھاڑیوں میں پڑی ہوئی ہیں".....آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر یقیناً مجھ سے جے کشن کی آواز میں عمران نے بات کی ہے کیونکہ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دوسروں کی ہو بہو آواز میں بول لیتا ہے۔ یقیناً عمران نے ہی جے کشن کی آواز میں مجھ سے بات کی ہے۔ مجھے اب سمجھ آ گئی ہے کہ جے کشن نے کہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لے کر آدھے گھنٹے میں ہیڈ کوارٹر پہنچ رہا ہے۔ اب تم کہاں ہو".....کرنل پاڈال نے یکلخت چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بب۔ بب۔ باس۔ میں اعظم گڑھ جانے والی سڑک پر موجود ہوں"..... آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی کسی کو بھیج رہا ہوں جو تمہیں ہسپتال میں ایڈمٹ کرادے گا"..... کرنل پاڈال نے کہا اور پھر اس نے سیل فون آف کر کے جیب میں رکھا اور میز کی طرف بڑھ گیا۔ اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"..... رابطہ ہوتے ہی اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اعظم گڑھ روڈ پر آنند زخمی حالت میں موجود ہے۔ دھرمندر کو فون کر کے کہو کہ وہ فوراً وہاں سے آنند کو لے کر ہسپتال پہنچا دے"..... کرنل پاڈال نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر ہی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسے رسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ کرنل پاڈال نے اپنے کوٹ کی جیب میں موجود سیل فون نکال کر اس کی سکرین کی طرف دیکھا تو سکرین پر رگھوداس کا نام بلنک ہو رہا تھا۔ رگھوداس نارائن کے سیکشن کا ممبر تھا۔ کرنل پاڈال نے یس کا بٹن پریس کر کے سیٹ اپنے کان سے لگا لیا۔

"کرنل پاڈال اٹنڈنگ"..... کرنل پاڈال نے کہا۔

"باس۔ میں رگھوداس بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

"یس رگھو۔ کس لئے فون کیا ہے۔ نارائن کہاں ہے"..... کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"باس۔ باس نارائن کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہلاک کر دیا ہے۔ باس نارائن روپال پور ایئر فورس کی چیک پوسٹ پر موجود تھے کہ چیک پوسٹ پر کسی اجے نامی آدمی نے فون کر کے اطلاع دی کہ چار افراد جن میں ایک لڑکی بھی ہے اس کے تین گھوڑے اغوا کر کے لے گئے ہیں اور اس نے انہیں روپال پور جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب وہ چاروں گھڑ سوار روپال پور چیک پوسٹ پر پہنچے تو باس نارائن نے ان سے تفتیش کی اور انہیں ان افراد پر شک پڑ گیا کہ شاید وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں چنانچہ انہوں نے ایئر فورس والوں کو انہیں ہلاک کرنے کا حکم دے دیا لیکن ان چاروں افراد نے ان سب سے مشین گنیں جھپٹ کر انہیں گولیاں مار دیں۔ ایئر فورس کا ایک آدمی شدید زخمی ہو گیا تھا اس نے راجندر کو فون کر کے گن شپ ہیلی کاپٹر منگوا لیا۔ شدید فائرنگ کے بعد پاکیشیائی ایجنٹ نے گن شپ ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیا اور اب وہ روپال پور کی طرف چلے گئے ہیں۔ باس نارائن کے حکم پر میں بس میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو چیک کرتا ہوا روپال پور چیک پوسٹ پر پہنچا تو یہ صورتحال مجھے معلوم ہوئی ہے"..... رگھوداس نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال کی حالت دیدنی تھی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ گیا تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ کرنل پاڈال نے رگھوداس سے مزید کوئی بات نہ کی اور اپنا سیل فون آف کر کے میز پر رکھا اور اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں سچ کہا جاتا ہے کہ یہ انتہائی فعال، تیز اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور ان کا مقابلہ دنیا کی کوئی بھی ایجنسی نہیں کر سکتی"..... کرنل پاڈال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ علیحدہ علیحدہ دو گروپوں کی صورت میں

بھوشن پور کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اگر انہیں نہ روکا گیا تو وہ بھوشن پور پہنچ کر نہ صرف زیرِ سمندر لیبارٹری تلاش کر لیں گے بلکہ وہ اسے تباہ بھی کر دیں گے اس لئے انہیں روکنے کے لئے فوری اور موثر اقدامات کی ضرورت تھی چنانچہ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور راجندر کو کال کرنے لگا۔

☆......☆......☆

راجندر اس وقت بھوشن پور میں ایک غار میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک میز اور چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میز پر ایک ٹیلی فون اور ایک جدید ترین ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ غار میں باقاعدہ لائٹنگ ہو رہی تھی اور غار کی ایک دیوار پر چار اسکرینیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک سکرین میں بھوشن پور کی طرف آنے والا اعظم گڑھ کا راستہ اور دوسری سکرین میں روپال پور کا راستہ دکھائی دے رہا تھا۔ تیسری سکرین پر ساحل سمندر دکھائی دے رہی تھی جبکہ چوتھی سکرین پر پاکیشیائی سرحد دکھائی دے رہی تھی۔ آبدوز دوسری غار میں موجود تھی جو کیپسول نما تھی۔ یہ آبدوز زمین پر بھی چلتی تھی اور پانی کے اندر بھی۔ یہ آبدوز مخصوص کوڈ سے چلتی تھی اور اس کے کمپیوٹر میں لیبارٹری کا فاصلہ فیڈ تھا۔ یہ جب چلتی تھی تو ڈائریکٹ لیبارٹری ون کی طرف جاتی تھی۔

یہ غار ریڈ آئی ایجنسی کا پوائنٹ تھا جس کا انچارج راجندر تھا۔ ریڈ آئی ایجنسی نے یہ پوائنٹ زیرِ سمندر لیبارٹری ون کی حفاظت کے لئے بنایا تھا۔ راجندر کے ساتھ مزید بیس افراد بھی موجود تھے جو بھوشن پور کی مختلف جگہوں پر موجود تھے۔ غار کے باہر ایک ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا تھا اور یہاں دو گن شپ ہیلی کاپٹر چوبیس گھنٹے موجود رہتے تھے۔ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر تو بے گشن نے منگوایا تھا جو پاکیشیائی ایجنٹوں نے تباہ کر دیا تھا جبکہ دوسرا ہیلی کاپٹر ابھی تک موجود تھا۔

راجندر نے جینز پہن رکھی تھی اور وہ دیکھنے میں انگریزی فلموں کا ہیرو لگ رہا تھا۔ اس کا چہرہ قدرے لمبوترا اور جسم خاصا ابھرا ابھرا سا تھا۔ وہ ریڈ آئی ایجنسی کا سیکرٹ ایجنٹ تھا۔ اس کے کارناموں کی بھی ایک طویل لسٹ تھی۔ اس نے کافرستان کی مختلف ایجنسیوں اور کافرستان سیکرٹ سروس میں کام کیا تھا۔ اس کی کارکردگی شاندار تھی اس لئے جب ریڈ آئی ایجنسی بنائی گئی تھی تو کافرستانی صدر نے راجندر کو کافرستان سیکرٹ سروس سے لے کر ریڈ آئی ایجنسی میں بھیج دیا تھا اور اس کی مراعات میں بھی اضافہ کر دیا گیا تھا۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے راجندر کو ریڈ آئی ایجنسی میں لے جانے پر احتجاج تو کیا تھا لیکن اس کا احتجاج کافرستانی صدر کے سامنے بے سود ثابت ہوا تھا۔

بھوشن پور کا پہاڑی علاقہ بے حد خوبصورت اور وسیع و عریض تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جنگلات کا بھی طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دوسرے ممالک کے سیاح اس علاقے میں ضرور سیاحت کرنے آتے تھے۔

بھوشن پور سے تقریباً دس کلومیٹر باہر باقاعدہ ایک چیک پوسٹ بنائی گئی تھی جہاں پر آنے جانے والوں کے کوائف درج کئے جاتے تھے۔ ان کی اور گاڑیوں کی تلاشی لی جاتی تھی تاکہ کوئی اسلحہ یا ایسا مواد جس سے جنگل میں آگ بھڑک سکتی ہو اندر نہ جا سکے۔ ریڈ آئی ایجنسی نے پہاڑیوں سے منسلک بھوشن پور ٹاؤن میں مخصوص کیمرے بھی نصب کرائے ہوئے تھے جن کی چیکنگ غار کے ایک کمرے میں

چوبیس گھنٹے جاری رہتی تھی۔

سمندری آبدوز سمندر کے کنارے ایک خفیہ جگہ پر موجود تھی۔ یہ جدید آبدوز تھی جس کے ذریعے لیبارٹری وِن میں خورد و نوش کا سامان پہنچایا جاتا تھا۔

راجندر کی نظریں دیوار پر لگی سکرینوں پر جمی ہوئی تھیں کہ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راجندر نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"راجندر بول رہا ہوں"...... راجندر نے کہا۔

"کرنل پاڈال بات کریں گے"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو راجندر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"ہیلو۔ کرنل پاڈال بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے کرنل پاڈال کی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ راجندر بول رہا ہوں"...... راجندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"راجندر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو گروپ اعظم گڑھ اور روپال پور کے راستے سے بھوشن پور کی طرف آ رہے ہیں۔ انہیں ہلاک کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے لیکن یہ بچ نکلے ہیں۔ اپنے ساتھیوں کو الرٹ کر دو جیسے ہی وہ دونوں گروپ بھوشن پور کی حدود میں داخل ہوں تو انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے"...... کرنل پاڈال نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے ساتھی چوبیس گھنٹے الرٹ ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک بھی ممبر زندہ نہیں بچ سکے گا"...... راجندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر ناز ہے۔ اور ہاں۔ عمران، پرشاد کے میک اپ میں ہے۔ اسے کسی طور زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں"...... کرنل پاڈال کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو راجندر نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے ایک مرتبہ پھر دیوار پر لگی سکرینوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اچانک ایک سکرین پر راجندر کو پہاڑیوں کے عقب میں دو مرد اور دو عورتیں دکھائی دیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ جس سکرین پر دو مرد اور دو عورتیں دکھائی دے رہی تھیں وہ راستہ اعظم گڑھ سے بھوشن پور آتا تھا۔ ایک آدمی کو دیکھتے ہی راجندر چونک پڑا کیونکہ وہ ریڈ آئی ایجنسی کا ایجنٹ پرشاد تھا۔ اگر کرنل پاڈال اسے نہ بتاتا تو شاید وہ بھی دھوکا کھا جاتا۔ دوسرے ہی لمحے وہ چاروں مرد اور عورتیں سکرین سے غائب ہو گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں"...... راجندر نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور تیزی سے اس کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد وہ کال دینے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو ارجن۔ راجندر کالنگ۔ اوور"...... راجندر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ارجن اٹنڈنگ۔ اوور"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ارجن۔ تمہارے عقب میں پہاڑیوں کے پیچھے دو مرد اور دو عورتیں موجود ہیں۔ انہیں کور کرنے کی کوشش کرو۔ میں وہاں آ رہا ہوں۔ اوور''...... راجندر نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو راجندر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر کے ٹرانسمیٹر میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پائلٹ سے کہو کہ وہ ریڈی ہو جائے''...... راجندر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

غار سے باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہیلی پیڈ کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر میں پائلٹ موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر اسٹارٹ تھا۔ راجندر اچھل کر ہیلی کاپٹر میں پائلٹ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر سوار ہوا تو پائلٹ نے راجندر کے اشارے پر ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔

''اس طرف چلو''...... راجندر نے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ اس طرف موڑ دیا جدھر راجندر نے اشارہ کیا تھا۔

☆......☆......☆

عمران اور اس کے ساتھی اعظم گڑھ کے راستے سے پیدل چلتے ہوئے بھوشن پور کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران کے گلے میں ایک دوربین لٹکی ہوئی تھی۔ انہیں سفر کرتے ہوئے چار گھنٹے لگ گئے تھے اور وہ راستے میں کہیں بھی نہیں رکے تھے۔ بالآخر وہ پہاڑیوں کے اردگرد بنے ہوئے راستوں اور چھوٹی موٹی کھائیوں کے پاس سے گزرتے ہوئے بھوشن پور کے اس پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے تھے جہاں ریڈ آئی ایجنسی نے زیر سمندر لیبارٹری کی حفاظت کے لئے اپنا پوائنٹ بنایا ہوا تھا۔ یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ان کا ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹوں سے دوبارہ سامنا نہیں ہوا تھا۔

''عمران۔ میرا خیال ہے کہ تم صفدر کو فون کر کے پوچھو کہ وہ کہاں موجود ہیں''...... اچانک جولیا نے عمران سے کہا تو عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

''تمہیں صفدر، صالحہ اور کیپٹن شکیل کی فکر ہو رہی ہے یا اپنے بھائی تنویر کی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو جولیا نے منہ بنا لیا جبکہ ٹائیگر اور روزی راسکل مسکرا دیئے۔

''تم سے بات کیا کی جائے اور آگے سے تم جواب کیا دیتے ہو''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ تم کیوں جولیا کو تنگ کرتے رہتے ہو''...... روزی راسکل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جولیا کو تنگ کر کے مجھے بہت مزہ آتا ہے''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو ٹائیگر اور روزی راسکل کے چہرے پر

مسکراہٹ ابھر آئی جبکہ جولیا گھور کر عمران کو دیکھنے لگی۔

"جولیا۔ ایسے مت گھورو ورنہ میں کسی کھائی میں گر جاؤں گا"..... عمران نے ایک بار پھر معصوم لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"پکے شیطان ہو تم"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روزی راسکل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

ایک پہاڑی کی سائیڈ سے گزرتے ہوئے وہ جیسے ہی آگے بڑھے تو اچانک عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ اسے چٹان کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کے ساتھی بھی چٹان کی اوٹ میں ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ جولیا کوئی سوال کرتی عمران نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو گئی۔ چٹان کے قریب ہی ایک بڑا پتھر پڑا ہوا تھا۔ عمران نے تیزی سے اپنی آنکھوں سے دوربین لگائی اور وہ اس پتھر پر چڑھ کر ایک طرف دیکھنے لگا۔ اسے تھوڑی ہی دور بلیک کلر کی یونیفارم میں ملبوس ایک نوجوان دکھائی دیا۔ اس نوجوان کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ وہ آدمی عمران کو اچانک ہی نظر آیا تھا۔ عمران دوربین آنکھوں سے لگائے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہاں درختوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور بڑی بڑی اور بلند جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اسے ایک درخت کی شاخ پر ایک منی سرچ کیمرہ دکھائی دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ پھر عمران نے اس نوجوان کی طرف دیکھا جسے اس نے پہلے دیکھا تھا تو وہ اس وقت ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔ چونکہ وہ کافی فاصلے پر موجود تھا اس لئے عمران کو اس کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ عمران پتھر سے نیچے اتر آیا۔

"ہماری مانیٹرنگ ہو رہی ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم ٹریس کر لئے گئے ہیں"..... عمران نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر اب کیا کریں"..... جولیا نے پوچھا۔

"ٹائیگر، روزی راسکل۔ تم دونوں اس طرف چلے جاؤ اور جو بھی تمہیں دکھائی دے اسے آف کرتے جانا جبکہ میں اور جولیا اس طرف جاتے ہیں"..... عمران نے ٹائیگر اور روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ٹائیگر اور روزی راسکل دونوں ہی جھکے جھکے انداز میں دائیں طرف بڑھتے چلے گئے۔

"آؤ جولیا"..... عمران نے جولیا سے کہا اور پھر وہ بھی جھکے جھکے انداز میں جھاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تھی۔ جھاڑیوں میں گھستے ہی عمران کرالنگ کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا تو جولیا نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ بھی کرالنگ کرتی ہوئی عمران کے پیچھے بڑھنے لگی۔ عمران اس نوجوان کی طرف بڑھ رہا تھا جو ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ جھاڑیاں اوپر چٹان کی طرف جا رہی تھیں اس لئے عمران اور جولیا کرالنگ کرتے ہوئے اونچائی کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پہاڑی کے کنارے پر آتے ہی عمران اور جولیا

رک گئے تو عمران نے جھاڑیوں ہٹا کر چٹان کے پر موجود بلیک کلر کے لباس میں ملبوس نوجوان کی طرف دیکھا تو وہ نوجوان مشین گن تھامے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک عمران کو ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک کر رک گیا۔ اس نے سر جھاڑیوں سے نکال کر دیکھا تو اسے دور سے ایک گن شپ ہیلی کاپٹر آتا ہوا دکھائی دیا۔ نوجوان بھی ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگ گیا تھا اور عمران کو اسے کور کرنے کا موقع مل گیا تھا۔

''میں اسے کور کرتا ہوں'' ...... عمران نے جولیا سے کہا اور پھر اس نے زمین پر پڑے پتھروں میں سے ایک پتھر اٹھا کر اسے کھینچ کر مسلح نوجوان کو مار دیا۔ پتھر مسلح نوجوان کے سر پر لگا اور اس نے منہ سے ''اوغ'' مشین گن زمین پر پھینک کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ عمران نے چٹان کا کنارہ پکڑا اور تیزی سے اس پر چڑھ گیا۔ عمران کے قدموں کی آہٹ کی آوازیں سر تھامے نوجوان نے سن لی تھیں اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا لیکن عمران کی بھرپور لات اس کے سر پر پڑی اور وہ اچھل کر چٹان پر گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر بیٹھتا عمران نے مکا اس کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ نوجوان منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر ہی چٹان پر گر کر بے ہوش ہو گیا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر اب قریب آ گیا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ انہیں ٹریس کرنے کے لئے ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ اس طرف آ رہے ہیں۔ عمران نے بے ہوش نوجوان کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹتا ہوا چٹان کے کنارے کی طرف لے گیا۔ اس چٹان کی دوسری طرف گہری کھائی تھی اور عمران نے بے ہوش نوجوان کو اس کھائی میں پھینک دیا۔ پھر اس نے مشین گن اٹھائی اور جھکے جھکے انداز میں جھاڑیوں کی طرف بڑھا جدھر جولیا موجود تھی۔

''آؤ جولیا'' ...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور چٹانیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ جولیا بھی اٹھی اور وہ بھی چٹانیں پھلانگتے ہوئے اس کے پیچھے بڑھنے لگی۔ وہ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اسی لمحے گن شپ ہیلی کاپٹر سے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ان پر گولیاں برسنی شروع ہو گئیں لیکن عمران اور جولیا نہیں رکے وہ چٹانوں سے کود کر اور چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے جھکے جھکے انداز میں مسلسل آگے بڑھتے رہے اور گولیاں ارد گرد چٹانوں اور پتھروں پر پڑ رہی تھیں۔ ایک چٹان کے قریب پہنچتے ہی عمران رک گیا اور اس نے مڑ کر جولیا کی طرف دیکھا۔

''جولیا۔ بچو'' ...... اچانک عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف ایک بڑے سے پتھر کی طرف چھلانگ لگا دی اور اسی وقت ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی بے شمار گولیاں اس کے سر کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ اگر جولیا کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہو چکی ہوتیں۔

بڑے پتھر کے قریب پہنچتے ہی جولیا بجلی کی سی تیزی سے کراننگ کرتی ہوئی پتھر کی اوٹ میں ہو گئی اور اس نے مشین پسٹل نکال لیا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے گزرتا چلا گیا اور تھوڑی دور جانے کے بعد وہ مڑا اور واپس آنے لگا۔ اچانک فائرنگ کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں جس سے علاقہ گونج رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ اس کے ساتھی بلیک ایجنسی کے ایجنٹوں سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ عمران اور

جولیا تیزی سے ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گئی تھیں اس لئے بجلی کا چڑا ایک مرتبہ پھر ان کے سروں کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ جولیا چند لمحے پتھر کی اوٹ میں بیٹھی رہی پھر وہ اٹھی اور جھکے جھکے انداز میں چلتی ہوئی اس طرف بڑھنے لگی جدھر عمران موجود تھا۔ اب فائرنگ کی آوازوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی ہو۔ گولیوں کے ساتھ ساتھ اب بم بھی بلاسٹ ہو رہے تھے۔ عمران جانتا تھا کہ ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹ ٹائیگر اور روزی راسکل پر بمباری کر رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد جولیا عمران کے پاس پہنچ گئی۔ عمران ایک چٹان کی اوٹ میں موجود تھا۔ اس نے بھی ریڈ آئی ایجنسی کے متعدد ایجنٹوں کو ہٹ کر دیا تھا۔ بجلی کا چڑا اب دور چلا گیا تھا اور اب وہ مسلسل بمباری کر رہا تھا۔

"جولیا۔ تم ٹھیک تو ہونا"...... عمران نے جولیا سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں ٹھیک ہوں"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر"...... عمران نے کہا اور پھر وہ چٹان کی اوٹ سے نکل کر آگے بڑھنے لگا۔ جولیا نے بھی اس کی پیروی کی اور اس کے پیچھے بڑھنے لگی۔ چٹانوں کو عبور کرنے کے بعد وہ دونوں ایک کچی سڑک پر پہنچ گئے جس پر قد آدم جھاڑیاں بے تحاشا اگی ہوئی تھیں۔ اچانک جھاڑیوں سے نکل کر دو مسلح افراد عمران اور جولیا کے سامنے آ گئے۔ اس سے پہلے کہ مسلح افراد عمران اور جولیا پر فائرنگ کرتے، عمران اور جولیا دونوں نے ان پر فائر کھول دیئے اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں مسلح افراد ناچتے ہوئے زمین پر گرے اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گئے۔ عمران اور جولیا ان کی لاشوں پر چھلانگتے ہوئے آگے بڑھے۔ وہ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اسی لمحے فائرنگ ہوئی اور عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے دہکتا ہوا انگارہ اس کے بازو سے رگڑ کھاتا ہوا نکل گیا ہو۔ لیکن عمران کے حلق سے چیخ نہیں نکلی تھی۔ دوسرے ہی لمحے عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور جھاڑیوں کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اسی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی بے شمار گولیاں ان کے اردگرد اور سروں سے نکلتی چلی گئیں۔ زمین پر گرتے ہی عمران نے مشین گن کا رخ اس طرف کر کے فائرنگ کر دی جدھر سے ان پر فائرنگ کی گئی تھی۔ انسانی چیخ ابھری اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"تم ٹھیک ہو عمران"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے عمران سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں تشویش تھی۔

"ہاں۔ تھوڑا سا زخم آیا ہے۔ لیکن پریشانی کی کوئی بات نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر اس طرف بڑھ گیا جدھر سے اس پر فائرنگ کی گئی تھی۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تھی۔ جھاڑیوں کے قریب ہی ریڈ آئی ایجنسی ایجنٹ مردہ حالت میں موجود تھا۔ گولیاں اس کی سر پر لگی تھیں۔ اس کی مشین گن تھوڑے فاصلے پر موجود تھی جسے آگے بڑھ کر جولیا نے اٹھالیا۔ عمران نے جولیا کو اشارہ اور پھر وہ دونوں آگے بڑھنے لگے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک کوئی چیز عمران کے پیروں کے قریب آ کر گری تو عمران نے بے اختیار چونک کر اپنے پیروں کے پاس دیکھا۔ وہ بم تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور دائیں طرف چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی اس نے چھلانگ لگائی تو ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور ہوا کے پریشر سے وہ دونوں اڑتے ہوئے دور جا گرے۔ اگر انہیں چھلانگ لگانے

میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اب تک ان کے ہزاروں ٹکڑے بکھر چکے ہوتے۔ اسی لمحے عمران اور جولیا پر فائرنگ ہونے لگی تو عمران اور جولیا نے کروٹیں بدل لیں جس کی وجہ سے گولیاں ان کے اردگرد پتھروں اور چٹانوں کو لگیں۔ فائرنگ مسلسل ان پر ہو رہی تھی اور وہ دونوں فائرنگ سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کر رہے تھے۔ عمران تیزی سے رولنگ کرتا ہوا دائیں طرف جبکہ جولیا رولنگ کرتی ہوئی بائیں طرف چٹانوں کی اوٹ میں ہو گئی تھی۔ فائرنگ کرنے والے اور بم پھینکنے والوں کو عمران نے دیکھ لیا تھا۔ وہ چار افراد تھے جو ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک چٹان پر موجود تھے۔ جس چٹان کے عقب میں جولیا موجود تھی اچانک وہاں ایک بم آ گرا۔ اس سے پہلے کہ عمران، جولیا کو آواز دیتا کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور اس چٹان کے پرخچے اڑ گئے جس چٹان کے عقب میں جولیا موجود تھی۔ چٹان کو بلاسٹ ہوتا دیکھ کر عمران کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ اس کے دماغ میں عجیب سے خیالات آنے لگے۔

"جولیا۔ جولیا"...... عمران نے جولیا کو آواز دی لیکن جولیا نے کوئی جواب نہ دیا تو عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"جولیا۔ تم خیریت سے تو ہو نا"...... عمران نے ایک بار پھر جولیا کو آواز دیتے ہوئے کہا لیکن اس بار بھی جولیا نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ عمران نے سوچا کہ اسے چٹان کے عقب میں جا کر دیکھنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے جولیا زخمی ہو گئی ہو۔ اس نے تھوڑا سا سر باہر نکال کر دیکھا تو چٹان پر چاروں مسلح افراد موجود تھے۔ اچانک عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ایک آدمی کے ہاتھ میں منی میزائل گن دیکھ لی تھی اور وہ اس چٹان کا نشانہ لے رہا تھا جس چٹان کے عقب میں عمران موجود تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی منی میزائل فائر کرتا عمران نے فضا میں ہی چھلانگ لگائی اور فضا میں اڑتے ہوئے اس نے مشین گن کا ٹریگر بھی دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں ان چاروں مسلح افراد کو لگیں اور وہ اچھلتے ہوئے ادھر ادھر جا گرے۔ چونکہ میزائل گن والا آدمی منی میزائل فائر کر چکا تھا اس لئے میزائل چٹان کو لگا اور دوسرے ہی لمحے چٹان کے ہزاروں ٹکڑے فضا میں بکھر گئے۔ پتھر کے کئی ٹکڑے عمران کو بھی لگے جس سے عمران زخمی ہو گیا تھا لیکن عمران نے اپنے زخموں کی پروا نہ کی اور وہ اٹھ کر اس طرف دوڑتا ہوا چلا گیا جدھر جولیا موجود تھی۔ اسے جولیا کی فکر ہو رہی تھی۔ وہاں پہنچ کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ نہ ہی جولیا وہاں موجود تھی اور نہ ہی خون کے چھینٹے موجود تھے۔ عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ جولیا کہاں چلی گئی ہے۔

"جولیا"...... عمران نے جولیا کو آواز دی۔

"میں ٹھیک ہوں"...... اسی لمحے عمران کو اپنے عقب میں جولیا کی آواز سنائی دی تو اس نے بے اختیار مڑ کر دیکھا۔ جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اسے دیکھ کر عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم کہاں چلی گئی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"جیسے ہی بم چٹان پر پھینکا گیا تھا تو میں ایک چٹان کے پیچھے چھپ گئی تھی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک گاڈ۔ تم بچ گئی ورنہ میں تنویر کو کیا منہ دکھاتا کہ میں اس کی بہن کی شادی سے پہلے حفاظت بھی نہیں کر سکا۔ آؤ"...... عمران

نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے آنے لگی۔ اسی لمحے انہیں دھماکے کی آواز سنائی دی لیکن عمران اور جولیا رکے نہیں وہ آگے بڑھتے رہے۔ گن شپ ہیلی کاپٹر اب زمین پر اتر گیا تھا اور عمران اور جولیا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

عمران اور جولیا کچی سڑک پر آئے ہی تھا کہ یکلخت جھاڑیوں میں سے دو مسلح افراد نکل کر ان کے سامنے آ گئے اس سے پہلے کہ وہ عمران اور جولیا پر فائرنگ کرتے عمران اور جولیا کسی پرندے کی مانند اڑتے ہوئے ان دونوں پر جھپٹے۔ دوسرے ہی لمحے دونوں مسلح افراد اچھل کر دور جا گرے۔ زمین پر گرنے سے مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تھیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ جیسے ہی وہ کھڑے ہوئے تو عمران اور جولیا نے اپنی اپنی مشین گنوں کے ٹریگر دبا دیئے۔ دونوں مسلح افراد گولیوں کا شکار ہو گئے اور زمین پر گر کر چند لمحے تڑپے اور پھر ساکت پڑتے چلے گئے۔ عمران نے جولیا کو اشارہ کیا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دور آنے کے بعد وہ ایک چٹان مڑ کر وہ جیسے ہی دوسرے طرف پہنچے تو عمران کو میدان میں ایک گن شپ ہیلی کھڑا دکھائی دیا۔ اس ہیلی کاپٹر میں پائلٹ موجود تھا۔ عمران اور جولیا ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گئے تا کہ ہیلی کاپٹر میں موجود پائلٹ انہیں نہ دیکھ سکے۔

''ہمیں اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے۔ آؤ'' ...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اور جولیا چٹان کی اوٹ سے نکلے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پائلٹ نے بھی عمران اور جولیا دونوں کو دیکھ لیا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا عمران نے پائلٹ سائیڈ کا دروازہ کھول کر اسے بازو سے پکڑ کر باہر کی طرف اچھال دیا۔ پائلٹ اڑتا ہوا ایک دھماکے سے زمین پر گرا اور اس کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی۔ وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔ پائلٹ کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے'' ...... پائلٹ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر زندگی چاہتے ہو تو میرے ساتھ تعاون کرنا ہو گا'' ...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میں تم سے تعاون کروں گا۔ مم۔ مم۔ مجھے مت مارنا۔ میں ابھی زندہ رہنا چاہتا ہوں'' ...... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ'' ...... عمران نے کہا تو پائلٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کک۔ کک۔ کیا تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو'' ...... پائلٹ نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں'' ...... عمران نے جواب دیا تو پائلٹ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔

''ہیلی کاپٹر میں بیٹھو'' ...... عمران نے کہا تو پائلٹ ہیلی کاپٹر میں پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ عمران اور جولیا بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔

''کیا نام ہے تمہارا'' ...... عمران نے پائلٹ سے پوچھا۔

''مم۔ مم۔ جیفرڈ۔ میرا نام جیفرڈ ہے'' ...... پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل پوائنٹ کا انچارج کون ہے"..... عمران نے پائلٹ سے پوچھا۔

"راجندر"..... مہندر نے جواب دیا۔

"وہ اس وقت کہاں ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"وہ وہیں کہیں موجود ہوگا"..... مہندر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو۔ ہمیں سپیشل پوائنٹ پر لے چلو"..... عمران نے کہا تو پائلٹ نے خوف بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھا۔

"لل۔ لل۔ لیکن"..... مہندر گھبرا گیا۔

"لگتا ہے تمہیں اپنی جان پیاری نہیں ہے۔ ٹھیک ہے پھر چھٹی کرو"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو پائلٹ مہندر لرزنے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں لے چلتا ہوں"..... پائلٹ نے یکلخت چیخ کر کہا۔

"جلدی کرو۔ میرے پاس وقت بے حد کم ہے"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر نے ڈیش بورڈ پر موجود بٹنوں میں سے ایک بٹن کو پریس کیا تو ہیلی کاپٹر کے پر گھومنے لگے۔ پھر اس نے ہیلی کاپٹر کا لیور اوپر کیا تو ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ تھوڑی بلندی پر پہنچ کر مہندر نے پائلٹ آگے بڑھا دیا۔ عمران نے مشین پسٹل بدستور پائلٹ مہندر کے سر لگایا ہوا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک پائلٹ مہندر کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز گونج آنے لگی۔

"ٹرانسمیٹر نکال کر مجھے دو"..... عمران نے مہندر سے کہا تو اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کے حوالے کر دیا۔

"جولیا۔ تم اسے کور کرو۔ اگر اس کے منہ سے آواز نکلے تو بے شک اس کی کھوپڑی اڑا دینا"..... عمران نے مشین پسٹل جولیا کو دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے عمران سے پسٹل لیا اور اسے مہندر کے سر سے لگا دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کے کونے میں ایک بٹن پریس کیا تو ٹوں ٹوں کی آواز آنا بند ہوگئی۔

"ہیلو مہندر۔ راجندر کالنگ یو۔ اوور"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ مہندر اٹینڈنگ یو۔ اوور"..... عمران نے مہندر کی آواز میں بولتے ہوئے کہا تو مہندر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے کچھ کہا نہیں۔

"تم ہیلی کاپٹر لے کر کہاں جا رہے ہو۔ اوور"..... راجندر کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ باس۔ میری طبیعت اچانک خراب ہوگئی ہے اس لئے میں سپیشل پوائنٹ پر جا رہا ہوں تا کہ میڈیسن لے سکوں۔ اوور"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہاری طبیعت کو۔ اوور"..... راجندر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”پتہ نہیں باس۔ میرا دل ڈوبا جا رہا ہے اور مجھے اپنا سر بھی گھومتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ اوور“...... عمران نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل“...... راجندر کی آواز سنائی دی اور پھر رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم جادوگر ہو۔ تم نے بالکل میری آواز میں راجندر سے بات کی ہے کہ اسے ذرا بھی شک نہیں ہو سکا“...... مہندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خاموش بیٹھے رہو“...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو مہندر خاموش ہو گیا البتہ اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت کے تاثرات موجود تھے۔ عمران نے اپنی جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی پھر اس نے لیس کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو ٹائیگر۔ عمران کالنگ۔ اوور“...... عمران نے ٹائیگر کو کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیس باس۔ ٹائیگر اٹینڈنگ یو۔ اوور“...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”تم دونوں اس وقت کہاں موجود ہو۔ اوور“...... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ ہم اس وقت پہاڑی علاقے میں موجود ہیں۔ ہم نے ریڈ آئی ایجنسی کے تمام ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ صفدر صاحب اور ان کے ساتھی بھی یہاں پہنچ گئے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں۔ اوور“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ہم اس وقت جیلی کاپٹر میں سوار ہیلی پوائنٹ کی طرف جا رہے ہیں۔ تم سب بھی وہیں پہنچو۔ اوور اینڈ آل“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا۔

☆......☆......☆

پائلٹ مہندر کی بات سن کر راجندر کے چہرے پر حیرت بھرے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔ آج سے پہلے بھی مہندر کی اس طرح طبیعت خراب نہیں ہوئی تھی۔

”مجھے تو گڑ بڑ لگ رہی ہے“...... راجندر نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔

راجندر اس وقت پہاڑی علاقے میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی۔ وہ اپنے چار مسلح ساتھیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا جنہیں اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے پھیلا دیا تھا اور اس نے خود بھی پاکیشیائی ایجنٹوں سے مقابلہ کیا تھا لیکن ابھی تک وہ ایک بھی پاکیشیائی ایجنٹ کو ہلاک نہیں کر سکا تھا۔ اب گولیاں چلنے کی آوازیں بھی بند ہو گئی تھیں اور بمباری بھی نہیں ہو رہی تھی۔

راجندر چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا ہیلی پوائنٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اچانک اس کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں آنے لگیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ رک گیا اور اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر ایک بٹن پریس کیا تو ٹوں ٹوں کی آوازیں آنا بند ہو گئیں اور آوازیں ابھرنے لگیں۔

"ہیلو۔ ہیلو ٹائیگر۔ عمران کالنگ یو۔ اوور"..... ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری تو راجندر بے اختیار چونک پڑا۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹینڈنگ یور کال۔ اوور"..... دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی اور پھر ان کے درمیان باتیں ہونے لگیں۔ جیسے جیسے راجندر سنتا گیا اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ عمران ہیلی کاپٹر میں سوار پیشل پوائنٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے سارے ساتھی نہ صرف زندہ تھے بلکہ انہوں نے ریڈ آئی ایجنسی کے ایجنٹوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ اب ساری بات راجندر کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ عمران نے مہندر کو کور کیا ہوا تھا اور اس نے یقیناً مہندر کی آواز میں بات کی تھی کیونکہ وہ عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران دوسروں کی آوازوں کی ہوبہو نقل کر لیتا تھا اور کوئی بھی نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ عمران بات کر رہا ہے یا کوئی اور۔

راجندر چند لمحے سوچتا رہا کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے کیونکہ پیشل پوائنٹ پر آبدوز موجود تھی جو صرف کوڈ سے ہی چلتی تھی اور اس کا کوڈ صرف اسے اور لیبارٹری ون کے انچارج ڈاکٹر جگدیش کو معلوم تھا۔ عمران دیواروں سے لاکھ بار سر مارے وہ آبدوز کو بغیر کوڈ کے نہیں چلا سکتا تھا۔ راجندر نے فیصلہ کیا کہ جب پاکیشیائی ایجنٹ پیشل پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے تو وہ اس پوائنٹ کو میزائلوں سے اڑا دے گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کا اس سے بہترین موقع اور کوئی نہیں تھا جو اس کے کریڈٹ میں لکھا جاتا تھا۔ اس کے پاس میزائل گن موجود نہیں تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ پوائنٹ ون کے قریب ہی ایک غار میں اسلحہ، میزائل گن اور راکٹ لانچر موجود تھے۔ یہ اسلحہ ریڈ آئی ایجنسی نے غار میں چھپایا ہوا تھا تاکہ ناگہانی صورت حال میں اسلحے سے کام لیا جا سکے۔ چنانچہ راجندر آگے بڑھا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا پوائنٹ ون کی طرف بڑھنے لگا۔ چٹانیں چھوٹی بڑی اور اونچی نیچی تھیں اور وہ انہیں پھلانگتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

راجندر تھوڑی ہی دور پہنچا تھا کہ اسے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ یکلخت رک گیا اور دوسرے ہی لمحے اس نے چھلانگ لگائی اور ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید اسے دیکھ لیا گیا ہے اس لئے اس نے مشین گن پر اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کر لی تھی۔ وہ چند لمحے چٹان کی اوٹ میں دبکا رہا۔ انسانی آوازیں ابھی تک آ رہی تھیں اور ان آوازوں میں نسوانی آوازیں بھی شامل تھیں۔ راجندر سمجھ گیا یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ گو پاکیشیا سیکرٹ سروس قریب ہی موجود تھیں لیکن ان کی باتیں اسے واضح سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ راجندر چند لمحے بیٹھا آوازوں کی سمت کا جائزہ لیتا رہا جب اسے سمت کا اندازہ ہو گیا تو وہ چٹان کی اوٹ سے نکلا اور دبے قدموں چلتا ہوا ادھر کی طرف بڑھ گیا جدھر سے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ راجندر ایک چٹان پر چڑھ گیا اور چٹان کی اوٹ میں ہو کر دوسری سمت دیکھنے لگا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر تین مرد اور دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ ایک دوسرے سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ انہیں دیکھ کر راجندر کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس کے پاس چھوٹے بم موجود تھے جن سے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کر سکتا تھا۔ اس نے مشین گن سائیڈ پر پڑے پتھر پر رکھ دی اور اپنی جیبوں کو چیک کرنے لگا۔ وہ اپنی جیبوں میں منی بم ہمیشہ رکھتا تھا اور اس وقت بھی اس کی جیب میں منی بم موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی جیب سے منی بم نکال پاتا اچانک اسے کسی نے اٹھا کر چٹان سے نیچے پھینک دیا اور راجندر لڑھکتا اور اچھلتا ہوا

زمین پر جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے پاؤں کے بل اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ جیسے ہی کھڑا ہوا تو اس کے سینے پر دو پاؤں لگے اور وہ ایک بار پھر اچھلتا ہوا پانچ فٹ کے فاصلے پر جا گرا۔ ایک بار پھر راجندر بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے ایک نوجوان نے چٹان سے چھلانگ لگائی اور اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تنویر تھا جس نے راجندر کو اٹھا کر زمین پر پھینکا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس جا رہا تھا کہ اسے راجندر دکھائی دیا تھا۔ اسے دیکھ کر تنویر چونک پڑا تھا اور سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اس لئے اس نے راجندر کا ارادہ ناکام بنا دیا تھا۔

راجندر نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال کر تنویر پر فائرنگ کر دی۔ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی فضا گونج اٹھی لیکن تنویر اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا اس لئے گولیاں ایک چٹان پر لگیں اور چٹان میں پیوست ہو گئیں۔ تنویر نے راجندر کو دوسری بار مشین گن چلانے کا موقع ہی نہ دیا۔ اس نے قلابازی کھائی اور وہ پرندے کی مانند اڑتا ہوا راجندر پر جا گرا۔ دونوں زمین پر گر گئے اور راجندر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر ایک کھائی میں جا گرا۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر تنویر کے ساتھی صفدر، کیپٹن شکیل، صالحہ، ٹائیگر اور روزی راسکل بھی وہاں پہنچ گئے لیکن انہوں نے راجندر اور تنویر کی فائٹنگ میں مداخلت نہیں کی۔

راجندر ایک مرتبہ پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے اور چہرہ غصے سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ وہ مارشل آرٹ کا ماہر تھا اور آج تک اس نے کسی سے فائٹنگ میں مار نہیں کھائی تھی لیکن آج پاکیشیائی ایجنٹ نے اس کا ہر وار ناکام بنا دیا تھا۔ پھر جیسے ہی تنویر اس کی طرف بڑھا تو راجندر یکلخت فضا میں اچھلا اور اس نے پے در پے دونوں ٹانگیں تنویر کے سینے پر ماریں تو تنویر اچھلتا ہوا دور جا گرا۔ زمین پر گرتے ہی تنویر بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو راجندر بھی اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے تنویر کے پہلو میں لات ماری لیکن تنویر نے الٹی قلابازی کھائی اور پیچھے جا کھڑا ہوا جس کی وجہ سے راجندر کا وار ناکام گیا۔ راجندر بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح تنویر کی طرف بڑھا اور جیسے ہی اس نے تنویر کے قریب پہنچ کر اسے ٹکر مارنا چاہی تو تنویر نے اس کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اپنے سینے سے لگا لیا۔ راجندر خاصا تنومند اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ تنویر نے ایک بازو اس کی گردن میں ڈال دیا تھا اور دوسرا اس کی کمر میں اور دوسرے لمحے اسے دھکیلتے ہوئے آگے کی طرف آ گیا لیکن اس سے پہلے کہ تنویر گردن والے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے بے ہوش کرتا اچانک راجندر کی دونوں کہنیاں پوری قوت سے تنویر کے پہلوؤں پر اس انداز میں پڑیں کہ تنویر کی گرفت اس پر ختم ہو گئی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ایک چٹان سے جا لگا۔

تنویر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو اور تنویر کے پیچھے ہٹتے ہی راجندر نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر پوری قوت سے تنویر کے سینے پر زوردار مکا مارنے کی کوشش کی لیکن ایک لمحے میں ہی تنویر سنبھل چکا تھا۔ وہ یکلخت خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح نیچے بیٹھ گیا۔ راجندر نے تنویر کو نیچے بیٹھتا محسوس کر کے اپنا ہاتھ روکنا چاہا لیکن دوسرے لمحے وہ فضا میں اڑتا ہوا اچھل کر پشت کے بل پتھریلی زمین پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ تنویر نے نیچے بیٹھتے ہی یکلخت اچھل کر اسے دونوں ہاتھوں سے ایک

زوردار جھٹکا دے کر پیچھے کی طرف اچھال دیا تھا۔ اسے اچھال کر تنویر بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا تاکہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اسے بے کار کر دے لیکن راجندر بہرحال تنویر کی توقع سے کہیں زیادہ تیز، پھرتیلا اور لڑائی کے فن میں ماہر تھا۔ ابھی تنویر اس کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس کا جسم فضا میں اچھل کر کسی پھرکی کی طرح گھوما اور تنویر کے پہلو پر اس کی گھومتی ہوئی لات اس قدر بھرپور انداز میں پڑی کہ تنویر ضرب کھا کر اڑتا ہوا ایک چٹان سے دھماکے سے جا گرایا۔ صفدر، کیپٹن شکیل، نائیگر، صالحہ اور روزی راسکل خاموشی سے کھڑے تھے۔ نائیگر نے آگے بڑھنا چاہا تو صفدر نے اسے روک دیا۔

تنویر دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا ہی تھا کہ راجندر انتہائی حیرت انگیز انداز میں قلابازی کھا کر تنویر کے قریب زمین پر اس انداز میں گرا کہ اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے تنویر کی ناف پر لگیں اور عمران کے منہ سے بے اختیار اوہ کی آواز نکل گئی۔ راجندر نے پہلی ضرب لگاتے ہی دونوں ٹانگیں ایک بار پھر اٹھائیں تاکہ دوبارہ ضرب لگا سکے اور اگر دوسری بھرپور ضرب تنویر کو لگ جاتی تو تنویر یقیناً ناکارہ ہو جاتا۔ ضرب کھاتے ہی تنویر کا اوپر کا جسم اس طرح اوپر کو اٹھا کہ اس کی دونوں ٹانگیں سیدھی ہو گئیں اور عین اسی وقت راجندر نے ایک بار پھر دونوں ٹانگیں اوپر اٹھا کر تنویر کو دوسری ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے تنویر کا جسم بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی راجندر کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے اپنی جگہ سے کھسک گئے تھے۔

تنویر نے راجندر کی گردن کے گرد اپنا بازو حائل کر کے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو کڑاک کی آواز کے ساتھ ہی راجندر کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ راجندر ایک لمحے کے لئے مخصوص سا تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا۔

تنویر نے راجندر کو چھوڑ دیا تو زمین پر گر گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی تنویر کی طرف بڑھے۔

"ویل ڈن تنویر۔ ویل ڈن"...... صفدر اور اس کے ساتھیوں نے تنویر کو داد دیتے ہوئے کہا تو تنویر نے بے اختیار چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"یہ تم سب کو ٹارگٹ کر رہا تھا۔ اگر مجھے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اس نے تم سب کو ٹارگٹ کر لینا تھا"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آج تو تم نے مشین گن کی بجائے ہاتھ پیر چلائے ہیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پچویشن ہی ایسی تھی۔ ویسے یہ فائٹنگ میں نے عمران سے سیکھی ہے۔ ہاتھ پیر چلا کر میں خود کو تو انا محسوس کر رہا ہوں"...... تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ نائیگر اور روزی راسکل بھی ستائشی نظروں سے تنویر کو دیکھ رہے تھے۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں چلنا چاہئے۔ عمران صاحب پیکنگ پوائنٹ پر پہنچ چکے ہوں گے"...... روزی راسکل نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔

☆......☆......☆

بھوشن پور پہنچنے کے بعد عمران نے مہندر کو بے ہوش کر کے پہلے اس کا میک اپ خود پر کر لیا تھا پھر اس نے مہندر کو رسیوں سے باندھ کر ایک چٹان کی اوٹ میں پھینک دیا تھا۔ عمران نے مہندر سے لیبارٹری ون کا ٹیلی فون نمبر معلوم کر لیا تھا اب وہ جولیا کے ساتھ اس غار میں موجود تھا جہاں کیپسول نما آبدوز موجود تھی۔ غار میں چند مشینیں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے اچھی طرح مشینوں کا جائزہ لے لیا تھا اور ایک مشین ایسی تھی جس سے آبدوز کنٹرول ہوتی تھی۔ آبدوز خاصی بڑی تھی اور اس کا دروازہ بند تھا جس پر ایک چھوٹی سی سکرین لگی تھی جس میں پاس ورڈ کے الفاظ لکھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے آبدوز کا اچھی طرح جائزہ لیا تھا۔ یہ آبدوز کوڈ سے چلتی تھی اور عمران کو کوڈ معلوم نہیں تھا۔ اسے راجندر کا بھی انتظار تھا۔ راجندر چونکہ چیکنگ پوائنٹ کا انچارج تھا اس لئے اسے آبدوز کا دروازہ اوپن کرنے کا کوڈ معلوم ہوگا۔

''کیا سوچ رہے ہو عمران''...... جولیا نے پوچھا۔

''سوچ رہا ہوں کہ جب میری شادی ہوگی تو میں کار میں بیٹھ کر آنے کی بجائے آبدوز پر بیٹھ کر تمہارے فلیٹ آؤں گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''تم ہر وقت شادی کی رٹ لگائے رکھتے ہو پتہ نہیں تمہاری شادی ہوگی بھی یا نہیں۔ میرا خیال ہے تمہارے ہاتھوں میں شادی کی لکیر ہی نہیں ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔

''میرے ہاتھوں میں شادی کی لکیر تو ہے لیکن شادی کا وقت نہیں آیا۔ بہرحال تم دوسری غار میں جا کر تلاش کرو شاید کسی کتاب میں یا کسی کاغذ پر آبدوز کا دروازہ اوپن کرنے کا کوڈ لکھا ہوا مل جائے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ غار سے نکل گئی۔ عمران ایک بار پھر آبدوز کو چیک کرنے لگا اور اس کی مشین پر اس نے مختلف ورڈز لکھے لیکن آبدوز کا دروازہ نہ کھلا۔ اسی لمحے جولیا واپس آ گئی تو عمران نے بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیا کوڈ مل گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ فون کی گھنٹی بج رہی ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ جولیا کے ساتھ دوسرے غار میں آ گیا جہاں میز پر پڑے فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''ہیلو راجندر۔ کرنل پاڈال اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کرنل پاڈال کی آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ راجندر بول رہا ہوں''...... عمران نے راجندر کی آواز میں بولنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے راجندر کی آواز صرف ٹرانسمیٹر پر ہی سنی تھی جب اس نے پائلٹ مہندر کو کال کیا تھا۔

''راجندر۔ کیا بات ہے۔ تمہاری آواز کو کیا ہوا''...... دوسری طرف سے کرنل پاڈال کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''باس۔ چیخ چیخ کر میرا گلا خراب ہو گیا ہے''...... عمران نے بھنچے بھنچے لہجے میں جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ یہ بتاؤ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا ہوا۔ کیا وہ سب مارے گئے ہیں یا نہیں''...... کرنل پاڈال نے پوچھا۔

"باس۔ میں نے تمام پاکیشیائی ایجنٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ میں آپ کو اطلاع دینے ہی والا تھا کہ آپ کا فون آ گیا"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی پاکیشیائی ایجنٹ مارے گئے ہیں"...... کرنل پاڈال کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"یس باس"...... عمران نے کہا۔

"راجندر۔ تم اس طرح کرو کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں ہیلی کاپٹر میں رکھوا کر ہیڈ کوارٹر بھجوا دو۔ میں عمران کی لاش کو جوتے مارنا چاہتا ہوں"...... کرنل پاڈال نے کہا۔

"سوری باس۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہمارے ہیلی کاپٹر اور جیپیں تباہ کر دی ہیں اس لئے میرے پاس ایسی کوئی سواری نہیں ہے جس پر میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں بھجوا سکوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں خود آ رہا ہوں"...... کرنل پاڈال نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کرنل پاڈال خود یہاں آ رہا ہے۔ میں ہیلی کاپٹر کو کسی محفوظ جگہ پر چھپا کر آ رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کرنل پاڈال دور سے ہی ہیلی کاپٹر دیکھ لے تو وہ مشکوک ہو جائے"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران غار سے نکل کر گن شپ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا جبکہ جولیا وہیں ریک اور میزوں کی درازکی تلاشی لینے میں مصروف ہو گئی۔ دس منٹ کے بعد ہی عمران واپس آ گیا۔ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر تھوڑی دور ایک بڑی چٹان کے عقب میں کھڑا کر آیا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد عمران کے سارے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ صفدر نے جب تنویر اور راجندر کی فائٹنگ کے بارے میں بتایا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"راجندر یہاں کا انچارج تھا اور اسے یقیناً آبدوز کا دروازہ اوپن کرنے کا کوڈ معلوم تھا لیکن اب وہ بھی اس دنیا میں نہیں رہا۔ بہر حال ایک آپشن ابھی موجود ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسا آپشن"...... جولیا نے پوچھا۔

"لیبارٹری ون کے انچارج ڈاکٹر جگدیش کو آبدوز کا کوڈ ضرور معلوم ہو گا اس لئے کرنل پاڈال آ جائے تو ڈاکٹر جگدیش سے بھی کوڈ معلوم کر لیتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد انہیں ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے غار کے دہانے پر پہنچ کر دیکھا تو کافی دور ایک ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا دکھائی دیا جو اسی طرف آ رہا تھا۔ عمران واپس پلٹ آیا۔

"تم سب ادھر ادھر چھپ جاؤ۔ میں کرنل پاڈال کو ہینڈل کرتا ہوں۔ کرنل پاڈال کے ساتھ مسلح کمانڈوز ہوں گے تم ان سب کا خاتمہ کر دینا۔ کسی کو زندہ نہیں بچنا چاہئے"...... عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی غار سے باہر نکل کر ادھر

ادھر چھپ گئے جبکہ عمران دوسری غار کے دہانے کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر لمحہ بہ لمحہ قریب آتا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہیلی کاپٹر غار کے قریب ہی ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ چند لمحوں کے بعد ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی نیچے اترا اور جھکے جھکے انداز میں عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھ مشین گنوں سے مسلح چار کمانڈوز بھی تھے۔ وہ بھی ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے اور ادھیڑ عمر کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ادھیڑ عمر آدمی چلتا ہوا عمران کے قریب پہنچ گیا تو عمران نے اسے نمستے کیا۔

”مہندر۔ راجندر کہاں ہے“..... ادھیڑ عمر آدمی نے جو کرنل پاڈال تھا عمران سے پوچھا۔

”باس۔ راجندر صاحب کسی ضروری کام سے کہیں گئے ہیں۔ وہ آنے ہی والے ہیں“..... عمران نے مہندر کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کام سے گیا ہے۔ کس کام سے“..... کرنل پاڈال نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کرنل پاڈال کے ساتھ آئے ہوئے کمانڈوز اچھلتے کودتے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ کرنل پاڈال نے بے اختیار مڑ کر اپنے کمانڈوز کو دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر ان کے قریب آ گئے۔

”کیا مطلب۔ تت۔ تت۔ تم“..... کرنل پاڈال نے رک رک کر بولتے ہوئے کہا اور اس نے پلٹ کر عمران کی طرف دیکھا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

”کرنل پاڈال۔ پریشان کیوں ہو گئے ہو“..... عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا تو کرنل پاڈال بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

”تت۔ تت۔ تم۔ عمران“..... کرنل پاڈال نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ خادم کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں“..... عمران نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ راجندر کی آواز میں تم نے مجھ سے بات کی تھی“..... کرنل پاڈال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اگر میں تم سے بات نہ کرتا تو تم کبھی بھی یہاں نہ آتے۔ آؤ کرنل۔ اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ یہ تمہاری شان کے خلاف ہے کہ تم سے یہیں کھڑے کھڑے بات کی جائے“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے کرنل پاڈال کو بازو سے پکڑا اور اسے غار کے اندر لے گیا۔ اس نے ٹائیگر کو بھی اشارہ کر دیا تھا اس لئے ٹائیگر اس کے ساتھ ہی غار میں آ گیا تھا۔ کرنل پاڈال کو ایک کرسی پر بٹھانے کے بعد عمران دوسری کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے ساتھی عمران کی ہدایت پر غار کے باہر ہی رہے۔ ٹائیگر کرنل پاڈال کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ کرنل پاڈال بے بسی کے عالم میں مسلسل ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

''عمران۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میری ایجنسی تمہارے مقابلے میں ناکام ہو گئی ہے اور میرا سارا سیٹ اپ تباہ ہو گیا ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو''۔۔۔۔۔ کرنل پاڈال نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کرنل پاڈال۔ تم نے کہا تھا کہ تم میری لاش کو جوتے مارو گے۔ اب تمہارے ایجنٹ تو مجھے مار نہیں سکے جو تم میری لاش کو جوتے مارتے۔ اب تم بتاؤ کیا میں تمہارے سر پر جوتے ماروں''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ایسا کہا تھا۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم مجھے جوتے مارو یا گولی۔ اب میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں''۔۔۔۔۔ کرنل پاڈال نے جواب دیا تو عمران مسکرا دیا۔

''میں تمہیں جوتے نہیں ماروں گا کرنل پاڈال کیونکہ جوتے مارنا تمہاری شان کے خلاف ہے البتہ میں تمہیں دردناک موت ضرور ماروں گا جس سے تمہارے ملک کی ایجنسیاں عبرت حاصل کریں گی کیونکہ تم ڈیڑھ سو افراد کے قاتل ہو۔ تم یہ بتاؤ کہ تم ہمارے سائنسدان ڈاکٹر کمال کو یہاں بلوا رہے ہو یا مجھے ہی لیبارٹری ون میں جانا پڑے گا''۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کرنل پاڈال جھرجھری لے کر رہ گیا۔

''ڈ۔ ڈ۔ ڈاکٹر کمال ہلاک ہو گیا ہے''۔۔۔۔۔ کرنل پاڈال نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ڈاکٹر کمال ہلاک ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ ڈاکٹر کمال کیسے ہلاک ہو گیا ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو کرنل پاڈال نے اسے بتا دیا کہ ڈاکٹر کمال دماغ کی سکیننگ کے دوران ہی ہلاک ہو گیا ہے۔ عمران کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''اب وہ فارمولا کہاں ہے جو ڈاکٹر کمال کے دماغ سے نکالا گیا ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''فارمولا لیبارٹری ون میں ہی موجود ہے اور تم وہ فارمولا کسی بھی صورت حاصل نہیں کر سکتے''۔۔۔۔۔ کرنل پاڈال نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''میں نہ صرف فارمولا لے جاؤں گا بلکہ تمہاری سمندر میں بنی لیبارٹری ون بھی تباہ کر دوں گا''۔۔۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو اس بار کرنل پاڈال کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''تم لیبارٹری ون تک ہی نہیں پہنچ سکتے فارمولا حاصل کرنا تو دور کی بات ہے''۔۔۔۔۔ کرنل پاڈال نے کہا۔

''کیا تم مجھے چیلنج کر رہے ہو کرنل پاڈال''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اٹ از مائی چیلنج''۔۔۔۔۔ کرنل پاڈال نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

''اوکے۔ مجھے تمہارا چیلنج قبول ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کرنل پاڈال ہنس پڑا۔

''عمران۔ تم شاید یہ سوچ رہے ہو گے کہ تم مجھ سے آبدوز کا پاس ورڈ معلوم کر کے لیبارٹری ون میں چلے جاؤ گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے کیونکہ آبدوز کا پاس ورڈ مجھے معلوم ہی نہیں ہے''۔ کرنل پاڈال نے کہا۔

''پاس ورڈ معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ کافرستان کی بڑی ایجنسی کا چیف ہونے کے باوجود

تمہیں آبدوز کا پاس ورڈ معلوم نہیں ہے تو یہ تمہاری نااہلی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل پاڈال کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے کوئی بات نہیں کی۔

"جانیگر۔ اس کے بازو کرسی کے پیچھے کر کے پکڑ لو اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دو"..... عمران نے جانیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"..... جانیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تت۔ تت۔ تم کیا کرنا چاہ رہے ہو"..... کرنل پاڈال نے پریشان لہجے میں کہا۔ جانیگر نے اس کے دونوں بازو کرسی کے پیچھے کر کے دائیں ہاتھ سے پکڑ لئے جبکہ بایاں ہاتھ کرنل پاڈال کے منہ پر رکھ دیا۔ کرنل پاڈال نے اپنے بازو جانیگر کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ لیبارٹری ون"..... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پاڈال بول رہا ہوں چیف آف ریڈ آئی ایجنسی۔ ڈاکٹر جگدیش سے بات کراؤ"..... عمران کے منہ سے کرنل پاڈال کی آواز نکلی تو کرنل پاڈال کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"او کے سر"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو کرنل صاحب۔ ڈاکٹر جگدیش بول رہا ہوں۔ فرمایئے۔ آپ نے کس لئے فون کیا ہے"..... چند لمحوں کے بعد ایک بوڑھی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر جگدیش۔ کیا آپ نے ڈاکٹر کمال کے فارمولے کے نوٹس بنا لئے ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"ہاں کرنل صاحب۔ میں نے فارمولے کا نوٹس بنالیا ہے مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کوئی خاص بات"..... ڈاکٹر جگدیش نے جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لیبارٹری ون کو ٹریس کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں پرائم منسٹر صاحب نے ہنگامی میٹنگ بلائی تھی جس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو فوراً لیبارٹری ون سے نکال کر محفوظ مقام پر پہنچا دیا جائے اور میں اس وقت کوسٹل پوائنٹ پر موجود ہوں۔ راجندر بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے اس لئے آپ مجھے آبدوز کا پاس ورڈ بتا دیں تاکہ میں لیبارٹری ون پہنچ کر آپ سب سائنس دانوں کو لے جاؤں"..... عمران نے کہا۔

"لیکن پاکیشیائی ایجنٹوں کو لیبارٹری ون کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا ہے۔ ویسے بھی وہ سمندر میں لیبارٹری کہاں ٹریس کرتے پھریں گے"..... ڈاکٹر جگدیش نے کہا۔

"ڈاکٹر جگدیش۔ آپ پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہیں جانتے۔ یہ ناممکن کو بھی ممکن کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ پاس ورڈ

بتائیں۔ وقت بے حد کم ہے'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ واقعی یہ تو بے حد سیریس کیس ہے۔ اوکے۔ آپ پاس ورڈ نوٹ کر لیں'' ...... دوسری طرف سے ڈاکٹر جگدیش نے کہا اور پھر اس نے پاس ورڈ بھی بتا دیا جو عمران نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ آپ لوگ تیار رہیں'' ...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے بھی کرنل پاڈال کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا اور اس کے بازو بھی چھوڑ دیئے۔ کرنل پاڈال کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم واقعی خطرناک آدمی ہو'' ...... کرنل پاڈال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر۔ اسے ساتھ لے آؤ'' ...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ اٹھ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے کرنل پاڈال کو اس کے کوٹ کے کالر سے پکڑ کر کھڑا کیا اور اسے لئے عمران کے پیچھے چل پڑا۔ عمران کے ساتھی چاق و چوبند کھڑے تھے۔ عمران، ٹائیگر اور کرنل پاڈال دوسرے غار میں آ گئے۔ جولیا اور صفدر بھی غار میں آ گئے تھے۔ عمران نے آبدوز کو کنٹرول کرنے والی مشین آن کی اور پھر اس کے دروازے پر پاس ورڈ لکھا تو آبدوز کا دروازہ کھل گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی آبدوز تھی اور اس میں زیادہ سے زیادہ دس افراد ہی سوار ہو سکتے تھے۔

''سب ساتھیوں کو بلا لو'' ...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی باہر چلی گئی۔

''تم مجھے کیوں لے کر جا رہے ہو'' ...... کرنل پاڈال نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''تم خاموش رہو'' ...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کرنل پاڈال نے ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحوں کے بعد عمران کے سارے ساتھی غار میں آ گئے۔ عمران نے انہیں آبدوز میں سوار ہونے کا اشارہ کیا تو وہ باری باری آبدوز میں داخل ہو گئے۔ ٹائیگر بھی کرنل پاڈال کو دھکیلتا ہوا آبدوز میں لے گیا تھا۔ سب سے آخر میں عمران آبدوز میں داخل ہوا۔ آبدوز میں داخل ہونے کے بعد اس نے دروازہ بند کر دیا اور آبدوز کو آپریٹ کرنے والی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے مشین کا اچھی طرح جائزہ لیا اور پھر اس نے چند بٹن پریس کئے تو آبدوز آگے بڑھنے لگی۔ چونکہ یہ آٹومیٹک آبدوز تھی اور اس کے کمپیوٹر میں لیبارٹری ون کا راستہ فیڈ کر دیا گیا تھا اس لئے آبدوز غار سے نکل کر ساحل سمندر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ جدید آبدوز تھی جو سمندر کے علاوہ خشکی پر بھی چلتی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد آبدوز سمندر میں پہنچ گئی اور تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔ آبدوز کا گہرائی بتانے والا میٹر سمندر کی گہرائی بتا رہا تھا اور اس میٹر کے لحاظ سے وہ خاصی گہرائی میں تھے۔ چونکہ آبدوز کے کمپیوٹر میں لیبارٹری ون کا راستہ اور لوکیشن فیڈ تھی اس لئے آبدوز اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر تقریباً بیس منٹ تک شمال مشرق کی طرف خاصا لمبا سفر طے کرنے کے بعد آبدوز چٹانوں کے قریب پہنچ گئی۔ یہ چٹانیں انتہائی وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھیں اور سمندر کی تہہ تک چلی گئی تھیں۔ ان چٹانوں کے ساتھ ہی ایک چوکور

عمارت موجود تھی جو فولاد کی بنی ہوئی تھی۔ اس فولادی عمارت کا گیٹ بند تھا۔ عمران نے اس عمارت کے گیٹ کے قریب پہنچ کر آبدوز کو روک دیا تو اسی لمحے اس عمارت کا گیٹ کھلتا چلا گیا اور عمران نے آبدوز اس عمارت میں داخل کر دی۔ جیسے ہی آبدوز عمارت میں داخل ہوئی تو عمارت کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ ایک راہداری تھی جس کی دوسری طرف کمروں کے دروازے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب ایک ایک کر کے آبدوز سے باہر نکل گئے۔ ٹائیگر نے بدستور کرنل پاڈال کو کالر سے پکڑا ہوا تھا۔ سب سے آخر میں عمران آبدوز سے باہر نکلا۔

''آؤ'' ...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ ایک کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ان کمروں کے دروازے فولادی تھے۔ عمران نے دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو وہ ایک عام سا کمرہ تھا جس میں کسی بھی قسم کا ساز و سامان موجود نہیں تھا۔ عمران دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک دوسرے دروازے کے اوپر سرخ رنگ کی لہریں چمکنا شروع ہو گئی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ دروازہ اندر سے آٹومیٹک انداز میں لاک کر دیا گیا تھا۔ عمران بے اختیار چونک کر رک گیا۔

''ہاہاہا۔ عمران۔ ڈاکٹر جگدیش نے تم لوگوں کو سیٹلائٹ پر دیکھ لیا ہے اس لئے اس نے دروازے کو لاک کر دیا ہے۔ اب تم کبھی بھی اس کمرے میں داخل نہیں ہو سکتے'' ...... کرنل پاڈال نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں دروازے کے اوپر لہروں پر جمی ہوئی تھیں۔

''عمران۔ تم کچھ بھی کر لو تم دروازہ نہیں کھول سکتے اور ڈاکٹر جگدیش جلد ہی پریذیڈنٹ صاحب کو فون کر کے صورتحال بتا دے گا اور ابھی دوسری ایجنسی کے ایجنٹ یہاں پہنچ جائیں گے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر یہاں سے نہیں جا سکے گا'' ...... کرنل پاڈال نے کہا لیکن عمران نے اس مرتبہ بھی اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا البتہ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

''اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اب تمہاری موت یقینی ہے'' ...... کرنل پاڈال نے کہا۔

''ٹائیگر۔ اسے ہاف آف کر دو۔ یہ خواہ مخواہ میرا دماغ چاٹ رہا ہے'' ...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے کرنل پاڈال کی کنپٹی پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی مخصوص انداز میں ماری تو کرنل پاڈال کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ ٹائیگر کے ہاتھوں میں جھول گیا۔ ٹائیگر نے اسے قابو کر لیا۔

عمران دروازے کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے دروازے کے ساتھ دیوار میں نصب ایک چھوٹا سا بٹن دکھائی دیا۔ وہ بٹن اتنا چھوٹا تھا کہ صرف قریب سے ہی نظر آ سکتا تھا اس لئے وہ عمران کو دکھائی نہیں دیا تھا۔ عمران نے اس بٹن کو پریس کیا تو دروازے پر چمکنے والی لہریں یکلخت غائب ہو گئیں۔ لہروں کے ختم ہوتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا اچانک وہاں سفید رنگ کا دھواں سا پھیل گیا۔ دھواں اتنا تیز تھا کہ جب تک وہ اس کی موجودگی سے آگاہ ہوتے دھواں ان کے سانسوں کے ساتھ ان کے پھیپھڑوں کے اندر پہنچ گیا اور عمران کو یکلخت راہداری گھومتی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر اس کے ذہن پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔ وہ خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح زمین پر گرا اور بے ہوش ہوتا چلا گیا۔ اس کا ذہن کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا تھا۔ پھر جس طرح تاریک فضا

میں جگنو کے اڑنے سے بار بار روشنی چمکتی ہے اس طرح عمران کے تاریک ذہن پر روشنی کے نقطے ابھرنے اور چمکنے لگے لیکن نقطوں کے ابھرنے کی رفتار میں تیزی آتی جا رہی تھی پھر دوسرے لمحے ذہن یکلخت اس طرح روشن ہو گیا جیسے تاریک ہوا ہی نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا شعور بھی جاگ پڑا اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے کمرے میں دیوار کے قریب کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے عقب میں باندھے گئے تھے۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا تو اس کے دائیں ہاتھ پر کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے جبکہ بائیں طرف تنویر، جولیا، صالحہ اور روزی راسکل کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان سب کے ہاتھ بھی عمران کی طرح کرسیوں کے پیچھے کر کے رسی سے باندھے گئے تھے۔ وہ سب بے ہوش تھے۔ عمران اپنی ذہنی اور مخصوص ورزشوں کی وجہ سے سب سے پہلے ہوش میں آ گیا تھا۔ ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ ڈاکٹر جگدیش نے ان پر گیس کیپسول فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔ عمران کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔ عمران نے اپنی کلائیوں پر بندھی رسی کو چیک کیا تو رسیاں کلائی سے کافی اوپر باندھی گئی تھیں جس کی وجہ سے عمران کے ہاتھ رسی تک نہیں پہنچ پا رہے تھے۔ عمران ابھی کمرے کا جائزہ ہی لینے میں مصروف تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل پاؤال اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک بوڑھا آدمی بھی تھا جس نے اپنے لباس کے اوپر سفید کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس بوڑھے کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور اس کا درمیان سے تو بالوں سے عاری تھا البتہ سائیڈوں پر جھالروں کی صورت میں بال موجود تھے جو برف کی مانند سفید تھے۔ کرنل پاؤال نے عمران کو ہوش میں دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ عمران کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور غصیلی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

”تم کب ہوش میں آئے ہو۔ ڈاکٹر جگدیش۔ آپ نے تو کہا تھا کہ یہ دو گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتے پھر یہ آدھے گھنٹے بعد کیسے ہوش میں آ گیا ہے“..... کرنل پاؤال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں خود بھی حیران ہوں کہ یہ کیسے ہوش میں آ گیا ہے“..... بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا جو لیبارٹری ون کا انچارج ڈاکٹر جگدیش تھا۔

”جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اسی دن سے ہی ہوش میں آیا ہوں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پاؤال کے چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

”لیکن اب تم ہمیشہ کے لئے بے ہوش ہونے والے ہو۔ دیکھو کایا کیسے پلٹ گئی ہے۔ تم خود کو ذہین اور بہت بڑا سیکرٹ ایجنٹ سمجھتے ہو۔ اب دیکھو تم میرے سامنے اس حالت میں موجود ہو کہ میں تمہیں گولیوں سے بھون ڈالوں تو تم مزاحمت بھی نہیں کر سکتے“..... کرنل پاؤال نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”موت کا وقت مقرر ہے کرنل پاؤال۔ اگر میری موت کا وقت آ گیا ہو گا تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے مرنے سے نہیں بچا سکتی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی موت کا وقت مقرر ہے اور تمہاری موت کا وقت آ گیا ہے اور مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے کہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی موت میرے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔ دنیا کے نامور ایجنٹوں نے تمہیں ہلاک کرنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن آج تک کوئی بھی تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب نہیں ہو سکا لیکن جب میں دنیا کو بتاؤں گا کہ تم میرے ہاتھوں بے بسی کی موت مارے گئے ہو تو میرا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا اور میں ہیرو بن جاؤں گا"...... کرنل پاڈال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اگر میری موت تمہارے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے تو میں اب کیا کر سکتا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تمہارے بعد تمہارے ساتھیوں کی موت کے گھاٹ اتاروں گا"...... کرنل پاڈال نے کہا۔

"مرنے کے لئے تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی"...... عمران نے جواب دیا۔ کرنل پاڈال نے اپنے کوٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

"گڈ بائے فور آل ویز عمران"...... کرنل پاڈال نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ کرنل پاڈال مشین پسٹل کا ٹریگر دبا پاتا، یکلخت عمران نے اپنی دونوں ٹانگیں سیدھی کر کے کرنل پاڈال کے پیٹ میں ماردیں۔ کرنل پاڈال اڑتا ہوا ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر اچھل کر منہ کے بل فولادی فرش پر گر گیا۔ اس کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی۔ فولادی فرش پر گرنے سے اس کا ناک پھٹ گیا تھا اور وہاں سے خون جاری ہو گیا تھا۔ مشین پسٹل بھی اس کے ہاتھ سے نکل کر صفدر کے پاؤں کے قریب جا گرا تھا۔ یہ سب اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ ڈاکٹر جگدیش کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ کرنل پاڈال کو کیا ہوا گیا ہے اور وہ کس طرح اچھل کر فولادی دیوار سے ٹکرا کر فولادی فرش پر گر گیا تھا۔ کرنل پاڈال فولادی فرش سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک لمحے کے لئے وہ لڑکھڑایا لیکن پھر اس نے خود کو سنبھال لیا۔ اس کے چہرے پر غیظ و غضب کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے کوٹ کی آستین سے ناک سے نکلتا ہوا خون صاف کیا اور خونخوار نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا عمران"...... کرنل پاڈال نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ جارحانہ انداز میں عمران کی طرف بڑھا۔ عمران کے قریب پہنچ کر اس نے عمران کے چہرے پر تھپڑ مارنا چاہا لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھا گیا اور کرسی سمیت الٹ گیا۔ فولادی فرش پر گرتے ہی عمران نے وہ کرسی سے علیحدہ ہو گیا تھا اس لئے اس نے لیٹے لیٹے ہی دونوں پاؤں سے کرسی اٹھا کر کرنل پاڈال پر پھینک دی۔ کرسی کرنل پاڈال سے ٹکرائی تو کرنل پاڈال کے حلق سے ایک بار پھر دردناک چیخ نکل گئی اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا کیونکہ کرسی کا بازو کرنل پاڈال کے سر سے ٹکرایا تھا جس کی وجہ سے اس کا سر بھی پھٹ گیا تھا اور خون رسنا شروع ہو گیا تھا۔ عمران تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے بازوؤں کے حلقے سے اپنا جسم گزار لیا۔ چونکہ عمران کے جسم میں کافی لچک تھی اس لئے اسے بازوؤں کے حلقے سے جسم گزارنے میں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ اب عمران کے دونوں بازو آگے تھے۔ کرنل پاڈال نے صفدر کے پیروں میں پڑے مشین پسٹل کی طرف دیکھا اور پھر وہ تیزی سے مشین پسٹل کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران کسی پرندے کی مانند

اڑتا ہوا کرنل پاڈال سے جا ٹکرایا اور کرنل پاڈال ایک بار پھر دھماکے سے فولادی فرش پر جا گرا اور اس کے حلق سے دردناک چیخ نکل گئی۔ اس کا سر فولادی فرش سے ٹکرایا تھا۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا پھر وہ بے ہوش ہو گیا۔ ڈاکٹر جگدیش نے کرنل پاڈال کو بے ہوش دیکھا تو وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا لیکن عمران نے قلابازی کھائی اور ایک بار پھر وہ پرندے کی مانند اڑتا ہوا ڈاکٹر جگدیش کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا۔ عمران کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر ڈاکٹر جگدیش یکلخت رک گیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ اس نے اپنی زندگی میں اتنا پھرتیلا انسان نہیں دیکھا تھا جس نے بندھا ہونے کے باوجود کرنل پاڈال پر قابو پا لیا تھا۔

''کہاں جا رہے ہو ڈاکٹر جگدیش''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کک۔ مم۔ مم''..... ڈاکٹر جگدیش نے کہنا چاہا لیکن اس کے منہ سے الفاظ ہی نہ نکل رہے تھے۔

''میرے ہاتھ کھولو''..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر جگدیش عمران کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھولنے لگا۔ شاید وہ عمران کی فائٹنگ دیکھ کر مرعوب ہو گیا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد اس نے عمران کی رسیاں کھول دیں۔

''وہاں بیٹھ جاؤ۔ اگر تم نے کوئی حرکت کی تو زندہ نہیں رہو گے''..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر جگدیش کسی سعادت مند بچے کی طرح کرسی پر بیٹھ گیا۔ خوف اس کے چہرے سے مترشح تھا۔ عمران نے صفدر کے پیروں میں پڑا مشین پسٹل اٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور پھر اس نے صفدر کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند ہی لمحوں کے بعد صفدر کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو عمران نے اس کا ناک اور منہ چھوڑا اور اس کے عقب میں جا کر اس کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ چند لمحوں کے بعد صفدر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

''آرام سے بیٹھے رہو۔ میں رسیاں کھول رہا ہوں''..... عمران نے کہا تو صفدر آرام سے بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر جگدیش خوف بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے جلدی صفدر کی رسیاں کھول دیں تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تم باقی ساتھیوں کی رسیاں کھول کر انہیں ہوش میں لاؤ۔ میں کرنل پاڈال کو باندھ لوں''..... عمران نے کہا اور پھر اس نے فولادی فرش پر بے ہوش پڑے کرنل پاڈال کو اٹھا کر اپنی کرسی پر بٹھایا اور اسے رسی سے باندھنے لگا جبکہ صفدر دوسرے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کے ساتھ ساتھ رسیوں سے بھی آزاد کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عمران کے سب ساتھی آزاد ہو گئے تھے اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران نے کرنل پاڈال کو کرسی سے باندھ دیا پھر وہ ڈاکٹر جگدیش کی طرف مڑا۔

''تنویر۔ ڈاکٹر جگدیش کو عزت و احترام سے اس کرسی پر بٹھاؤ''..... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے ڈاکٹر جگدیش کو کرنل پاڈال کے ساتھ والی کرسی پر بٹھا دیا۔

''اسے رسی سے باندھ دو''..... عمران نے کہا تو تنویر، ڈاکٹر جگدیش کو رسی سے باندھنے میں مصروف ہو گیا۔

"حت۔ حت۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ مجھے کیوں باندھ رہے ہو"...... ڈاکٹر جگدیش نے حیرت اور خوف بھرے لہجے میں کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد تنویر نے ڈاکٹر جگدیش کو کرسی سے باندھ دیا۔

"تم تینوں جاؤ اور یہاں جتنے بھی افراد موجود ہیں انہیں ہاف آف کر دو"...... عمران نے صفدر، ٹائیگر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ تینوں تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو عمران۔ مم۔ مم۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے"...... ڈاکٹر جگدیش نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جگدیش۔ ڈاکٹر کمال کے فارمولے کے نوٹس کہاں موجود ہیں"...... عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ۔ وہ میرے آفس کے سیف میں پڑے ہیں"...... ڈاکٹر جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا آفس کون سا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا آفس راہداری کا آخری کمرہ ہے"...... ڈاکٹر جگدیش نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد صفدر، ٹائیگر اور کیپٹن شکیل بھی آ گئے۔

"لیبارٹری میں چار افراد موجود تھے جنہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں ابھی آ رہا ہوں"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ کمرے سے نکل کر راہداری کے آخری کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ عمران نے کمرے میں داخل ہو کر ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ کمرے کے کونے میں ایک سیف پڑا ہوا تھا۔ عمران سیف کی طرف بڑھا اور سیف کھول کر چیکنگ کرنے لگا۔ سیف میں مختلف کلرز کی فائلیں پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے ایک، ایک فائل چیک کی لیکن اسے کسی فائل میں ڈاکٹر کمال کے فارمولے کے نوٹس نہیں ملے۔ عمران نے اپنی چیکنگ جاری رکھی اور پھر اسے سیف کے ایک خفیہ خانے میں بلیو کلر کی ایک فائل مل ہی گئی۔ اس فائل پر ڈاکٹر کمال لکھا ہوا تھا۔ عمران نے فائل کھولی تو اس میں ڈاکٹر کمال کے فارمولے کے نوٹس موجود تھے۔ عمران نے اس فائل کی اچھی طرح چیکنگ کی اور پھر مطمئن ہونے کے بعد اس نے فائل موڑی اور اسے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی۔ اس سیف میں کافرستانی سائنس دانوں کے فارمولے اور ان کے نوٹس موجود تھے مگر عمران نے ان فائلوں میں سے کوئی بھی فائل نہیں اٹھائی کیونکہ وہ اسے اپنے اصول کے خلاف سمجھتا تھا۔ وہ چاہتا تو اہم فارمولے اور نوٹس لے جا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اپنی محنت پر یقین کرنے والا انسان تھا۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی جیب میں ایک منی بم نکالا اور اس پر آدھے گھنٹے کا ٹائم ایڈجسٹ کر کے منی بم کو دیوار سے چپکایا اور کمرے سے نکل کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں کرنل پاڈال، ڈاکٹر جگدیش اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کرنل پاڈال ابھی تک بے ہوش تھا جبکہ ڈاکٹر جگدیش کی حالت دیدنی تھی۔ خوف سے اس کا رنگ زرد ہو چکا تھا اور آنکھوں میں مایوسی کے تاثرات تھے۔

"تنویر۔ کرنل پاڈال کو ہوش میں لاؤ"...... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر آگے بڑھا اور دوسرے ہی لمحے اس کا بھرپور تھپڑ کرنل پاڈال کے چہرے پر پڑا اور کمرہ چٹاخ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ پھر تنویر نے کرنل پاڈال کے چہرے پر مسلسل تھپڑ مارنے لگا۔ چوتھے تھپڑ پر

ہی کرنل پاؤال نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو تنویر پیچھے ہٹ گیا۔ کرنل پاؤال نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ کسمسا کر رہ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا لاشعور جاگ اٹھا اور اس نے بے اختیار چونک کر اپنے سامنے کھڑے عمران کی طرف دیکھا۔ بدلی ہوئی پوزیشن دیکھ کر کرنل پاؤال کے چہرے پر خوف اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا ہے۔ اوہ۔ اوہ"...... کرنل پاؤال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیسے ہونا تھا ویسا ہی ہو گیا ہے کرنل پاؤال۔ میری موت کا وقت تو نہیں آیا تھا لیکن اب تمہاری اور ڈاکٹر جگدیش کی موت کا وقت آ گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ بھگوان کے لئے۔ مجھے معاف کر دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ کسی ایجنسی کے ساتھ کام نہیں کروں گا"...... کرنل پاؤال نے یکلخت منت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران کی بات سن کر ڈاکٹر جگدیش کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"معاف اسے کیا جاتا ہے جو معافی کے قابل ہو۔ تم ڈیڑھ سو افراد کے قاتل ہو اس لئے تمہیں معافی نہیں مل سکتی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"عمران۔ مم۔ مم۔ مجھے تو معاف کر دو۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"...... ڈاکٹر جگدیش نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اس کی طرف دیکھا۔

"ڈاکٹر جگدیش۔ تم نے میرے ملک پاکیشیا کے اہم اور ذہین سائنسدان کو ہلاک کیا ہے اس لئے تمہیں بھی معافی نہیں مل سکتی"...... عمران نے کہا۔

"عمران۔ بھگوان کے لئے۔ میں تمہارے پاؤں پڑنے کو تیار ہوں۔ مجھے معاف کر دو"...... کرنل پاؤال نے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔ اگر واقعی وہ آزاد ہوتا تو وہ عمران کے پاؤں میں پڑ جاتا۔

"تم تو بندھے ہوئے ہو اس لئے تم میرے پاؤں کیسے پڑ سکتے ہو۔ کرنل پاؤال۔ تم نے کہا تھا کہ تم میری لاش کو جوتے مارو گے۔ تم تو یہ کام نہیں کر سکے البتہ میں یہ کام کر سکتا ہوں اور یہاں سے جانے سے پہلے میں تمہارے سر پر دس بار جوتے مار کر ہی جاؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے دائیں پاؤں سے بوٹ اتارا اور اس نے آگے بڑھ کر کرنل پاؤال کے سر پر جوتے مارنے شروع کر دیئے۔ کرنل پاؤال سر جھکائے بیٹھا جوتے کھاتا رہا۔ جب عمران نے اس کے سر پر دس جوتے مار لئے تو اس نے بوٹ اپنے پاؤں میں پہن لیا۔ جولیا، صالحہ اور روزی راسکل کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی تھی جبکہ تنویر سنجیدہ کھڑا تھا۔

"میں نے اس لیبارٹری میں ایک بم فٹ کر دیا ہے جو آدھے گھنٹے کے بعد بلاسٹ ہو جائے گا اور تمہاری اس ناقابل تسخیر لیبارٹری کے ساتھ ساتھ تم دونوں کے ٹکڑے بھی سمندر میں پھیل جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل پاؤال اور ڈاکٹر جگدیش کے چہروں پر زردی پھیل گئی تھی عمران کی بات سن کر اس زردی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ان دونوں کی خوف سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"عمران۔ نن۔ نن۔ تم ایسا نہیں کر سکتے عمران۔ بھگوان کے لئے۔ ایسا مت کرو"...... کرنل پاؤال نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"چلو" ..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"رک جاؤ عمران۔ بھگوان کے لئے رک جاؤ۔ میری بات سنو۔ ہمیں بھی ساتھ لے جاؤ عمران" ..... کرنل پاڈال اور ڈاکٹر جگدیش نے یکلخت چیختے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے سب ساتھی کمرے سے باہر نکل گئے جبکہ عمران دروازے کے پاس پہنچ کر رکا اور مڑ کر کرنل پاڈال اور ڈاکٹر جگدیش کی طرف دیکھنے لگا۔

"عمران۔ بھگوان کے لئے۔ ہمیں معاف کر دو۔ ہمیں بھی ساتھ لے چلو۔ ہم مرنا نہیں چاہتے" ..... کرنل پاڈال نے اس بار رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"گڈ بائے فار آل ویز" ..... عمران نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے لمحے اس نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔ کرنل پاڈال اور ڈاکٹر جگدیش کے چیخنے کی آوازیں باہر تک سنائی دے رہی تھیں اندر چیخ رہے تھے عمران کو پکار رہے تھے۔

"سب آبدوز میں بیٹھو۔ پانچ منٹ گزر گئے ہیں" ..... عمران نے کہا تو اس کے سارے ساتھی باری باری آبدوز میں بیٹھ گئے۔ سب سے آخر میں عمران بیٹھ گیا۔ پھر عمران نے آبدوز اسٹارٹ کی اور اسے آگے بڑھانے لگا۔ چونکہ لیبارٹری کے گیٹ اوپن ہونے کا سسٹم آبدوز میں فیڈ تھا اس لئے عمران نے پہلے ہی گیٹ اوپن سسٹم آن کر دیا اور پھر جیسے ہی آبدوز گیٹ کے قریب پہنچی تو گیٹ اوپن ہو گیا۔ پھر جب آبدوز فولادی عمارت سے نکل کر پانی میں پہنچی تو فولادی عمارت کا گیٹ آٹومیٹک انداز میں بند ہو گیا۔ عمران نے آبدوز کی رفتار تیز کر دی۔ تقریباً پچیس منٹ کے بعد جیسے ہی آبدوز ساحل پر پہنچی اور وہ سب آبدوز سے باہر نکلے تو اسی وقت پانی میں ایک زوردار دھماکہ اور انہیں دور سے پانی فضا میں اچھلتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ لیبارٹری ون میں عمران نے جو بم فٹ کیا تھا وہ بلاسٹ ہو گیا تھا۔ عمران کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی۔

☆.....☆.....☆

کافرستان کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل آفس میں کافرستانی صدر کرسی پر بیٹھے ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھے۔ یہ فائل ریڈ آئی ایجنسی کی ناکامی کے حوالے سے تھی۔ ان کا چہرہ ستا ہوا تھا اور آنکھوں میں تفکرات کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔ انہیں سمندر کی تہہ میں موجود لیبارٹری ون کی تباہی کی رپورٹ مل چکی تھی۔ یہ رپورٹ انہیں سپیشل پوائنٹ پر موجود خفیہ کیمرے سے بننے والی ریکارڈنگ سے ملی تھی۔ ریکارڈ میں عمران، اس کے ساتھی اور کرنل پاڈال آبدوز میں سوار ہوتے دکھائی دیئے تھے اور ایک گھنٹے کے بعد آبدوز واپس ساحل پر آئی تھی تو اس میں عمران اور اس کے ساتھی سوار تھے البتہ کرنل پاڈال اس میں نہیں تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کرنل پاڈال اور لیبارٹری ون میں موجود سائنس دان لیبارٹری ون کے ساتھ ہی بلاسٹ ہو گئے تھے۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کافرستانی صدر نے بے اختیار چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں" ..... انہوں نے کہا

''سر۔ پاکیشیا سے کسی علی عمران کی کال ہے۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے''...... دوسری طرف سے ان کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔

''علی عمران۔ کراؤ بات''...... کافرستانی صدر نے کہا۔

''اوکے سر''...... ان کی پرسنل سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ حقیر پر تقصیر بندہ ناداں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے عمران کی شوخ آواز سنائی دی تو کافرستانی صدر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''کس لئے فون کیا ہے تم نے''...... کافرستانی صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے سوچا کہ لیبارٹری ون کی تباہی کے بعد شاید آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی ہو اس لئے میں نے آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے فون کیا ہے۔ ویسے آپ نے لیبارٹری ون کو تو ناقابل تسخیر بنا دیا تھا اور آپ کا خیال تھا کہ لیبارٹری تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا لیکن دیکھ لیں میں نے نہ صرف اپنے ملک کے سائنس دان کے فارمولے کے نوٹس حاصل کر لئے ہیں بلکہ آپ کی ناقابل تسخیر لیبارٹری بھی بلاسٹ کر دی ہے یہی نہیں بلکہ ریڈ آئی ایجنسی کے چیف کرنل پاڈال کو بھی ڈیڑھ سو افراد کی ہلاکت کے جرم میں کیفر کردار تک پہنچا دیا ہے''...... دوسری طرف سے عمران کی طنزیہ آواز سنائی دی تو کافرستانی صدر نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ ان کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''عمران۔ لیبارٹری ون کی تباہی اور ہمارے کمانڈر اور معروف سائنسدانوں کی ہلاکت سے ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور اس نقصان کا بدلہ تم سے ضرور لیا جائے گا۔ اب کی بار تم اگر کافرستان آئے تو پھر کبھی واپس زندہ واپس نہیں جا سکو گے۔ تمہارے جسم کی دھجیاں اڑا دی جائیں گی۔ یہ میرا تمہیں چیلنج ہے''...... کافرستانی صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ اس بری طرح سے چیخے تھے کہ انہیں کھانسی کا دورہ پڑ گیا اور وہ بات کرنے کی بجائے کھانسنے لگے۔ انہوں نے میز پر پڑا ہوا پانی سے بھرا گلاس اٹھایا اور پانی پینے لگے۔ چند لمحوں کے بعد انہوں نے اپنی کھانسی پر قابو پا لیا۔

''ارے ارے کیا ہو گیا ہے مسٹر پریذیڈنٹ۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو کھانسی کی دوائی کھانی چاہئے۔ اگر دوائی نہیں کھائیں گے تو آپ کی کھانسی مزید بڑھ جائے گی۔ لہذا میں آپ سے آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ یہ بات یاد رکھیں۔ کافرستان نے جب بھی پاکیشیا کی طرف میلی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کی تو میں اس کی آنکھیں کو پھوڑ دوں گا۔ گڈ بائے''...... دوسری طرف سے عمران کی سرد آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو کافرستانی صدر نے بھی رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ ظاہر ہے وہ اس کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے۔



ختم شد